وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝

تحفۃ القرّاء

لطالب التجوید والعلماء

تالیف:
اُستاذ المجوّدین بابائے قرأت
قاری محمد یحییٰ رسولنگری
مُدیر دارالقراء جامعہ عزیزیہ، ساہیوال

نظرِ ثانی:
اُستاذ القراء
قاری محمد ابراہیم میر محمدی

ناشر: اسلامی اکادمی الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: **تحفۃ القراء**

لطالب التجوید والعلماء

تالیف: قاری محمد یحییٰ رسولنگری

مدیر دار القراء جامعہ عزیزیہ ساہیوال

نظر ثانی: استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: اسلامی اکادمی 17 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

DAR-US-SALAM
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-MAIL: DARUSSALAMNY@HOTMAIL.COM
Web Site: WWW.DARUSSALAMNY.COM

فہرست مضامین

	پیش لفظ	۸
	مقدمہ	۹
فصل اوّل:	اہمیت تجوید	۹
فصل ثانی:	تاریخ فن تجوید وقراءات	۱۸
فصل ثالث:	امام عاصم اور ان کے راوی امام حفص کے مختصر حالات	۲۱

بابِ اوّل:

تعارف قرآنِ کریم

فصل اوّل:	تعارف قرآن مجید	۲۵
فصل ثانی:	ارکانِ قراءات	۳۴
فصل ثالث:	مراتب قراۃ	۳۶

بابِ ثانی:

استعاذہ اور بسملہ

فصل اوّل:	استعاذہ کا بیان	۳۹
فصل ثانی:	بسملہ کا بیان	۴۲

بابِ ثالث:

علم تجوید اور لحن کا بیان

فصل اوّل:	مبادی علم تجوید	۵۳

فصل ثانی: لحن اور اس کی اقسام ۵۵
فصل ثالث: تلاوت کے محاسن و عیوب ۵۷

باب رابع:

متعلقات مخارج الحروف

فصل اوّل: حروف کا بیان ۶۰
فصل ثانی: القاب الحروف ۶۳
فصل ثالث: دانتوں کا بیان ۶۵

باب خامس:

مخارج الحروف

فصل اوّل: مبادیات مخارج ۶۹
فصل ثانی: محققین کے قول کے مطابق مخارج کی تفصیل ۷۳

باب سادس:

صفات الحروف

فصل اوّل: مبادیات صفات ۷۹
فصل ثانی: محققین کے قول کے مطابق صفات لازمہ کی تفصیل ۸۲
فصل ثالث: تتمہ صفات لازمہ ۸۹
فصل رابع: صفات ممیّزہ ۹۳

باب سابع:

حروف وحرکات کی اداء کا بیان

فصل اوّل: حرکت ،سکون اور شدید کی ادائیگی ۹۷

فصل ثانی: بعض حروف کی ادائیگی ۹۹
فصل ثالث: انتیس (۲۹) حروف کی علیحدہ علیحدہ ادائیگی ۱۰۱

باب ثامن:

صفات عارضہ

فصل اوّل: مبادیات صفات عارضہ ۱۱۱
فصل ثانی: تفخیم و ترقیق ۱۱۳
لام کی تفخیم و ترقیق ۱۱۳
راء کی تفخیم و ترقیق ۱۱۴

باب تاسع:

غنّہ کا بیان

فصل اوّل: مبادیات غنّہ ۱۲۰
فصل ثانی: میم ساکن کا بیان ۱۲۲
فصل ثالث: نون ساکن اور نون تنوین کا بیان ۱۲۳

باب عاشر:

ادغام کا بیان

باب حادی عشر:

مدّ کا بیان

فصل اوّل: مبادیات اور اقسام ۱۴۳
فصل ثانی: قوت اور ضعف کے اعتبار سے مدّ کے احکام ۱۴۴

باب ثانی عشر:

ھاء ضمیر اور اجتماع ساکنین کا بیان

فصل اوّل: ہائے ضمیر کا بیان ۱۶۰
فصل ثانی: اجتماع ساکنین کا بیان ۱۶۳

باب ثالث عشر:

ہمزہ کا بیان

فصل اوّل: ہمزہ قطعی کا بیان ۱۶۸
فصل ثانی: ہمزہ وصلی کا بیان ۱۷۰
فصل ثالث: ہمزہ قطعی اور وصلی کا اجتماعی بیان ۱۷۵

باب رابع عشر:

وقف اور سکتہ کا بیان

فصل اوّل: وقف کا بیان ۱۷۸
فصل ثانی: سکتہ کا بیان ۱۸۴

باب خامس عشر:

وقف کے متعلق ضروری احکام

فصل اوّل: مقطوع اور موصول کا بیان ۱۸۷
فصل ثانی: تاء تانیث کا بیان ۱۹۹
فصل ثالث: حذف واثبات کا بیان ۲۰۴

باب سادس عشر:

بعض ضروری مسائل

فصل اوّل: بعض ضروری مسائل ۲۰۸

فصل ثانی: سجدہ تلاوت کا بیان ۲۰۹

خاتمہ

فصل اوّل: حفاظتِ قرآن مجید ۲۱۲

فصل ثانی: عظمت قرآن مجید ۲۱۷

فصل ثالث: قراء کی فضیلت ۲۲۰

تقریظ ۲۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

کتاب تحفۃ القراء کا مسودہ کافی عرصہ سے تیار تھا اور اس کا اشتہار بھی آ چکا تھا اسی بنا پر کئی دوستوں نے خط بھی لکھے کہ اگر کتاب چھپ چکی ہے تو ہمیں ارسال کر دیں لیکن بعض ذاتی مصروفیات کی وجہ سے تاخیر در تاخیر ہوتی چلی گئی۔ عزیز القدر الشیخ المقری القاری محمد ابراہیم مدنی ثم میر محمدی فاضل مدینہ ماہر قراءات عشرہ مدفیوضہ سے جب بھی ملاقات ہوتی تو سب سے پہلے کتاب تحفۃ القراء کے متعلق پوچھتے اور اصرار کرتے کہ اس کام کو جلدی مکمل کریں اور اب بھی ان کے تعاون سے کتاب قابل اشاعت ہوئی ہے۔ جزاہ اللہ الخیر ۔ اللہ رب العزت عزیزم قاری صاحب کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے، (آمین)، اور خدمت علوم قرآن کریم کے لیے ان کو لمبی زندگی بخشے اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ فرمائے، بندہ فقیر کا تو یہی توشہ ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ برخوردار قاری فہد اللہ کے علم وعمل میں برکت فرمائے انہوں نے بھی مسودہ کی تیاری میں بہت محنت کی ہے، اور ادارہ ''اسلامی اکادمی'' کو برکت دے جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں محنت شاقہ کی۔

میری علمی قابلیت تو صفر کے درجہ میں ہے چونکہ ایک عرصہ سے خدمت قرآن کریم اور علم تجوید وقراءات کی تدریس سے تعلق ہے۔ اسی لحاظ سے جو چیزیں تجربہ میں آئیں تحریر کر دیں۔ زیر نظر کتاب میں کما حقہ تو نہیں لیکن بعض مفید معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ جس سے ان شاء اللہ طلبا تجوید کو فائدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف وکرم سے اس بندہ پر تقصیر کو خدام قرآن کریم میں شامل فرمالے اور تمام لغزشوں کو معاف فرمادے۔ (آمین یارب العالمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین

محتاج دعا العبد المذنب فقیر

محمد یحییٰ بن نور اللہ البلوشی ثم رسول نگری

مقدّمہ

فصل اول:

اہمیتِ تجوید

قرآن کریم چونکہ اللہ رب العزت کا کلام ذاتی ہے تو اس لئے ضروری ہے کہ اس کی تلاوت بھی اسی طرح کی جائے جیسا کہ اللہ رب العزت نے کی ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی اور اسی طرح صحابہ کو پڑھایا۔ لہذا جس طرح قرآن کریم کی تلاوت رسول اللہؐ اور صحابہؓ نے فرمائی ہے اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنا ضروری اور واجب ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کا حسن بھی یہی ہے کہ تجوید کے ساتھ تلاوت کی جائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی نہایت عمدگی اور خوش آوازی سے تلاوت فرماتے تھے انسان تو انسان حیوان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر مدارس دینیہ جہاں علماء تیار ہوتے ہیں وہاں تجوید کے ساتھ تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے، جب اساتذہ ہی اس علم سے واقف نہیں ہیں تو طلباء کا کیا حال ہوگا۔

ذیل میں ہم تجوید کی اہمیت پر قرآن وسنت، اجماع اور ان کے علاوہ آئمہ کے اقوال سے دلائل نقل کرتے ہیں:

اہمیت تجوید قرآن کی روشنی میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

✓ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [المزمل:٤]

یعنی قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ تلاوت کرو۔ اس آیت میں ترتیل کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ:

✓ ((اَلتَّرْتِيلُ هُوَ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوفِ)) [الاتقان] یعنی حروف کو تجوید

کے ساتھ پڑھنا اور اوقاف میں ماہر ہونا۔

ترتیل یعنی تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا واجب ہے اور باعث ثواب ہے اور ترتیل کے خلاف پڑھنا جائز نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ مسلمانوں پر ترتیل کے ساتھ تلاوت واجب کر دی، اور اس فن کو جاننے والے علماء قراء ہر دور میں پائے جاتے ہیں تو اس فن کا سیکھنا واجب ہو گیا، کم از کم اتنی تجوید تو بے حد ضروری ہے کہ جس سے قرآن کریم کی تلاوت اور نماز درست ہو جائے، ایسا نہ ہو کہ لا پرواہی کرنے سے عذاب کے مستحق ہو جائیں، مثلاً کوئی آدمی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی بجائے اَلْھَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے اور اَلْعٰلَمِیْنَ کی بجائے اَلْاٰلَمِیْنَ پڑھے، تو ظاہر ہے کہ اس نے قرآن مجید میں تغیر و تبدل کر دیا، اور ایسی غلطیوں سے بچنا واجب اور لازم ہے۔ چونکہ قرآن مجید اللہ رب العزت کی کلام ہے اور بغیر کسی تغیر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور بالکل ٹھیک اسی طرح صحیح اسناد کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے۔ جس طرح قرآن کریم کے حرکات وسکنات اور حروف وکلمات آج تک محفوظ ہیں اسی طرح اس کا طریقۂ ادائیگی بھی من وعن اب تک محفوظ ہے اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچ رہا ہے۔

اسی وجہ سے اکثر علماء محدثین (بحکم مذکورہ آیت) علم تجوید کے سیکھنے کو واجب قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس آیت میں امر ہے اور امر ہمیشہ وجوب کا فائدہ دیتا ہے جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ نہ آجائے، لہٰذا ثابت ہوا کہ تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ [فرقان: ۳۲] یعنی ہم نے اس (قرآن مجید) کو ترتیل کے ساتھ پڑھا۔ لہٰذا جب بغیر ترتیل کے تلاوت کریں گے تو ہم نے اللہ کے طریقۂ تلاوت کے مطابق نہیں پڑھا، جب اس کے طریقہ کے مطابق نہیں پڑھا تو پھر ہم نے اس کی کلام کو تلاوت نہیں کیا۔

❀ اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ﴾ [بقرۃ: ۱۲۱]

یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔

حَقُّ التِّلاوَة:

تلاوت کا حق اسی وقت ادا ہوتا ہے کہ جب اس کو تجوید کا خیال رکھتے ہوئے کیا جائے، اور جب تجوید کے بغیر تلاوت کی جائے تو وہ حق تلاوت نہیں ہے، تلاوت کا حق ادا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس کو تجوید کے مطابق ادا کیا جائے۔

﴿قرآناً عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ﴾[زمر:۲۸] اس آیت میں ارشاد ہے کہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ قرآن کو عربی زبان میں اُتارا گیا ہے، اور تجوید صحیح عربیت کے ساتھ پڑھنے کا نام ہے، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب اور سب سے بڑے مجوّد تھے۔ اس لئے جو شخص قرآن کو خلاف تجوید پڑھے گا وہ غلط پڑھے گا اور اس کی تلاوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے موافق نہ ہوگی۔

اہمیت تجوید احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

جیسا کہ اللہ رب العزت نے ترتیل کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنے کی کافی وضاحت فرمائی ہے ایسے ہی سنت میں بھی اس پر کافی زور دیا گیا ہے:

❀ ارشاد نبوی ہے ((اِقْرَءُ وَالْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ)) یعنی قرآن مجید کو عرب کے لب ولہجہ کے مطابق پڑھو یعنی عربوں کی طرح مخارج اور صفات ادا کرو۔

❀ ((عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ الْقُرْآنُ كَمَا أُنْزِلَ))

ترجمہ: ''حضرت زیدؓ بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو اس طرح پڑھا جائے کہ جس طرح نازل کیا گیا ہے۔'' (رواہ ابن خزیمہ)

❀ ((حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا))

ترجمہ: ''خوبصورت کرو قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ بے شک اچھی آواز قرآن مجید کے حسن کو زیادہ کرتی ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث شریف کی رو سے معلوم ہوا، کہ قرآن مجید کو اگر تجوید کے خلاف تلاوت

کرو گے تو اس کی عربیت اور عربوں کا لب ولہجہ سب خراب ہو کر رہ جائے گا، کیونکہ ہر زبان کا ایک مخصوص لب ولہجہ ہوتا ہے، چونکہ قرآن کریم، خالص عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے اس کا لب ولہجہ بھی خالص عربوں کی طرح ہونا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص خواہش کرے کہ مجھے عربوں کا سا طریقہ ادائیگی حاصل ہو اس کے لئے فنِ تجوید کا حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔علماء نے اس فن کو اسی لیے مدون کیا ہے کہ قرآن کریم کی صحیح تلاوت کی جا سکے۔

لہٰذا امت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر دور میں ایسے آدمی تیار کرتی رہے جو تجوید وقراءت میں ماہر ہوں۔

❀ ((سُئِلَ عَنْ اَنَسٍؓ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاْةُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَتْ مَدًّا مَدًّا، ثُمَّ قَرَأَ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ﴾وَيَمُدُّ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ وَيَمُدُّ ﴿بِالرَّحْمَانِ﴾ وَيَمُدُّ ﴿بِالرَّحِيْمِ﴾ [رواه البخاری و احمد]

ترجمہ: ''حضرت انسؓ سے سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ کیسے قراءت کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ (مداً مداً) یعنی آپ مد طبعی کے ساتھ پڑھتے تھے وصلاً، پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ﴿بسم الله الرحمان الرحيم﴾ پڑھی انہوں نے بسم الله میں لفظ ''الله'' کو مد کے ساتھ پھر ''الرحمان'' کو اور پھر ''الرحيم'' کو مد کے ساتھ پڑھا۔''

❀ ((عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ! كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَ تَهٗ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُوْلُ ﴿اَلرَّحْمَانَ الرَّحِيْمِ﴾ ثُمَّ يَقِفُ)) [رواه الترمذی ،والحاكم والدار قطنی وصححه شيخ البانی فی صحيح الجامع]

ترجمہ: ''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہر آیت کو الگ الگ کر کے پڑھتے تھے۔آپ ﷺ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ کہتے اور اس پر وقف کرتے پھر ﴿اَلرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتے اور وقف کرتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ وقوف کا التزام کرنا سنت نبویہ ہے اور جو وقوف کا لحاظ نہیں کرتا اس کی تلاوت سنت کے مخالف ہے اور تجوید بھی معرفۃ الوقوف کا نام ہے۔

اس موضوع کے متعلقہ کئی ایک احادیث ہیں لیکن ہم اس کو مختصراً پیش کرتے ہوئے ایک سب سے قوی دلیل کا ذکر کرتے ہیں جو کہ وجوب تجوید کے لئے فیصلہ کن ثابت ہوگی:

❀ ((رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُقْرِئُ رَجُلًا، فَقَرَأَ الرَّجُلُ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ﴾[التوبه ٦٠] مُرْسِلَةً فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا هٰكَذَا اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :فَقَالَ كَيْفَ أَقْرَأَ كَهَا يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمَانِ؟! فَقَالَ ﴿لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ فَمَدَّهَا. قَالَ ابن الْجَزرى فى (النشر): وَهٰذَا حَدِيْثٌ جَلِيْلٌ حُجَّةٌ وَنَصٌّ فِيْ هٰذَاالْبَابِ (اَىْ بَابِ وُجُوْبِ التَّجْوِيْدِ) رِجَالُ اِسْنَادِهٖ ثِقَاتٌ)) [رواه الطبرانى فى معجمه الكبير [النشر ١/٣١٥]

ترجمہ:''سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھا رہے تھے اس نے ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ﴾ میں الفقراء کو بغیر مد کے پڑھا تو انہوں نے فرمایا آپ ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تو اس آدمی نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیسے پڑھایا ہے تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور (الفقراء) کو مد کے ساتھ پڑھا۔''

علامہ جزری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر ایک واضح دلیل اور نص ہے۔ کہ تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا لازمی ہے۔

غور فرمائیے! کہ اگر قرآن مجید کو بغیر تجوید کے پڑھنا درست ہوتا تو ابن مسعود اس آدمی کو کیوں ڈانٹتے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کا ایک ایک شوشہ اور نقطہ اسی طرح محفوظ ہے اور اس کو اسی طرح پڑھنا واجب ہے جس طرح آپ علیہ السلام سے منقول ہے۔

اسی حدیث کے ذیل میں علامۃ العصر شیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی فرماتے ہیں۔

((فَابْنُ مَسْعُوْدٍ الَّذِىْ هُوَاَشْبَهُ النَّاسِ سَمْتاً وَدَلًّا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْكر عَلَى الرَّجُلِ))

کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے، انہوں نے اس آدمی پہ انکار کردیا جو کہ ﴿الفقراء﴾ کو بغیر مد کے پڑھ رہا تھا، اور انہوں نے اس کے ترک پر کوئی رخصت

نہیں دی۔ حالانکہ مد اور عدم مد کی صورت میں کلمہ کے معنیٰ میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔لیکن قرأۃ کیونکہ ((سُنَّةٌ مُتَّبِعَةٌ يَأْخُذُ الْآخِرُ عَنِ الْأَوَّلِ)) ہے جیسا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: لہٰذا یہ حدیث اس پر دال ہے کہ تجوید کو سیکھنا اور اس کے احکام کے مطابق تلاوت کرنا واجب ہے، کیونکہ بعض دفعہ جزو بول کر کل مراد لیا جاتا ہے۔(هداية القاری ص ٤٠)

اہمیت تجوید اجماع کی روشنی میں:

محقق ابن جزری فرماتے ہیں:

''کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح امت قرآن کے فہم معانی اور اقامت حدود کو عبادت قرار دیتی ہے اسی طرح امت نے تصحیح الفاظ ،حروف کی درستگی، ان اوصاف کے مطابق جو کہ آئمہ قرآء نے آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک مع التلقی نقل کئے ہیں، ان کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کو بھی عبادت قرار دیا ہے۔''(النشر ص ٢١٥)

علامہ محمد مکی نصر فرماتے ہیں:

((اجتَمَعَتِ الْأُمَّةُ الْمَعْصُومَةُ من الْخَطأ عَلٰی وُجُوبِ التَّجوِيْدِ مِنْ زَمَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اِلٰی زَمَانِنَا ولَمْ يُخْتَلَفْ فِيْهِ عَنْ اَحدٍ مِنْهُمْ وَهٰذا مِنْ أَقْوَى الْحُجَجِ)) [نهاية القول المفيد ص ١٠]

امت معصومہ کا تجوید کے وجوب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک اجماع ہے اور اس سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور یہ سب سے قوی حجت ہے۔

اہمیت تجوید آئمہ کے اقوال کی روشنی میں:

علامہ جزری کا فتوی: اپنی کتاب مقدمہ الجزریہ کے باب معرفۃ التجوید میں فرماتے ہیں کہ:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ
مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرَانَ اٰثِمٌ

ترجمہ: ''یعنی علم تجوید کو حاصل کرنا واجب اور ضروری ہے اور جو شخص قرآن کریم کو

تجوید کے ساتھ نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا۔''

اور''النشر'' میں آپ کا تفصیلی فتوی یہ ہے کہ:

((وَلَاشَكَّ أَنَّ الْأُمَّةَ كَمَا هُمْ مُتَعَبَّدُوْنَ بِفَهْمِ مَعَانِي الْقُرآنِ وَاِقَامَةِ حُدُوْدِهِ مُتَعَبَّدُوْنَ بِتَصْحِيْحِ اَلْفَاظِهِ وَاِقَامَةِ حُرُوْفِهِ عَلَى الصِّفَةِ الْمُتَلَقَّاةِ مِنْ آئِمَّةِ الْقِرَاءَ ةِ الْمُتَّصِلَةَ بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ الْاَفْصَحِيَّةِ الْعَرَبِيَةِ الَّتِیْ لَا تَجُوْزُ مُخَالِفَتُهَا وَالْعُدُوْلُ عَنْهَا اِلٰى غَيْرِهَا. وَالنَّاسُ فِیْ ذٰلِكَ بَيْنَ مُحْسِنٍ مَأجُوْرٍ وَمُسِیْءٍ اٰثِمٍ، أَوْمَعْذُوْرٍ، فَمَنْ قَدَرَ عَلٰى تَصْحِيْحِ كَلَامِ اللهِ بِاللَّفْظِ الصَّحِيْحِ، الْعَرَبِیِّ، الْفَصِيْحِ وَعَدَلَ اِلَى اللَّفْظِ الْفَاسِدِ الْعَجَمِیِّ أَوِ النَّبْطِیِّ اَلْقَبِيْحِ، اِسْتِغْنَاءً بِنَفْسِهِ، وَاسْتِبْدَاداً بِرَاْيِهِ وَحَدْسِهِ، وَاتِّكَالًا عَلٰى مَا أَلِفَ مِنْ حِفْظِهِ، وَاسْتِكْبَاراً عَنِ الرُّجُوْعِ اِلٰى عَالِمٍ يُوَقِّفُهُ عَلٰى صَحِيْحِ لَفْظِهِ، فَاِنَّهُ مُقَصِّرٌ بِلَا شَكٍّ، وَاٰثِمٌ بِلَا رَيْبٍ، وَ غَاشٌّ بِلَا مِرْيَةٍ، فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ ،لِرَسُوْلِهِ، وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَتِهِم)). اَمَّا مَنْ لَا يُطَاوِعُهُ لِسَانُهُ ، اَوْلَا يَجِدُ مَنْ يَّهْدِيْهِ اِلَى الصَّوَابِ بَيَانَهُ فَاِنَّ اللهَ لَا يُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا))

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح امت کیلئے قرآن کے فہم معانی اور اقامت حدود کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تصحیح الفاظ اور حروف کی درستگی ان اوصاف کے مطابق جو کہ آئمہ قراۃ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک بالتلقی نقل کئے ہیں۔ ان کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اور اس سے انحراف ناجائز ہے۔

ہاں لوگوں کے کئی طبقے ہیں بعض نیک اور مستحق اُجر ہیں اور بعض گنہگار اور عاصی ہیں اور بعض معذور ہیں (یعنی وہ تصحیح پر قدرت نہیں رکھتے) سو وہ لوگ جو کہ قرآن کے الفاظ کی درستگی پر قدرت رکھتے ہیں اور عجمی طریقہ سے انحراف کر سکتے ہیں لیکن وہ بے پرواہ ہیں یا پھر اپنی غلط رائے پہ جمے ہوئے ہیں اور کسی عالم کی طرف درستگی کیلئے لوٹتے نہیں متکبر اور کینہ پرور ہیں، وہ بغیر کسی شک کے گنہگار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((دین خیر خواہی ہے اللہ کیلئے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے

لئے) سو وہ آدمی جس کی زبان بتکلف بھی درستگی اور صواب پر قادر نہیں ہے۔ ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُكَلِّفُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَهَا﴾

فتوی شیخ محمد مکی نصر رحمہ اللہ:

((قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ "قَدْ أَفْتَى الْإِمَامُ أَبُو الْخَيْرِ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ بِأَنَّ مَنِ اسْتَأْجَرَ شَخْصاً لِيُقْرِأَهُ الْقُرْآنَ أَوْ لِيَقْرَأَ له خَتْمَةً، أَوقْرَأَ الْقُرْانَ أَقْرَاَ لَهُ الْخَتْمَةَ بِغَيْرِ تَجْوِيْدِ لَا يَسْتَحِقُّ الْأُجْرَةَ، وَمَنْ حَلَفَ أَنَّ الْقُرَانَ بِغَيْرِ تَجْوِيْدِ لَيْسَ قُرْآناً لَمْ يَحْنَثْ))

شیخ مکی فرماتے ہیں کہ:

یعنی امام ابن الجزری نے جو فتوی دیا ہے کہ جو شخص کسی سے اس بات کی اُجرت طے کرے کہ اس کو قرآن پڑھائے گا یا اس کو ایک ختمہ مکمل کروائے گا تو وہ مقری اگر بغیر تجوید کے قرآن مجید پڑھائے تو وہ اجرت کا مستحق نہیں ہے اور جو شخص اس بات کی قسم اٹھائے کہ بغیر تجوید کے قرآن قرآن نہیں ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

فتویٰ علامہ ناصر الدین البانی:

اس کے علاوہ شیخ محمد موسیٰ نصر نے اپنی کتاب ((القول المفید فی وجوب التجوید)) میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے شیخ علامہ البانی سے کئی مرتبہ تجوید کے حکم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے وجوب کا فتوی دیا۔[القول المفید ص ۳۱]

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ علم تجوید حاصل کرنا بہت ضروری امر ہے اکثر حضرات کو دیکھا ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ بھائی تجوید کے ساتھ تلاوت کرو تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو سادہ ہی ٹھیک ہے.........انہوں نے طاء کی جگہ تاء اور ثاء کی جگہ سین اور ضاد کی جگہ زا اور حاء کی جگہ ھا اور عین کی جگہ ہمزہ پڑھنے کو سادہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ اس طرح پڑھنا بالکل غلط ہے اور بعض دفعہ تو نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

لہٰذا طلباء کو چاہئے کہ خود بھی قرآن مجید کو حتی الوسع صحیح پڑھنے کی کوشش کریں اور عوام الناس کو بھی اس پر ابھاریں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو علم تجوید حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قرآن مجید سے صحیح معنوں میں لطف اندوز ہوسکیں اور ثواب دارین حاصل کرسکیں۔ آمین!

قرآن کو سمجھے بغیر حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا:

بعض کم فہم لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ بغیر معانی سمجھے خالی الفاظ کی تلاوت کا کوئی فائدہ نہیں ہے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت پر غور کرنا چاہئے اور ایسے عقیدہ سے توبہ کرنی چاہئے۔

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَ لَامٌ حَرْفٌ وَ مِيْمٌ حَرْفٌ)) [رواہ الترمذی]

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: کہ جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف کی تلاوت کرے اس کیلئے ایک نیکی ہے اور اس کو اس طرح دس گنا زیادہ ثواب دیا جاتا ہے، میں "الٓمّٓ" کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے اور ل ایک حرف ہے اور م ایک حرف ہے، اس حدیث کے لفظ "الٓمّٓ" میں غور فرمائیں کہ جس کا مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، حروف مقطعات میں ہے تو دیکھو! اس حدیث شریف میں حروف قرآنی کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کی خوشخبری سنائی گئی ہے، تو معلوم ہوا کہ لفظ "الٓمّٓ" کے معانی بغیر سمجھے بھی ثواب برابر ملتا ہے اور ذرا بھر بھی ثواب میں کمی نہیں۔

فصل ثانی :

تاریخ فن تجوید وقراءات

❀ سب سے پہلے امام ابوعبید قاسم بن سلام نے اپنی کتاب القراءات میں تیسری صدی ہجری میں اس فن کو جمع کیا اور کتابی شکل میں پیش کیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے اس فن کو امام حفص بن عمرو الدوری نے جمع کیا ہے۔

❀ چوتھی صدی ہجری میں حافظ ابو بکر بن مجاہد البغدادی مشہور ہوئے یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قراءات سبعہ کو اپنی کتاب میں جمع فرمایا اور ۳۲۴ میں فوت ہوئے۔

❀ پانچویں صدی ہجری میں حافظ امام ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ سورج کی طرح دنیا میں چمکے اور اس فن کے امام کہلائے اور قراءات میں کتاب التیسیر تصنیف فرما کر پوری امت پر احسان فرمایا اور آپ عمدۃ القراء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اس کے بعد جس قدر آئمہ قراء ہوئے ہیں سب آپ کے اردگرد گھوم رہے ہیں اور ہر ایک آپ کی کتابوں سے رہنمائی حاصل کرتا ہوا آگے چلتا ہے۔

آپؒ نے بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: کہ ایک سو بیس تک ان کی تعداد پہنچتی ہے اور محقق فن علامہ جزری رحمہ اللہ نے طبقات القراء میں ۲۱ تک نام شمار کئے ہیں امام ابوعمرو الدانی ۴۴۴ھ میں اللہ کو پیارے ہوئے ہیں۔

❀ اور اسی پانچویں صدی ہجری ہی میں امام مکی بن ابی طالب القیسی القیروانی بھی جلوہ گر ہوئے ہیں انہوں نے بھی اس فن میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔

امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ اسّی ۸۰ کے قریب ان کی کتب ہیں اور اکثر موجود ہیں۔ ان میں زیادہ شہرت والی (الکشف عن وجوہ القراء ات السبعہ)، (التبصرہ)، (الابانہ فی معانی القراء ات) اور (الرعایۃ فی التجوید) ہیں۔ ان کی کتاب الرعایہ فن تجوید میں اپنی مثال آپ ہے۔

❀ چھٹی صدی ہجری میں اس فن کے شیخ علامہ شاطبی یعنی ابومحمد القاسم بن فیّرہ بن خلف الرعینی الشاطبی الاندلسی جنہوں نے قراءات سبعہ میں حرزا الامانیووجہ

التهانی نظم فرما کر پوری امت پر احسان فرمایا اور قراءات سبع کو بڑی جامعیت کے ساتھ اشعار میں نظم فرمادیا جس کے تقریباً ۱۱۷۳ اشعار ہیں قصیدہ شاطبیہ اتنا ادق اور عمیق ہے کہ بڑے بڑے علماء اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں جب تک کہ کسی قابل استاذ سے باقاعدہ سبقاً پڑھ نہ لیا جائے اور اس میں نحوی صرفی لحاظ سے اس قدر عجائبات ہیں کہ آدمی عش عش کر اُٹھتا ہے اور بڑے علماء نے اس کی بے شمار شرحیں لکھیں ہیں اور ہر دور کے علماء اس پر شرح لکھنا علمی قابلیت اور فخر سمجھتے ہیں۔ علامہ شاطبی ۵۹۰ ہجری میں فوت ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

❀ پھر اس کے بعد قراء اور علماء اس فن کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ امام المحققین علامہ جزریؒ کا دور آیا، انہوں نے جس انداز سے اس فن کی خدمت کی وہ دنیا کے سامنے ہے آپؒ نے اس فن کی بے پناہ خدمت کی اور ایسے ایسے علماء وقراء پیدا کئے ہیں جن کی مثال مشکل ہے آپ نے اس فن میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں زیادہ شہرت والی (**النشر فی القراء ات العشر**) ہے اور پھر اس کا اختصار (**تقریب النشر**) پیش کیا۔ (**النشر فی القراء ات العشر**) کو جو دو ضخیم جلدوں میں ہے کو آسان فرماتے ہوئے اس کو نظم کیا اور (**طیبة النشر**) نام رکھا اور اسی طرح قراءات ثلاثہ پر (**الدررۃ المضیۃ**) رسالہ لکھا جو بہت ہی عجیب اور آسان ہے۔

آپ کی کتابوں کے رموز ونکات سے وہی آدمی لطف اندوز ہوسکتا ہے جو ان کو پڑھتا پڑھاتا ہے۔

❀ اور فن تجوید میں محقق جزریؒ کی کتاب (مقدمہ جزریہ) انتہائی جامع مانع تصنیف ہے جو قراء کے ہاں بطور سند پڑھایا جاتا ہے جب تک کوئی قاری اس کو اول تا آخر ضبط نہ کرے اس کو قاری نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی اس کو تجوید کی سند دی جاتی ہے اب تک اس کی بے شمار شرحیں لکھی جا چکی ہیں حضرت محقق کے صاحبزادے نے بھی ایک عجیب شرح لکھی ہے اس طرح الشیخ خالد الازہری نے ایک جامع شرح (**الحواشی الازهریه**) تصنیف فرمائی اور شیخ زکریا الانصاری نے بھی شرح **الدقائق المحکمة فی شرح الفکریة**) ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری نے بھی بہت اعلیٰ شرح لکھی ہے جس کا نام (**المنح الفکریة**) ہے اس کے علاوہ بہت سے علماء نے الگ الگ اس فن تجوید وقراءات پر بہت سی کتابیں لکھیں ہیں۔

❀ علامہ محمد نصر مکی نے فن تجوید میں عجیب وغریب کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام (**نہایة**

القول المفید) ہے یہ قراء کے ہاں بطور سند مقبول ہے کیونکہ ہر مسئلہ بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا ہے دور حاضر کے مؤلفین اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

❀ اور دورِ حاضر کے علماء میں شاطبی وقت شیخ القراء قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ نے شرح شاطبیہ عنایات رحمانی تصنیف فرما کرامت پر احسان فرمایا ہے اور اسی طرح مقدمہ جزریہ پر بھی آپ کی ایک علمی مختصر اور مفید شرح ہے اسی طرح استاد القراء والحفاظ قاری رحیم بخش کی تصنیف "العطاء الوھبیہ" بھی انتہائی مفید علمی ذخیرہ ہے۔

❀ ان کے بعد عصر حاضر کے امام صاحب تصانیف کثیرہ شیخ القراء والمجودین قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ نے بھی بے حد خدمت کی اور آپ کی مشہور تصانیف میں سے امانیہ شرح شاطبیہ، جواھر النقیہ شرح مقدمہ جزریہ اور المرشد بہت بڑی علمی کاوشیں ہیں۔
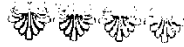
فصل ثالث:

امام عاصم رحمہ اللہ اور ان کے راوی امام حفص کے مختصر حالات

حضرت امام عاصم رحمہ اللہ:

آپ کا اسم گرامی عاصم، کنیت ابوبکر، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام بہدلہ تھا۔ آپ تابعی تھے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں: کہ آپ نے صحابہ میں سے حضرت حارث بن حسان بکری اور رفاعہ غنیمی سے ملاقات کی آپ شیخ القراء اور محدث بھی تھے۔

حضرت امام عاصم نے ابوعبدالرحمٰن السلمی اور زر بن حبیش الاسدی سے قراءت حاصل کی اور ان دونوں حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے قرآن پاک حاصل کیا اور انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔

آپ زیادہ وقت ذکر الٰہی میں گزارتے، نماز نہایت خشوع وخضوع سے پڑھتے، حافظ ذہبی فرماتے ہیں: کہ شوقِ عبادت اس قدر تھا کہ جب بھی کسی مسجد کے پاس سے گزرتے تو دوستوں سے فرماتے آؤ دو چار رکعت نماز نفل ادا کرلیں دنیا کے کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کو سارا دن مسجد میں گزارتے اور عصر کے بعد گھر واپس آتے زمانہ طالب علمی میں پہلے حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی سے قرآن مجید پڑھتے، پھر حضرت ذر بن حبیش کے پاس دوبارہ آکر سناتے۔

امام عاصم رحمہ اللہ کوفہ میں اپنے وقت کے شیخ القراء تھے استاذ محترم حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کی وفات کے بعد ان کی مسند تدریس پر اخیر عمر تک درس دیتے رہے اس زمانہ کے بڑے بڑے محدث قراء آپ کے شاگرد تھے مثلاً حضرت حمزہ، حضرت ابوعامر بن علا اور امام ابوحنیفہؒ، حضرت سلمان الاعمش، خلیل ابن احمد نحوی، حضرت سفیان ثوری، امام شعبہ اور امام حفص وغیرہ۔

آپ کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ آپؒ فرماتے ہیں کہ:

”میں ایک دفعہ بیمار ہوگیا دو سال تک بیمار پڑا رہا اور قرآن مجید کی تلاوت نہ کرسکا پھر جب اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی پورا قرآن اس طرح پڑھ کر سنایا کہ ایک مشابہ

تک نہ آیا۔‘‘

آپ کی تاریخ پیدائش کسی کتاب سے نہیں مل سکی۔تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے علامہ جزریؒ فرماتے ہیں: کہ آپ ۱۲۷ھ کے آخر میں فوت ہوئے اور بعض مورخ ۱۲۸ھ بتاتے ہیں حافظ ذہبی نے بھی ۱۲۷ھ تاریخ وفات لکھی ہے۔

امام حفصؒ بیان فرماتے ہیں.........ایک دفعہ امام عاصم نے مجھ سے فرمایا کہ وہ قراءت جو تم کو پڑھائی ہے یہ میں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ سے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے حاصل کی ہے اور جو قراءت شعبہؒ کو پڑھائی ہے وہ میں نے زر بن حبیش سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے حاصل کی ہے۔

امام شعبہ فرماتے ہیں کہ ان کی موت کے وقت میں خدمت میں حاضر تھا، آپ بار بار اس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے۔

﴿ثُمَّ رُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ۝﴾

[پ۷: ع۱٤]

اور اس انداز سے تلاوت فرمارہے تھے کہ جیسے محراب میں تلاوت فرمارہے ہوں یہ کیفیت دیکھ کر دل میں آیا کہ کس قدر ماہر اور عمدہ پڑھنے والے ہیں کہ موت کے عالم میں بھی کسی قسم کا لحن نہیں فرمارہے۔

حضرت امام حفص رحمہ اللہ کا تعارف:

آپ کا اسمِ گرامی حفص ہے اور کنیت ابوعمرو ہے والد ماجد کا نام سلیمان ہے دادا کا نام مغیرہ ہے حافظ ذہبی لکھتے ہیں: کہ امام حفصؒ کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔اس لحاظ سے آپ کی عمر نوے سال ہوئی۔

آپ کا پورا نام ابوعمرو حفص بن سلیمان بن المغیرہ الاسدی الناضری بزاز ہے آپ کو محبت سے حفیص بھی کہا جاتا تھا۔آپ نے قرآن کریم اور قراءت امام عاصم تابعی سے پڑھی ہیں۔آپ امام عاصم کے تمام شاگردوں سے زیادہ مضبوط حافظہ والے تھے آپ کپڑے کا کام کیا کرتے تھے والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی والدہ نے امام عاصم سے نکاح کرلیا آپ کی تعلیم وتربیت امام

عاصم کے زیر سایہ ہوئی آپ نے امام حفصؒ کو اپنی اولاد کی طرح پالا۔
آپ بسم اللہ کو سورۃ کا جز سمجھتے تھے۔

میری روایت حفص کی سند:

میں نے روایت حفص کی سند چار جلیل القدر مشائخ سے حاصل کی ہے:

۱۔ شیخ القراء مولانا حکیم القاری المقری محمد حبیب اللہؒ، مہتمم مدرسہ تجوید القرآن، کراچی

۲۔ استاذ القراء والمجودین المقری الشیخ اظہار احمد تھانویؒ نور اللہ مرقدہ

۳۔ فضيلة الشيخ محمد الصادق قمحاوى المصرى، المفتش بالمعاهد الازهريه وعضو لجنة تصحيح المصاحف بالازهر، الاستاذ بكلية القرآن الكريم بالمدينة المنورة

۴۔ فضيلة الشيخ منصور محمد الدسوقي المصرى، الاستاذ بلكية القرآن الكريم بالمدينة المنورة. پہلے دونوں شیخین نے سند حاصل کی ہے: حضرت استاذ القراء والمجودین الشیخ المقری محمد عبدالمالکؒ سے۔

تیسرے شیخ نے سند حاصل کی ہے: الشیخ محمود بکر، الشیخ عامر السید عثمان اور الشیخ عبدالفتاح القاضی، من کبار علماء الازھر سے۔ اور چوتھے شیخ نے سند حاصل کی ہے: الشیخ محمد مصطفیٰ الجمل، والشیخ عبداللہ مجاہد الهلتاجی، من کبار علماء قراءات بمصر سے۔ اور باقی سند ہر ایک کی اہل فن کے ہاں معروف ہے۔

باب اوّل:

تعارف قرآن کریم

فصل اوّل:..............تعارف قرآن مجید

فصل ثانی:...............ارکانِ قراءات

فصل ثالث:...............مراتب قراۃ

فصل اوّل :

تعارف قرآن مجید

چونکہ ''علم تجوید'' قرآن مجید کے متعلقہ علوم میں سے ایک علم ہے اس لئے'' قواعد علم تجوید'' شروع کرنے سے پہلے تعارف قرآن کو بیان کرنا ضروری ہے۔اس باب میں قرآن مجید کا مختصراً تعارف ہوگا۔

☆اجزاءُالقرآن ☆منازل القرآن ☆احزاب القرآن

☆ارباع القرآن ☆سورالقرآن ☆ آیات القرآن

☆کلمات القرآن ☆حروف القرآن ☆نقط القرآن

☆لفظ الجلالہ

اَجزاءالقرآن:

اجزاءِ قرآن سے مراد: قرآن کریم کے پارے ہیں جن کی تعداد تیس ہے، پہلا پارہ: الٓمّٓ...... اور آخری پارہ:عمّ ہے۔

منازل القرآن:

قرآن کریم کی کل سات منزلیں ہیں۔

1 سورۃ فاتحہ سے سورۃ نساء تک..........چار سورتیں۔

2 سورۃ مائدہ سے سورۃ توبہ تک..........پانچ سورتیں۔

3 سورۃ یونس سے سورۃ نحل تک..........سات سورتیں۔

4 سورۃ بنی اسرائیل سے سورۃ فرقان تک..........نو سورتیں۔

5 سورۃ شعراء سے سورۃ یٰسین تک..........گیارہ سورتیں۔

6 سورۃ والصّٰفّٰتِ سے سورۃ حجرات تک..........تیرہ سورتیں۔

7 سورۃ ق سے سورۃ الناس تک .... ساٹھ مفصل سورتیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ہفتہ میں ختم قرآن کی یہ ترتیب حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کیلئے مقرر فرمائی تھی اور اکثر صحابہ کرامؓ اسی ترتیب سے نماز تہجد میں قرآن شریف پڑھتے تھے۔

فائدہ:

اگر سورتوں کے حرف اول کو جمع کیا جائے تو لفظ "منازل فَمِیْ بِشَوْقٍ" (میرا منہ مشغول شوق قرآن ہے) بن جاتا ہے۔ جو حجاج کے زمانہ سے یہ ایک مستقل اصطلاح مشہور ہے، جو شب جمعہ کو شروع ہو کر شب جمعرات کو ختم ہوتی ہیں۔

(فَمِیْ بِشَوْقٍ) کی فاؔ فاتحہ کی، میمؔ مائدہ کی، یاؔ یونس کی، باؔ بنی اسرائیل کی، شینؔ شعراء کی، واوؔ والصّٰفّٰت کی اور قافؔ سورۃ قٓ کی رمز ہے۔

احزاب القرآن:

قرآن مجید میں کل احزاب کی تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔

ارباع القرآن:

قرآن مجید میں ارباع کی تعداد (۲۴۰) ہے۔

فائدہ:

اہل مصر و مغرب قرآن کو ساٹھ حصوں پر تقسیم کرتے ہیں (جن میں سے ہر ایک کو "حزب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو تقریباً "نصف پارہ" ہوتا ہے۔ پھر اس "حزب" کے چار حصے بنا لیتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کو "رُبع حزب" یا "مقرأ" کہتے ہیں۔

سور القرآن:

(سور) سورۃ کی جمع ہے .... آیات کے مجموعہ کو سورت کہتے ہیں علامہ جعبری فرماتے ہیں کہ "سورت" قرآن کے اس حصے کو کہتے ہیں جو کم از کم تین آیات پر مشتمل ہو۔

قرآن کریم کی "سورتوں اور آیات" کی موجودہ ترتیب باعتبار نزول نہیں .... بلکہ یہ

ترتیب لوح محفوظ کے اعتبار سے ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے حاصل کیا۔ اسی طرح کاتبین وحی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لکھوایا، جس کی اتباع فرض اور واجب ہے اور اس کی مخالفت ممنوع اور حرام ہے۔ گویا یہ ترتیب توقیفی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو اسی طرح لکھنے کا حکم فرمایا۔

سورتوں کے نام اور ابتداء واختتام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم وتوقیف کے مطابق بتائے ہیں۔

قرآن مجید کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ جامع قرآن حضرت عثمان بن عفانؓ نے سورۃ انفال اور براءۃ کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھوائی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لکھوائی تھی۔ اس لئے بعض ان دونوں سورتوں کو ایک شمار کر لیتے ہیں، تو اس لحاظ سے ایک سو تیرہ سورتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ ''الاتقان'' میں فرماتے ہیں:

- سورۃ بقرہ سے توبہ تک بڑی سورتوں کو (طوال) کہتے ہیں۔
- جن سورتوں کی آیات ایک سو یا سو سے زیادہ ہے ان کو (مئین) کہتے ہیں، مئین یہ مائۃ سے بنا ہے۔
- جن سورتوں کی آیات ایک سو سے کم ہوں ان کو (مثانی) کہتے ہیں۔
- مثانی کے بعد والی سورتوں کو مفصّل کہتے ہیں۔
- (مفصّل) کے بعد چھوٹی سورتوں کو (قصار) کہتے ہیں۔

قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے بعض سورتیں مکی ہیں اور بعض مدنی۔ اس تقسیم اور فرق کی وجہ حسب ذیل ہے:

مکی اور مدنی سورتوں کے درمیان فرق:

ان میں دو طرح سے فرق کیا جاتا ہے:

1۔ باعتبار زمان نزول۔

2۔ باعتبار مکان نزول۔

باعتبارزمان نزول:

جوآیات ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہیں وہ مکی کہلاتی ہیں۔اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔

باعتبارمکان نزول:

جوآیات مکہ مکرمہ یااس کے قرب وجوار،منی،عرفات،حدیبیہ وغیرہ میں نازل ہوئی ہیں ان کومکی کہتے ہیں۔اور جوآیات مدینہ منورہ،احد،قباء،وغیرہ میں نازل ہوئی ہیں ان کومدنی کہتے ہیں۔

علماء نے مکی اورمدنی سورتوں کے چندضوابط بھی بیان کیے ہیں:

مکی سورتوں کے ضوابط:

- ہروہ سورت جس میں (آیت سجدہ) ہو۔
- ہروہ سورت جس میں :لفظ(کَلَّا) ہو۔
- ہروہ سورت جس میں :لفظ(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ) آتا ہے۔سوائے سورۃ حج کے۔اس لئے کہ اس کے آخر میں(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) ہے۔
- ہروہ سورت جس میں انبیاء اورسابقہ امتوں کے قصے ہیں۔سوائے سورۃ بقر کے کہ وہ مدنی ہے۔
- ہروہ سورت جس میں آدم علیہ السلام اورابلیس لعین کا ذکر ہے۔
- ہروہ سورت جو''حروف مقطعات'' سے شروع ہوتی ہے۔سوائے سورۃ بقرہ اورآل عمران کے کہ وہ دونوں مدنی ہیں۔

مدنی سورتوں کے ضوابط:

- ہروہ سورت جس میں :فرائض اورحدود کا ذکر ہے۔
- ہروہ سورت جس میں :منافقین کا ذکر ہے سوائے سورۃ عنکبوت کے کہ وہ مکی ہے۔
- ہروہ سورت جس میں :اہل کتاب سے مجادلہ ہے۔

تعداد سور مکی اور مدنی:

مدنی سورتیں: بیس ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)البقرہ(۲)آل عمران(۳) النسآء (۴) المائدہ (۵) الانفال (۶) التوبہ (۷) النور (۸) الاحزاب (۹) محمدؐ (۱۰) الفتح (۱۱) الحجرات (۱۲) الحدید (۱۳) المجادلۃ(۱۴) الحشر(۱۵) الممتحنہ(۱۶) الجمعہ(۱۷) المنافقون (۱۸) الطلاق (۱۹) التحریم (۲۰) النصر.

جن سورتوں کے مکی اور مدنی کہنے میں اختلاف ہے وہ ۱۲ سورتیں ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) الفاتحہ (۲) الرعد (۳) الرّحمٰن (۴) الصّف

(۵) التّغابن (۶) المطفّفین (۷) القدر (۸) البیّنہ

(۹) الزّلزال (۱۰) الاخلاص (۱۱) الفلق (۱۲) النّاس.

ان سورتوں کے علاوہ باقی تمام سورتیں مکی ہیں جن کی تعداد ۸۲ ہے۔

آیاتِ القرآن:

کچھ حروف یا کلمات کی ترکیب کو آیت کہتے ہیں، اور آیات کی تعداد میں اختلاف ہے، جس کی دو وجوہ ہیں:

۱ علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: آیات کا علم توقیفی ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے حاصل کیا ہے، جس میں قیاس کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہے .... اسی بنا پر ''حروف مقطعات'' کو بعض مقامات پر آیت شمار کیا گیا ہے اور بعض پر نہیں۔

جیسا کہ! (الٓمٓصٓ) سورۃ اعراف کے شروع میں آیت شمار کیا گیا ہے۔ لیکن (الٓمٓر) سورۃ الرعد میں اور اسی طرح (الٓر) کو آیت شمار نہیں کیا گیا۔ ایسے ہی (طٰسٓمٓ) سورۃ شعراء اور قصص میں ایسے ہی (طٰہٰ) اور (یٰسٓ) کو آیت شمار کرتے ہیں، مگر (طٰسٓ) کو سورۃ نمل میں آیت شمار نہیں کرتے۔

اور (حٰمٓ) کو پانچ مقامات پر آیت شمار کیا ہے، (حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ) کو دو آیتیں شمار کیا ہے اور (کٓھٰیٰعٓصٓ) کو بھی آیت شمار کیا ہے۔ مگر (صٓ، قٓ، نٓ) کو آیت شمار نہیں کیا۔

۲ اختلاف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ: بعض قراءات میں سورت کیساتھ بسم اللہ بھی نازل ہوئی

اور بعض قراءات میں سورت کے ساتھ بسم اللہ نازل نہیں ہوئی۔ لہٰذا جن قراء کی قراءت میں سورت کے ساتھ بسم اللہ بھی نازل ہوئی ہے۔ ان کے ہاں تعداد زیادہ ہوگی، جن کی قراءت میں بسم اللہ نازل نہیں ہوئی ان کے نزدیک آیات کم ہوں گی۔ لیکن محدثین کرام کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا حصہ یعنی آیت ہے۔

آیات کی بھی تقسیم بلحاظ مکی اور مدنی کی گئی ہے۔ ایک دوسری تقسیم قراء کے بلاد کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے، یعنی: مکی، مدنی، بصری، کوفی اور شامی وغیرہ........... دیکھئے کتاب (**سعادة الدارین فی عدّ ای المعجز الثقلین**)۔

اور ایک تیسری تقسیم باعتبار احکام کے بھی ہے، یعنی امر و نہی، حلت وحرم وغیرہ۔

تعداد آیات باعتبار بلاد قرّاء

بلاد	تعداد آیات	بلاد	تعداد آیات
مکی آیات	۶۲۱۲	بصری آیات	۶۲۱۶
مدنی آیات	۶۲۱۴	عراقی آیات	۶۳۱۴
شامی آیات	۶۲۵۰	کوفی آیات	۶۲۳۶

تعدادِ آیات باعتبار احکام

احکام	تعدادِ آیات	احکام	تعدادِ آیات
آیات امر	۱۰۰۰	آیات امثال	۱۰۰۰
آیات نہی	۱۰۰۰	آیات حلت	۲۵۰
آیات وعد	۱۰۰۰	آیات حرمت	۲۵۰
آیات وعید	۱۰۰۰	آیات تسبیح	۱۰۰
آیات قصص	۱۰۰۰	آیات متفرقہ	۶۶
جملہ آیات			۶۶۶۶

کلماتُ القرآن:

کلمات کلمہ کی جمع ہے اور تعداد کلمات کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

کلمہ دو حروف سے لے کر گیارہ تک بھی ہے یعنی: کم سے کم دو حروف جیسے: (مَا. لَا) اور زیادہ سے زیادہ دس یا گیارہ حروف ہوتے ہیں۔ جیسے:

﴿اِقْتَرَفْتُمُوْهَا﴾، ﴿أَنُلْزِمُكُمُوْهَا﴾، ﴿لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ﴾، ﴿فَأَسْقَيْنَاكُمُوْهُ﴾

امام ابو بکر احمد بن حسین المقری فرماتے ہیں: کہ حجاج بن یوسف نے اپنے زمانے میں قراء کو جمع کیا اور ان کی ڈیوٹی لگائی کہ قرآن کریم کے حروف اور کلمات کی گنتی کریں.........جن علماء نے یہ کام کیا وہ یہ ہیں۔

امام حسن بصری، نصر بن عاصم، عاصم الجحدری، مالک بن دینار: ان کے ہاں تعداد کلمات: (۷۷۴۳۹) ہے۔ امام فضیل بن شاذان، عطاء بن یسار سے بیان کرتے ہیں کہ کلمات قرآن کی تعداد: (۷۷۴۴۷) ہے۔

اور علاء الکردی نے اپنی کتاب ''تاریخ القرآن'' میں تعداد: (۷۷۹۳۴) بیان کی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کلمات قرآن میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض کلمات ثابت فی الرسم ہوتے ہیں اور بعض محذوف فی الرسم ہیں، اس بناء پر تعداد میں اختلاف ہوا ہے۔

حروف القرآن

حروف ھجاء کی تعداد باعتبار ثابت فی الرسم		کتاب مجمع العلوم و مطلع النجوم: از امام نسفیؒ میں حروف قرآن کی تفصیل کے مطابق	
حروف	تعداد	حروف	تعداد
ا	۴۸۸۷۲	الف	۴۸۷۴۰
ب	۱۱۴۲۸	الباء	۱۱۴۲۰
ت	۱۱۹۹	التاء	۱۴۰۴

ث	۱۲۷۶	الثاء	۱۰۴۸۰
ج	۳۲۷۳	الجیم	۳۳۲۲
ح	۲۹۷۳	الحاء	۴۱۳۸
خ	۲۴۱۶	الخاء	۲۵۰۳
د	۵۶۴۲	الدال	۵۹۹۸
ذ	۴۶۹۷	الذال	۴۹۳۴
ر	۱۱۷۹۳	الراء	۲۲۰۶
ز	۱۵۹۰	الزاء	۱۶۸۰
س	۵۸۹۱	السین	۵۷۹۹
ش	۲۲۵۳	الشین	۲۱۱۵
ص	۱۰۱۲	الصاد	۲۷۸۰
ض	۱۶۰۷	الضاد	۱۸۸۲
ط	۱۲۷۴	الطاء	۱۲۰۴
ظ	۸۴۲	الظاء	۸۴۲
ع	۹۲۲۰	العین	۹۴۱۳
غ	۴۲۰۸	الغین	۱۲۲۹
ف	۸۴۹۹	الفاء	۹۸۱۳
ق	۶۸۱۳	القاف	۸۰۹۹
ک	۹۵۲۲	الکاف	۸۰۲۲
ل	۳۰۴۳۶	اللام	۳۳۹۲۲
م	۲۶۵۳۵	المیم	۲۸۹۲۲
ن	۴۶۵۶۰	النون	۱۷۰۰۰
و	۲۵۵۳۶	الواؤ	۲۵۵۰۶
ه	۱۹۰۷۰	الهاء	۲۶۹۲۵

ء	۳۲۷۲	الهمزه	۳۲۷۲
ی	۴۵۹۱۹	الباء	۲۵۷۱۷

نقطہ القرآن:

قرآن کریم میں نقطوں کی تعداد: (۱۰۵۶۸۴) ہے۔

لفظ الجلالۃ:

قرآن کریم میں لفظ جلالہ کی تعداد: (۶۰ یا جمع ۱۳) ہے۔

فصل ثانی:

ارکان القراءات

کسی بھی قراءت کے قرآن ہونے کیلئے تین ارکان ہیں:

(۱) سند صحیح (۲) مصاحف عثمانیہ سے موافقت (۳) عربیت سے موافقت

علامہ الجزریؒ (طیبة النشر) میں ان تین ارکان کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

فَكُلُّ مَا وَافَقَ وَجهَ نَحوِ وَكَانَ لِلرَّسمِ احتِمَالاً يَحوِي

وَصَحَّ اِسنَاداً هُوَا القُرآنُ فَهٰذِهِ الثَّلاَثَةُ الاَركَانُ

یعنی تمام قراءتوں میں ضروری ہے کہ

۱۔ وہ کسی نحوی وجہ کے موافق ہو

۲۔ حقیقتاً یا تقدیراً مصاحف عثمانیہ کی رسم کے موافق ہو

۳۔ وہ سنداً صحیح ہو یقینی طور پر ثابت ہو۔

پس یہ تین ارکان ہیں ان پر پورا اترنے والی قراءت کو قرآن کہا جائے گا۔

سند صحیح سے مراد:

اس سے مراد ہے کہ اس کو عادل ضابط جمیع طبقات میں روایت کرنے والے ہوں، وہ قراءات آئمہ قراءات کے ہاں مشہور ہو اور اسے تلقی بالقبول بھی حاصل ہو یہ رکن تمام رکنوں سے اہم رکن ہے۔

بعض نے (سند صحیح) کے بجائے (سندِ تواتر) کی شرط لگائی ہے لیکن تتبع سے یہ حاصل ہوا ہے کہ بعض قراءات تواتر سندی کے درجہ تک نہیں پہنچتی، اگرچہ ثبوت کے اعتبار سے وہ یقینی ہیں .... یا پھر انہوں نے "لِلاَكثَرِ حُكمُ الكُلِّ" کے تحت یہ کہہ دیا ہے، کیونکہ اکثر وجوہ قراءات میں تواتر سندی بھی حاصل ہے۔ واللہ اعلم

مصاحف عثمانیہ کی موافقت سے مراد:

اس سے مراد ہے کہ مصاحف عثمانیہ میں سے کسی بھی مصحف کے ساتھ تحقیقاً یعنی بعینہ یا

تقدیراً موافق ہو جیسے: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ میں ﴿مالک﴾ بالالف، یہ قراءت تقدیراً ثابت ہے اور ﴿مَلِكِ﴾ بغیر الف کے، یہ قراءت تحقیقاً ثابت ہے۔

عربیت کی موافقت سے مراد:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی نحوی وجہ کے موافق ہو، برابر ہے کہ وہ وجہ فصیح ہو یا افصح، مجمع علیہ ہو یا مختلف فیہ............ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس وقت امت کے پاس دس قراءات ہیں جو مکمل صحت کے ساتھ محفوظ ہیں اور بلاد اسلامیہ میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں ان کے مسائل کتب قراءات میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

یہ دس قراءات ان دس عظیم آئمہ کی طرف منسوب ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن اور تعلیم قرآن کیلئے وقف کر دی تھیں اور جو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہ اللہ سے حاصل کیں۔

علم قراءات میں ان دس قراءات کی نسبت آئمہ قراءات کی طرف ایسے ہی ہے جیسا کہ علم حدیث میں (کتب ستہ) کی نسبت ان کے مؤلفین کی طرف ہے۔

وہ دس آئمہ قراءات اور ان کے مشہور ترین رواۃ یہ ہیں:

اول: امام نافع بن عبدالرحمٰن مدنیؒ............ ان کے دو راوی (۱) قالونؒ (۲) ورشؒ

ثانی: امام عبداللہ بن کثیر مکیؒ............ ان کے دو راوی (۱) بزیؒ (۲) قنبلؒ

ثالث: امام ابوعمرو بن العلاء بصریؒ............ ان کے دو راوی (۱) دوریؒ (۲) سوسیؒ

رابع: امام ابن عامر شامیؒ............ ان کے دو راوی (۱) ہشامؒ (۲) ابن ذکوانؒ

خامس: امام عاصم بن ابی النجود کوفی............ ان کے دو راوی (۱) شعبہؒ (۲) حفصؒ

سادس: امام حمزہ بن حبیب کوفیؒ............ ان کے دو راوی (۱) خلفؒ (۲) خلادؒ

سابع: امام علی الکسائی کوفیؒ............ ان کے دو راوی (۱) ابوالحارثؒ (۲) دوریؒ

ثامن: امام ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنیؒ...... ان کے دو راوی (۱) ابن وردانؒ (۲) ابن جمازؒ

تاسع: امام یعقوب الحضرمی بصریؒ............ ان کے دو راوی (۱) رویسؒ (۲) روح

عاشر: امام خلف بن ہشام کوفی............ ان کے دو راوی (۱) اسحاقؒ (۲) ادریسؒ

فصل ثالث :

مراتب القراءة

قرآن مجید کی قراءت کے تین مراتب ہیں:

(۱) ترتیل (۲) حدر (۳) تدویر

ترتیل:

لغۃ "تحقیق" لفظ ترتیل: رتَّلَ یُرتِّلُ ترتِیلاً، باب تفعیل کا مصدر ہے یعنی: خوب اطمینان، تدبر معانی اور احکام تجوید کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے تلاوت کرنا جیسا کہ ''مقام تعلیم'' میں مشق کے وقت ہوتا ہے اس کا دوسرا نام ''تحقیق'' ہے۔

اس مرتبے میں: ہر آیت اور علامت وقف پر وقف کرنا بہتر ہے تا کہ قراءت اطمینان کے ساتھ ادا ہو، اور معنی سمجھنے میں آسانی ہو۔

حدر:

لفظ حدر (بسکون الدال) حَدَرَ یَحْدُرُ سے مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے السرعہ۔ یعنی جملہ قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے خوب روانی سے تلاوت کرنا، جیسا کہ آئمہ کرام "صلاۃ التراویح" میں پڑھتے ہیں:

اس مرتبے میں: ہر آیت اور علامت وقف پر بلاضرورت وقف نہ کرنا بہتر ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ کلام اللہ پڑھا جا سکے۔

تدویر:

لفظ تدویر مصدر ہے دَوَّرَ یُدَوِّرُ سے جس کا لغوی معنی ہے گول بنانا، اور اصطلاح میں: "حَالَةٌ مُتَوَسِّطَةٌ بَيْنَ التَّرْتِيْلِ وَالْحَدْرِ" یعنی قراءت میں درمیانی حالت رکھنا (نہ ترتیل کی مانند آہستہ اور حدر کی مانند تیز) اور قواعد تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھنا جیسا کہ ''صلوات جہریہ'' میں تلاوت ہوتی ہے۔

اس مرتبے میں: آیات اور علامات وقف پر وقف کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا

بہتر ہے میانہ روی کی ایک صورت یہ ہے کہ وقف ضعیف کا وصل کر لے اور وقف قوی پر ٹھہرے تا کہ قراءت باحسن وجوہ ادا ہو۔ علامہ جزری رحمہ اللہ (طیبۃ النشر) میں ان مراتب کو اس طرح بیان فرماتے ہیں: ((وَيُقْرَأُ الْقُرآنَ بِالتَّحْقِيقِ مَعْ حَدْرٍ وَ تَدْوِيرٍ وَكُلٌّ مُتَّبَعْ))

یعنی قرآن پڑھو تحقیق، حدر اور تدویر کے ساتھ یہ تمام طریقے (آئمہ قراءات کی) اتباع میں ہیں:

فائدہ نمبر 1

قرآن مجید کی تلاوت ترتیل سے ہو یا تدویر اور حدر سے، قواعد تجوید کی رعایت سب مراتب میں ضروری اور لازمی ہے اور ہر طریقے کے ساتھ تلاوت کرنا درست ہے۔

مگر طریقہ ترتیل:

افضل واکمل ہے اس وجہ سے: کہ نصوص یعنی کھلی کھلی آیات اور احادیث کے ظاہری معنی کے موافق ہے اور اس میں یہ خصوصیت ہے کہ قرآن کے معانی میں تدبر وفہم اور غور وفکر میں آسانی ہوتی ہے اور ایک ایک حرف دل میں گڑ جاتا ہے جس سے ذوق وشوق اور خوف وخشیت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

اور طریقہ حدر: اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ اس میں قراءت زیادہ ہو سکے ختم قرآن اور حسنات بھی زیادہ ہوسکیں اور یہ مرتبہ اس وقت تک صحیح اور درست ہوگا جب تک کہ تجوید کے کسی قاعدے کے ادا کرنے میں نقصان اور کوتاہی نہ آئے ورنہ پھر اس کو (اوماج) کہتے ہیں جو تجوید کی حد سے باہر ہے اوماج کے معنی ہیں: ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا اور چھپانا یعنی اس طرح پڑھنا کہ حروف اور الفاظ درست نہ ہوں اور صاف طور سے سننے میں نہ آئیں۔

[دیکھیے :! عذار القرآن۔ از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی ص ۲۲۵، ۲۲۷]

فائدہ نمبر 2:

قرآن مجید کی تلاوت کے تینوں طریقے ہر قراءت وروایت میں اختیار کرنا درست ہے مگر امام ورش مدنی، امام عاصم کوفی اور امام حمزہ کوفی رحمہم اللہ کیلئے تحقیق (یعنی ترتیل) امام ابن عامر شامی، امام کسائی کوفی اور امام خلف کوفی رحمہم اللہ کیلئے تدویر .... اور امام قالون مدنی، امام ابن کثیر مکی، امام ابوعمرو بصری، امام ابوجعفر مدنی، امام یعقوب بصری رحمہم اللہ، کے لئے حدر اختیار کرنا منقول ہے۔ [دیکھئے المرشد: از شیخ اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ ص ۵۹]

باب ثانی

استعاذہ اور بسملہ کا بیان

فصل اوّل:..................استعاذہ کا بیان

فصل ثانی:..................بسملہ کا بیان

فصل اوّل:

استعاذہ کا بیان

باب الاستعاذہ میں چار مسائل ہیں:

(۱) الفاظ استعاذہ (۲) محل استعاذہ

(۳) کیفیت استعاذہ (۴) حکم استعاذہ

الفاظ استعاذہ:

الفاظ استعاذہ کئی طرح وارد ہوئے ہیں۔

الاول:

اَعُوْ ذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ جیسا کہ سورۃ نحل میں وارد ہوا ہے ﴿فَاِذَا قَرَأْ تَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

اسی طرح مسند احمد میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے اس میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں۔

الثانی:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

الثالث:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

جیسا کہ نبیؐ سے وارد ہے:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ: الخ)) [اخرجه الترمذی]

الرابع:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ﴾

جس طرح کہ کلام اللہ میں وارد ہے:

﴿وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ وَأَعُوْذُبِکَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

فائدہ:

ان کے علاوہ بھی تقریباً گیارہ کے قریب الفاظ وارد ہیں، راجح اور مختار الفاظ پہلے ہیں۔

محل استعاذہ:

استعاذہ کے محل کے بارہ میں علماء کے تین گروہ ہیں۔

الاول:......قراءت سے پہلے استعاذہ پڑھا جائے گا یہ جمہور کا مذہب ہے علامہ جزریؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (النشر فی القراءات العشر)

دلیل:......((عَنْ نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) [مسند احمد]

الثانی:

قراءت کے بعد استعاذہ پڑھا جائے گا۔

یہ قول امام حمزہ کی طرف منسوب ہے اور حضرت ابوھریرہؓ سے بھی منقول ہے (النشر)

الثالث:

استعاذہ قراءت سے پہلے اور بعد دونوں مقامات پر پڑھا جائے گا یہ قول امام رازی کی طرف منسوب ہے۔

فائدہ:

قول ثانی اور ثالث کا علامہ جزریؒ نے (النشر فی القراء ات العشر) میں رد کیا ہے اور راجح قول پہلا ہے۔

کیفیت استعاذہ:

کیفیت استعاذہ کے بارے میں علماء کے چار اقوال ہیں:

1. جہراً پڑھنا مستحب ہے، یہ قول امام شافعی علیہ الرحمہ کا ہے۔ اور امام حمزہ کے علاوہ تمام قراء اس کے قائل ہیں۔
2. سراً اور جہراً دونوں میں اختیار ہے یہ احناف کا ایک قول ہے اور ان کے نزدیک یہی صحیح ہے لیکن امام حمزہ صرف سراً پڑھتے ہیں۔
3. مطلقاً آہستہ پڑھنا: یہ حنابلہ سے ایک روایت ہے اور ایک روایت امام حمزہ سے بھی ہے۔
4. سورۃ فاتحہ میں بلند پڑھے اور باقی سارے قرآن میں آہستہ یہ امام حمزہ کی ایک روایت ہے۔

فائدہ:

لیکن اس میں تفصیل یہ ہے کہ دو صورتوں میں مخفی پڑھ لیا جائے:

1۔ نماز میں   2۔ جب آدمی اکیلا تلاوت کر رہا ہو

کیونکہ ان دونوں صورتوں میں تلاوت فوت ہونے کا خطرہ نہیں ہے اور ان کے علاوہ میں جہراً پڑھ لیا جائے۔ مثلاً:

جب تلاوت جہری کرے یا محافل میں تلاوت کرے تاکہ سامع متوجہ ہو جائے اور اس سے قراءت کا کوئی حصہ فوت نہ ہو۔

حکم استعاذہ:

اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں:

1. بعض علماء کے نزدیک استعاذہ واجب ہے اور یہ سورۃ نحل کے امر کو اس کے حقیقی معنی میں لیتے ہیں۔
2. بعض علماء اس کو مستحب قرار دیتے ہیں اور اس امر کا قرینہ صارفہ مسلم کی روایت: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن)) لیتے ہیں۔

فصل ثانی:

بسملہ کا بیان

اس فصل میں چار طرح کے مسائل آئیں گے:

(1) الفاظ بسلمہ

(2) حکم بسملہ

(3) قراءت اور سورت کی ابتداء اور وسط کے لحاظ سے استعاذہ اور بسملہ کے احکام

(4) استعاذہ اور بسملہ کا فصل ووصل

الفاظ بسملہ:

اس کے الفاظ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے:

﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ [النمل: ۳۰]

حکم البسملہ:

بسم اللہ کا حکم، اگر جمیع اقوال کو دیکھا جائے تو استحباب کا ہی ہے کیونکہ فقہاء اور قراء دونوں طبقوں میں اختلاف ہے جس کی تفصیل علامہ جزریؒ نے اپنی کتاب ''نشر ۱/ ۲۷۰'' میں ذکر کی ہے البتہ امام عاصمؒ کے ہاں ''بسم اللہ'' ہر سورت کی آیت ہے لہٰذا اگر بسملہ کے بغیر کوئی سورت پڑھی جائے تو قراءت عاصمؒ کے مطابق اس سورت کی آیت کم ہو جائے گی۔

قراءت اور سورت کی ابتداء اور وسط کے لحاظ سے استعاذہ اور بسملہ کے احکام

ابتداءِ تلاوت:

ابتداء سورۃ سے ہوگی یا درمیان سورۃ سے، اسی طرح درمیان تلاوت میں شروع سورۃ سے ہوگا یا درمیان سورۃ سے جب تلاوت اور سورت کو: ان کی ابتداء اور درمیان پر ضرب دیا جائے تو

عقلاً چار قسمیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ ابتدائے تلاوت، ابتدائے سورت

۲۔ ابتدائے تلاوت، درمیان سورت

۳۔ ابتدائے سورت، درمیان تلاوت

۴۔ ابتدائے درمیان سورت، درمیان تلاوت

چاروں قسموں کی تفصیل یہ ہے:

پہلی قسم:

ابتدائے تلاوت ابتدائے سورت:

یعنی تلاوت کی ابتداء سورۃ کے شروع سے ہو مثلاً: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

حکم:

یہاں پر استعاذہ اور بسملہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ استعاذہ کا محل ابتداءِ سورۃ اور بسملہ کا محلِ ابتداء سورۃ ہے اور یہاں دونوں کا محل پایا گیا ہے چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

اِذَا مَا اَرَدْتَّ الدَّهْرَ تَقْرَأُ فَاسْتَعِذْ یعنی جب بھی تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو تو استعاذہ کر اور بسملہ کے بارے میں فرمایا: ((وَلَا بُدَّ مِنْهَا فِيْ ابْتِدَائِكَ سُوْرَةً سِوَاهَا))

یعنی:...... بسم اللہ کا پڑھنا تیرے ابتداء کرتے وقت کسی بھی سورۃ کو سوائے سورۃ براءت کے ضروری ہے۔

نوٹ:

ابتداءِ سورۃ البراءۃ میں استعاذہ ضروری ہے جبکہ بسملہ ممنوع ہے سلف وخلف میں جمہور علماء کے نزدیک یہی ہے اگر چہ بعض علماء یہاں بسملہ کے جواز کے قائل ہیں، لیکن درست پہلی ہی بات ہے اس لئے کہ دورِ صحابہؓ سے برابر یہی عمل ہے کہ یہاں بسملہ پڑھی پڑھائی نہیں گئی، اور بسملہ کا نہ پڑھنا نص صریح ہے اور نص صریح کی مخالفت درست نہیں، چنانچہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

وَمَهْمَا تَصِلْهَا اَوْبَدَأْتَ بَرَاءَةً لِتَنْزِيْلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلَا

یعنی: ''جب تو سورۃ برات کو کسی اور سورۃ سے ملائے یا تو تلاوت کی ابتداء ہی براۃ سے کرے تو اس سورت کے تلوار کے ساتھ نازل ہونے کی وجہ سے، تو بسم اللہ پڑھنے والا نہ ہو۔''

یہی حکم آپ کے اس قول: ((وَلَا بُدَّ مِنهَا فِي ابْتِدَائِكَ سُورَةً سِوَاهَا)) میں بھی گزرا ہے۔

دوسری قسم:

ابتدائے تلاوت، درمیان سورت:

یعنی:......تلاوت کی ابتداء سورت کے درمیان سے ہو مثلاً: ﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا﴾

حکم:

یہاں پر استعاذہ ضروری، اور بسملہ میں اختیار ہے چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

نوٹ:

درمیان سورۃ البراءۃ سے، ابتداء تلاوت کے وقت استعاذہ اور بسملہ کا حکم، جمہور علماء کے نزدیک دیگر سورتوں کی مانند ہے لہذا یہاں پر استعاذہ پڑھنا ضروری ہوا جبکہ بسملہ میں اختیار ہوگا جو کہ علامہ شاطبیؒ کے اس شعر ((وَفِي الْأَجْزَاءِ خُيِّرَ مَنْ تَلَا)) سے ماخوذ ہے۔ یعنی سورتوں کے درمیان سے، ابتداء تلاوت ہو تو ہر قاری کیلئے بسم اللہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے۔

تیسری قسم:

ابتدائے سورت درمیان تلاوت

یعنی تلاوت کے دوران کوئی دوسری سورۃ شروع کر لی جائے مثلاً: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ...... الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ﴾......قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

حکم:

یہاں پر صرف بسملہ پڑھی جائے گی استعاذہ نہیں ہوگا۔

نوٹ:......دوران تلاوت اگر سورۃ البراءۃ شروع کر لی جائے تو سلف وخلف کا اجماع ہے کہ بسملہ نہیں پڑھی جائے گی۔

چنانچہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَهْمَا تَصِلْهَا أَوْبَدَأْتَ بَرَاءَةً لِتَنْزِيْلِهَا بِالسَّيْفِ لَسْتَ مُبَسْمِلاَ

یعنی جب کسی سورۃ سے سورۃ براءۃ کا وصل کیا جائے یا سورۃ براءۃ سے ابتداء کی جائے تو بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

چوتھی قسم:

ابتدائے درمیان سورت درمیان تلاوت:

یعنی:...... قاری تلاوت کرتے کرتے کسی دوسری سورۃ کے درمیان سے تلاوت شروع کر دے۔

مثلاً: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ o اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ﴾ یا ﴿وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾

حکم:

چونکہ استعاذہ کا محل ابتداءِ تلاوت ہے اور بسملہ کا محل ابتداءِ سورت ہے اور درمیان سورت میں بسملہ کا پڑھنا برکت کیلئے ہے.......... لہٰذا یہاں پر استعاذہ اور بسملہ کا نہ پڑھنا ظاہر ہے کیونکہ یہاں کسی محل کا وجود نہیں۔

نوٹ:...... اتصال کے ایہام سے بچنے کیلئے اگر بسملہ پڑھ لی جائے تو بہتر ہے (واللہ اعلم)

استعاذہ اور بسملہ کا فصل ووصل:

مذکورہ چاروں قسموں میں استعاذہ اور بسملہ کا کسی سورۃ یا اجزاءِ سورۃ سے فصل ووصل کے لحاظ سے جو ممکنہ صورتیں بنتی ہیں ان کی تفصیل بالترتیب یہ ہے:

پہلی قسم: ......

ابتدائے تلاوت، ابتدائے سورت

یہاں پر استعاذہ اور بسملہ دونوں ضروری تھے اس لحاظ سے چار صورتیں بنتی ہیں اور چاروں ہی جائز ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱)فصل کل (۲)فصل اول وصل ثانی

(۳)وصل اول فصل ثانی (۴)وصل کل

نوٹ:......فصل کی علامت: آیت کے گول نشان (o) کی صورت میں ظاہر کی جائے گی جبکہ وصل میں یہ نشان نہیں ہوگا۔

ا۔فصل کل:

یعنی:......استعاذہ،بسملہ اور سورۃ تینوں کو الگ الگ سانس سے پڑھنا۔

مثلاً:﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ o﴾

۲۔فصل اول وصل ثانی:

یعنی:......استعاذہ کو علیحدہ ایک سانس میں اور بسملہ اور سورۃ کو ملا کر دوسرے سانس میں پڑھنا۔مثلاً:﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌo﴾

۳۔وصل اول فصل ثانی

یعنی:......استعاذہ اور بسملہ کو ملا کر ایک سانس میں اور سورت کو علیحدہ دوسرے سانس میں پڑھنا۔مثلاً:﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِoقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾

۴۔وصل کل:

یعنی:......استعاذہ،بسملہ اور سورۃ تینوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا۔

مثلاً:﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌo﴾

فائدہ:

ابتدائے سورۃ البراءۃ میں چونکہ صرف استعاذہ جائز تھا جبکہ بسملہ صحیح قول پر ناجائز تھی

(جیسا کہ گزرا) اس لئے یہاں صرف دو ہی صورتیں بنیں گی .... اور وہ یہ ہیں:

(۱) فصل (۲) وصل

(۱) فصل:

یعنی استعاذہ اور سورۃ .... دونوں کو الگ الگ سانس سے پڑھنا۔

جیسے: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾

(۲) وصل:

یعنی استعاذہ اور سورۃ دونوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا جیسے:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾

دوسری قسم:

ابتدائے تلاوت، درمیان سورت

یہاں پر استعاذہ ضروری تھا جبکہ بسملہ میں اختیار تھا اس لئے!

❀ اگر (بسملہ بھی پڑھی جائے) تو درج ذیل چار صورتیں بنتی ہیں:

❶ فصل کل ❷ فصل اول وصل ثانی ❸ وصل اول فصل ثانی ❹ وصل کل

❶ فصل کل:

یعنی: استعاذہ، بسملہ اور آیت تینوں کو الگ الگ سانس سے پڑھنا۔

مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا

❷ فصل اول وصل ثانی:

یعنی: ...... استعاذہ کو علیحدہ ایک سانس میں اور بسملۃ و آیت کو ملا کر دوسرے سانس میں پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾

3 وصل اول فصل ثانی:

یعنی: ..... استعاذہ اور بسملہ کو ملا کر ایک سانس میں اور آیت کو علیحدہ دوسرے سانس میں پڑھنا:

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾

4 وصل کل:

یعنی: ..... استعاذہ، بسملہ اور آیت، تینوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾

نوٹ: ..... مذکورہ بالا تمام فصل و وصل کی صورتیں جائز ہیں مگر بسملہ کے وصل میں شرط یہ ہے: کہ شروع آیت میں شیطان کا نام یا آیت عذاب نہ ہو ورنہ بسملہ کا فصل بہتر ہوگا۔

مثلاً: ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ .... یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ٥﴾

لہٰذا: ..... (فصل کل اور وصل اول فصل ثانی) دو صورتیں مطلقاً جائز ہوں گی اور بقایا دو صورتیں: (وصل کل اور فصل اول وصل ثانی) بالشرط جائز ہوں گی۔

اور اگر (بسملہ نہ پڑھی جائے) تو دو ہی صورتیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں (1) فصل (2) وصل

1۔ فصل:

یعنی: استعاذہ اور آیت .... دونوں کو الگ الگ سانس سے پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ٥ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ٥﴾

2۔ وصل:

یعنی: ..... استعاذہ اور آیت .... دونوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا﴾

نوٹ: ..... استعاذہ کے وصل میں شرط یہ ہے کہ: شروع آیت میں اللہ کا ذاتی یا صفاتی نام یا پھر ایسی ضمیر نہ ہو جو اللہ کے نام کی طرف لوٹ رہی ہو، ورنہ استعاذہ کا فصل بہتر ہوگا۔

مثلاً: ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِo اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِoاَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِoاِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾

تیسری قسم:

ابتدائے سورت، درمیان تلاوت

یہاں پر صرف بسملہ ضروری تھی، اور استعاذہ نہیں تھا اس میں درج ذیل چار صورتیں بنتی ہیں:

۱۔فصل کل ۲۔فصل اول وصل ثانی ۳۔وصل کل ۴۔وصل اول فصل ثانی

(۱)فصل کل:

یعنی:......سورت کی آخری آیت ،بسملہ اور اگلی سورت کی ابتدائی آیت تینوں کو الگ الگ سانس میں پڑھنا۔مثلا: ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَoبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ oالٓمّٓ﴾

(۲)فصل اول وصل ثانی:

یعنی:......سورت کی آخری آیت کو جدا پڑھنا...........اور نئے سانس سے بسملہ اور اگلی سورت کو شروع کرنا۔مثلاً:﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَoبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ﴾

(۳)وصل کل:

یعنی:......سورت کی آخری آیت ،بسملہ اور اگلی سورت کی ابتدائی آیت...........تینوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا۔

مثلاً:﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ﴾

(۴)وصل اول فصل ثانی:

یعنی:......سورت کی آخری آیت اور بسملہ کو ایک سانس میں پڑھنا...........اور اگلی سورت کی ابتدائی آیت کو دوسرے سانس میں پڑھنا۔

مثلاً:﴿وَلَا الضَّآلِّيْن بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ oالٓمّٓ﴾

نوٹ:...... مذکورہ بالا چار صورتوں میں سے پہلی تین جائز ہیں اور چوتھی صورت: (وصل اول فصل ثانی) ناجائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ: سامع کو اس سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ شاید بسم اللہ گذشتہ سورت کی آخری آیت ہے۔

چنانچہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَهْمَا تَصِلْهَا مَعْ اَوَاخِرِ سُوْرَةٍ فَلَا تَقِفَنَّ الدَّهْرَ فِيْهَا فَتَثْقُلَا

یعنی:...... جب تو بسم اللہ کو سورت کے آخر کیساتھ ملا کر پڑھے تو بسم اللہ کے آخر میں ہرگز وقف نہ کر، ورنہ گرانی کا باعث ہوگا۔

فائدہ:

بین الانفال والبراءہ چونکہ بسم اللہ کا پڑھنا جائز نہیں (جیسا کہ گزرا) اسلئے مذکورہ تمام صورتیں ناجائز ہوں گی اور یہاں جو صورتیں جائز ہیں وہ یہ ہیں۔

❶ فصل ❷ سکتہ ❸ وصل

ا۔ فصل:

یعنی:...... گذشتہ سورۃ کے آخر پر ٹھہر کر سانس کو توڑ دینا، پھر نئے سانس سے سورۃ براۃ شروع کرنا۔

مثلاً: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌO بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

۲۔ سکتہ:

یعنی:...... گذشتہ سورۃ کے آخری حرف کو وقف کی مانند ساکن کر کے تھوڑی دیر کیلئے آواز کو بند رکھنا، مگر سانس نہ توڑنا اور پھر اسی سانس سے سورۃ براہ شروع کر دینا مثلاً: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم سکتہ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

۳۔ وصل:

یعنی:...... گذشتہ سورۃ کے آخر اور سورۃ البراءۃ کے شروع کو ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

نوٹ:...... یہ تین صورتیں بھی جائز اس وقت ہوں گی جب سورۃ الانفال کے آخر کو سورۃ البراءۃ

کے شروع کے ساتھ ملایا جائے۔ یا سورۃ البراءۃ کے ساتھ ترتیب میں پہلی سورۃ کو ملایا جائے، مثلاً: سورۃ الاعراف کے آخر کو سورۃ البراءۃ کے شروع کے ساتھ، لیکن اگر سورۃ البراءۃ کے ساتھ ترتیب میں بعد والی سورت کو ملایا جائے مثلاً: سورۃ یونس کے آخر کو سورۃ البراءۃ کے شروع کے ساتھ تو اس وقت صرف فصل کی صورت ہی جائز ہوگی باقی دو صورتیں (سکتہ اور وصل،) ناجائز ہوں گی۔

چوتھی قسم:

ابتدائے درمیان سورت، درمیان تلاوت

یہاں پر چونکہ استعاذہ اور بسملہ دونوں ہی نہیں پڑھے جاتے اس لئے دو ہی صورتیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) فصل (۲) وصل

ا۔ فصل:

یعنی:...... گذشتہ حصے کے آخر پر ٹھہر کر سانس کو توڑ دینا پھر نئے سانس سے اگلا حصہ شروع کرنا۔

مثلاً: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍo اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا﴾

۲۔ وصل:

یعنی:...... گذشتہ حصہ اور بعد والا حصہ، دونوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا۔

مثلاً: ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا﴾

نوٹ:...... یہ دونوں صورتیں ہی ناجائز لگتی ہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ ہر حصے کو الگ الگ سانس میں پڑھ کر کچھ سکوت کر لیا جائے تا کہ سننے والے کو اتصال کا شبہ لاحق نہ ہو، اور تقاریر میں مختلف آیات کے استشہاد کے وقت ہر آیت کے بعد کسی کلام سے فاصلہ کر لینا بہتر ہے مثلاً یہ کہہ دیا جائے، کہ دوسری جگہ یہ فرمایا: واللہ اعلم بالصواب۔

تتمہ:...... مختلف حصوں کی تلاوت کرتے وقت اگر درمیان میں بسملہ کے ساتھ فاصلہ کر لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہوگا۔ واللہ اعلم

باب ثالث

علم تجوید اور لحن کا بیان

فصل اول: ....مبادی علم تجوید
فصل ثانی: ....لحن اور اس کی اقسام
فصل ثالث: ....تلاوت کے محاسن وعیوب

فصل اول :

مبادی علم تجوید

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے اس کو مبادی علم کہتے ہیں مبادی علم تجوید دس ہیں :

① اسم ② تعریف ③ موضوع ④ غرض وغایت ⑤ ثمرہ
⑥ فضیلت ⑦ نسبت ⑧ واضعین فن ⑨ استمداد ⑩ حکم

① اسم :

اس علم کا نام علم تجوید ہے۔

② تجوید کی لغوی تعریف :

یہ جَوَّدَ یُجَوِّدُ تَجْوِیْدًا باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے خوبصورت بنانا عمدہ کرنا جیسا کہ عربی کا قول ہے جَوَّدَ الرَّجُلُ الشَّیَّ آدمی نے چیز کو خوبصورت بنادیا۔

اصطلاحی تعریف :

اصطلاح قراء میں تمام حروف کو ان کے مخارج سے صفات لازمہ اور عارضہ کی رعایت رکھتے ہوئے فراط اور تکلف کے بغیر ادا کرنا۔

③ موضوع :

جمہور علماء کے نزدیک کلمات قرآنیہ ہیں اور بعض حدیث کو بھی شامل کرتے ہیں۔

④ غرض وغایت :

صون اللسان عن الخطأ فی کلام اللہ تعالیٰ

یعنی :...... زبان کو کلام اللہ میں غلطی سے بچانا۔

⑤ ثمرہ

اس کا فائدہ یہ ہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہوتا ہے۔

⑥ علم تجوید کی فضیلت:

یہ تمام علوم سے افضل واعلیٰ ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

⑦ نسبت:

یہ علوم شرعیہ میں سے ایک شرعی علم ہے کیونکہ اس کا تعلق کتاب اللہ سے ہے۔

⑧ واضعین فن:

ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) عملی (۲) علمی

۱۔ عملی طور پر اس فن کو رسول اللہؐ نے وضع کیا اور پھر آپؐ سے صحابہ نے اور صحابہ سے تابعین اور آئمہ قراءت نے ہم تک پہنچایا۔

۲۔ علمی طور پر اس کے واضعین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن قاسم بن سلام ہیں اور بعض کے ہاں ابوالاسود الدؤلی ہیں اور بعض کے نزدیک خلیل احمد الفرہیدی ہیں

⑨ استمداد:

علم تجوید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سے، اس کے بعد صحابہ اور اس کے بعد تابعین اور آئمہ کی قراءت سے اخذ کیا گیا۔

طریقہ اخذ:

اس کے حاصل کرنے کا طریقہ مجودین وشیوخ سے بالمشافہ اداءً اخذ کرنا ہے۔

علم تجوید کی فضیلت

⑩ حکم

علم تجوید کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا فرض عین ہے اور اس وجوب پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ ای جَوِّدِ الْقُرْآنَ تَجْوِيدًا یعنی قرآن کو تجوید کے ساتھ عمدہ کرنا اور حضرت علیؓ ترتیل کا معنی بیان فرماتے ہیں ''الترتیل ھو تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف'' کہ ترتیل کا معنی ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنا اور اوقاف میں ماہر ہونا۔

فصل ثانی

لحن اور اس کی اقسام

لغوی تحقیق:

لغت عرب میں لحن کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1. لَحَنَ فِی الْکَلَامِ بِفَتْحِ الْحَاءِ= یعنی اشارہ کنایہ میں بات کرنا جو دوسرا نہ سمجھ سکے
2. لَحِنَ الرَّجُلُ بِکَسْرِ الْحَاءِ= آدمی کا ذہین ہونا خبردار ہونا
3. لَحَّنَ فِی الْقِرَاءَۃِ بِفَتْحِ الْحَاءِ وَتَشْدِیْدِھَا= خوش آوازی سے تلاوت کرنا۔
4. لَحْنَ فِی الْقِرَاءَۃ بسکون الحاء پڑھنے میں غلطی کرنا۔

علم تجوید میں مقصود آخری معنی ہے یعنی غلطی کرنا۔

اصطلاحی تعریف:

تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے کو لحن کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لحن جلی بڑی غلطی (۲) لحن خفی ہلکی غلطی

لحن جلی:

وہ غلطی ہے جس سے الفاظ و معانی دونوں میں خلل واقع ہو۔

لحن جلی کی اقسام

۱۔ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جیسے قَالَ کی جگہ کَالَ اور فَتَرْضیٰ کی جگہ فَتَرْدیٰ یعنی قاف کی جگہ کاف اور ضاد کی جگہ دال اِثْمٌ کی جگہ اِسْمٌ پڑھنا یعنی ث کی جگہ سین پڑھنا۔

۲۔ یا کسی حرف کو لمبا کر دینا جیسے اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتَا عَلَیْھِمْ پڑھ دینا۔

۳۔ یا کسی حرف کو کم کر دینا جیسے وَلَا تَقْرَبَا کی باء کو بغیر الف کے وَلَا تَقْرَبَ پڑھ دینا۔

۴۔ ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت پڑھ دینا جیسے اِلَیْکَ کاف پر زبر کی بجائے اِلَیْکِ زیر پڑھ

دینا۔

۵۔ کسی متحرک حرف کو ساکن کر دینا جیسے حَسَنَةٌ کی جگہ حَسْنَةٌ سین کو ساکن کر دینا۔

٦۔ کسی ساکن حرف کو متحرک پڑھ دینا یعنی اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلَحَمْدُ لام کو حرکت دے دینا یا اِهْدِنَا کو اِهِدْنَا پڑھ دینا۔

۷۔ مخفف کو مشدّد جیسے نَعْبُدُ میں عین کو مشدّد نَعَّبُدُ پڑھنا اور مشدد کو مخفّف جیسے عَلَّمَهُ کو عَلَمَهُ پڑھنا

۸۔ مد لازم اور واجب میں قصر کرنا جیسے وَالضَّالِّيْنَ اور اُولٰٓئِكَ

حکم:......لحن جلی حرام ہے۔

لحن خفی:

وہ غلطی جس سے الفاظ کا حسن خراب ہو لیکن معنیٰ صحیح ہو مثلاً:

(۱) اظہار، ادغام اور اخفاء وغیرہ کو صحیح ادا نہ کرنا۔

(۲) زبر یا پیش والی راء کو موٹی کے بجائے باریک پڑھنا۔

(۳) اسی طرح لفظ اللہ سے پہلے زبر یا پیش کی حالت میں لام کو پُر کی بجائے باریک پڑھنا

(۴) مدات میں آواز کو ہلانا

(۵) نون کی ادائیگی میں دیر لگانا یا آواز کا کپکپانا

(٦) حرکات کو معروف کی بجائے مجہول پڑھنا۔

حکم:

محقق قراء اس غلطی کو بھی حرام میں شمار کرتے ہیں لیکن بعض علماء مکروہ کا حکم لگاتے ہیں۔

فائدہ:

ایسی غلطی کا ادراک عموماً مجودین و شیوخ ہی کر سکتے ہیں۔

(۷) مد متصل اور مد لازم میں قصر کرنا
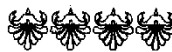
فصل ثالث

تلاوت کے محاسن وعیوب

محاسن تلاوت

ترتیل:

خوب ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھنا

تجوید:

حروف کو مخارج اور صفات لازمہ وعارضہ کی رعایت سے پڑھنا

تبیین:

حروف کو جملہ قواعد و تجوید سے خوب واضح کر کے پڑھنا

ترسیل:

پڑھنے میں آواز کو برابر رکھنا یعنی نہ زیادہ بلند کرنا اور نہ زیادہ پست کرنا

تحسین:

لحن عرب کے موافق مع تجوید خوبصورتی سے پڑھنا

توقیر:

باوضو ہو کر خشوع وخضوع اور وقار سے پڑھنا

عیوب تلاوت

قرآن کریم چونکہ اللہ رب العزت کا مقدس کلام ہے تو اس کی تلاوت بھی اسی لحاظ سے کرنا چاہئے جو کہ اس کے آداب کے مطابق ہو اور ان باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے جو اس مبارک کلام کے ادب کے منافی ہوں اور کلام کی تلاوت صحیح ہو سکے اس لئے مندرجہ ذیل امور سے اجتناب ضروری ہے ویسے بھی یہ فاسق لوگوں کا طریقہ ہے۔

(۱) قرأۃ بالترقیص (۲) قراءۃ بالتطریب (۳) قراءۃ بالترعید
(۴) قراءۃ بالنضر (۵) قراءۃ بالتقطیع

۱۔قراءۃ بالترقیص:

اس کو کہتے ہیں کہ حروف قرآنی کو رقص کی آواز کی مانند پڑھنا اور حروف کو چبانا اور انتہائی قبیح آواز کے ساتھ ایک دم اونچا کرنا یا ایک دم آواز کو پست کرنا جس طرح رقاص اور گانے والے کرتے ہیں۔

۲۔قراءۃ بالتطریب:

اس کو کہتے ہیں کہ موسیقی والوں کی طرح راگ اور مغنیوں کے انداز میں تلاوت کرنا یعنی فن موسیقی کے قواعد کو مدنظر رکھ کر تلاوت کرنا جیسا کہ بدعتی حضرات کرتے ہیں۔

۳۔قراءۃ بالترعیب:

کہ پڑھتے وقت کپکپی جیسی کیفیت پیدا کرنا گویا وہ انتہائی حزن و ملال سے تلاوت کر رہا ہے۔

۴۔قراءۃ بالنضر:

یعنی اتنی فرار اور جلدی کی کیفیت سے تلاوت کرنا کہ حروف کامل طور پر ادا نہ ہوں ایسا کرنا تدبر اور فہم قرآن کے خلاف ہے۔

۵۔قراءۃ بالتقطیع:

اسے کہتے ہیں کہ کلمات قرآن کو کاٹ کاٹ کر پڑھنا اور سکتات کی کیفیت پیدا کرنا سکتہ کی آڑ میں سانس لینا اور عوام الناس کو دھوکہ دینا کہ اس کا بہت لمبا سانس ہے آجکل یہ بیماری عام ہے۔

باب رابع

متعلقات مخارج الحروف

فصل اوّل: ....حروف کا بیان

فصل ثانی: ....القاب الحروف

فصل ثالث: ....دانتوں کا بیان

فصل اول:

حروف کا بیان

لغوی تعریف:

حروف حرف کی جمع ہے جس کا لغوی معنی ہے طَرْفُ الشَّئِ کسی چیز کا کنارہ اور اسی سے اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾
حروف عاملہ کو اس لئے حرف کہتے ہیں کہ یہ اسماء اور افعال کے کناروں کو ملاتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

وہ ہوا جو پھیپھڑوں سے نکلے اس کو نفس کہتے ہیں اور اگر وہ مسموع ہو تو صوت جب صوت کا اعتماد کسی مخرج محقق یا مقدر پر ہو تو حرف کہلاتی ہے لہذا حرف کی تعریف یہ ہوئی صَوْتٌ مُعْتَمَدٌ عَلٰی مَقْطَعٍ مُحَقَّقٍ أَوْ مُقَدَّرٍ
مقطع سے مراد مخرج ہے کیونکہ یہاں سے آواز منقطع ہوتی ہے۔ (وہ آواز جس کا اعتماد مخرج محقق یا مقدر پر ہو۔ [جهد المقل ص ۱۳۲]

حروف کی اقسام:

بنیادی طور پر حروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) أصليه (۲) فرعيه

حروف اصلیہ:

جو حرف کسی مخرج محقق یا مقدر پر اعتماد کرے اس کو اصلیہ کہتے ہیں۔

حروف کی تعداد میں اختلاف:

حروف اصلیہ کی تعداد میں اختلاف ہے جمہور بصریوں کے ہاں اس کی تعداد انتیس (۲۹) ہے لیکن مبرد کے ہاں کل حروف اٹھائیس ۲۸ ہیں انہوں نے الف اور ہمزہ کو ایک ہی لفظ شمار کیا ہے وہ الف کو مستقل حرف نہیں مانتے۔

حروف فرعیہ:

وہ حروف جو دو مخرجوں کے درمیان سے نکلیں یہ کل سات حروف ہیں۔

(۱) **ھمزہ مسھلہ**:...... اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف)...... الف اور ھمزہ کے درمیان جیسے: ءَ اَعْجَمِیٌّ

(ب)...... یاء اور ھمزہ کے درمیان جیسے: ءَ اِنَّکَ.

(ج)...... واؤ اور ھمزہ کے درمیان جیسے: ءَ اُنَبِّئُکُمْ.

(۲) **الف ممالہ**:...... یعنی الف اور یاء کے درمیان ادا ہو جیسے: مجرٰھا

(۳) **صاد مشمّمہ**:...... یعنی صاد اور زاء کے درمیان ادا ہو جیسے: الصراط

(۴) **یاء مشمّمہ**:...... یعنی یاء اور واؤ کے درمیان ادا ہو جیسے: قیل

(۵) **الف مفخمہ**:...... وہ الف جو حروف مفخّمہ کے بعد ہو جیسے: الطارق

(۶) **لام مفخمہ**:...... یعنی لفظ اللہ یا اللّٰھم کی لام اور روایت ورش میں وہ لام مفتوحہ جو صاد، طاء، ظاء ساکنہ یا مفتوحہ کے بعد ہو۔

(۷) **نون ساکن یا تنوین**:...... نون ساکن یا تنوین اخفاء اور ادغام مع الغنّہ کی حالت میں جیسے: عِنْدَ، خَیْرًا یَّرَہٗ، مِنْ بَعْدِ، ان کو حروف مُشَرَّبہ بھی کہا جاتا ہے۔

حروف مہملہ:

وہ حروف جن پہ نقطے نہ ہوں مہملہ کہلاتے ہیں۔

مثلاً لام، م، را، ح، وغیرہ

حروف معجمہ:

وہ حروف جن پر نقطے ہوں جیسے ض، ش، ق وغیرہ

جواہر الحروف:

جواہر جوہر کی جمع ہے: کلمات کو یا حروف کو آپس میں جب جوڑا جائے تو جو حصہ لکھائی میں آئے اس کو جواہر الحروف کہتے ہیں۔

مثلاً:...... حَمِیْدٌ یہاں تین حرف ح، م، ی کی مکمل شکل نہیں آئی ایسے ہی دوسرے کلمات کو دیکھ لیں، جوہر کا معنی خلاصہ ہے چونکہ یہ اصل حرف کا خلاصہ ہوتے ہیں اس لئے ان کو جوہر الحروف کہتے ہیں۔

حروف زائدہ:

یہ دس حروف ہیں جو کہ (سَأَلْتُمُوْنِيْهَا) یا (اَلْيَوْمَ تَنْسَاهُ) میں جمع ہیں ان کو حروف زائدہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ کلام عرب میں کسی بھی اسم فعل میں ان کے علاوہ زائد حرف نہیں آتا۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ یہ اصلیہ استعمال نہیں ہوتے۔

حروف مذبذبہ:

یہ ایک حرف الف ہے اس کو مذبذبہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ کبھی بطور حروف اصلیہ اور کبھی بطور زائدہ استعمال ہوتا ہے۔

حروف اصلیہ:

یہ انیس حروف ہیں یہ حروف زائدہ کے علاوہ باقی تمام حروف ہیں ان حروف کو اصلیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کبھی بھی زائدہ استعمال نہیں ہوتے ہمیشہ فاء، عین اور لام کے مقابل میں آتے ہیں۔

الحروف الراجع:

میم اور نون ہیں چونکہ ان کی آواز اداء کرتے وقت خیشوم کی طرف لوٹتی ہے اس لئے ان کو حروف الراجع بھی کہا جاتا ہے۔

فصل ثانی:

القاب الحروف

حروف کے دس القاب ہیں:

①حلقیہ ②لھویہ ③ شجریہ ④حافیہ

⑤ذلقیہ ⑥نطعیہ ⑦لثویہ ⑧ صفیریہ

⑨شفویہ ⑩جوفیہ، ھوائیہ

①حلقیہ:

یہ چھ حروف ہیں (ء، ہ، ع، ح، غ، خ) کیونکہ ان تمام حروف کا تعلق حلق سے ہے اس لئے ان کو حلقیہ کہتے ہیں۔

② لہویہ:

یہ دو حرف ہیں (قاف، کاف) ان کو لھویہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ لہات یعنی (کوّا) سے نکلتے ہیں ان کا دوسرا نام لہاتیہ بھی ہے۔

③ شجریہ:

یہ تین حروف ہیں (ج، ش، ی) شجر منہ کے خالی حصے کو کہتے ہیں کیونکہ یہ حروف وسط لسان اور شجر سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو شجریہ کہتے ہیں اور ان کا دوسرا نام وُسْطِیہ بھی ہے۔

④ حافیہ:

یہ صرف ایک حرف (ضاد) ہے اس کو حافیہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ حافہ لسان (یعنی زبان کی کروٹ) سے ادا ہوتا ہے۔

⑤ اسلیہ یا صفیریہ:

حروف صفیر یہ تین ہیں (ز، س، ص) ان حروف کو اسلیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسل کے معنی ہیں زبان کی نوکِ چونکہ یہ نوک زبان سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو اَسَلِیَّہ کہا جاتا ہے اور

صفیر یہ اس لئے کہ صفیر کے معنی سیٹی کے ہیں ان میں سیٹی کی سی آواز پائی جاتی ہے اس لئے ان کو صفیر یہ کہتے ہیں۔

⑥ نطعیہ:

تالو کا وہ ابھرا ہوا حصہ جس میں لکیریں ہوتی ہیں۔ یہ تین حروف ہیں (ط، د، ت) ان کو نطعیہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ نطع کے معنی تالو کے ہیں۔ یہ حروف مسوڑھوں کے اوپر والے کناروں سے (جو کہ تالو سے متصل ہیں) ادا ہوتے ہیں اس لئے اس کو نطعیہ کہا جاتا ہے یعنی تالو سے اتصال کیوجہ سے۔

⑦ لثویہ:

یہ بھی تین حروف ہیں (ظ، ذ، ث) ان کو لثویہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ عربی میں لثۃ مسوڑھے کو کہتے ہیں چونکہ یہ حروف مسوڑھوں سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو لثویہ کہا جاتا ہے۔

⑧ ذلقیہ:

یہ تین حروف ہیں (ل، ن، ر) ان کو ذلقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ذَلْقُ اللّسَان کا معنی ہے زبان کا کنارہ چونکہ یہ الفاظ طرف لسان (یعنی زبان کا کنارہ) سے ادا ہوتے ہیں اس لئے ان کو ذلقیہ کہتے ہیں۔

⑨ شفویہ:

یہ چار حروف ہیں (ف، م، ب، و) ان کو شفویہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ شفتان یعنی ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔

⑩ جوفیہ:

یہ تین حروف ہیں (الف، واؤ، یاء) جبکہ مدہ ہوں ان کو جوفیہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ جوف (یعنی منہ اور گلے کا خالی حصہ) سے ادا ہوتے ہیں ان کو ہوائیہ اور مدیہ بھی کہتے ہیں۔

فصل ثالث:

دانتوں کا بیان

مخارج میں اکثر مخارج کا تعلق دانتوں سے ہے لہذا ہم پہلے دانتوں کی تعداد، نام اور توجیہات بیان کریں گے۔

دانتوں کی تعداد:

اکثر لوگوں کے بتیس۳۲ دانت ہوتے ہیں جن میں بارہ۱۲ دانت اور بیس۲۰ داڑھیں ہیں اور جولوگ بتیس۳۲ نہیں مانتے وہ نَوَاجِذ کو شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ بعض افراد کی نہیں ہوتیں۔

دانتوں کے نام مع توجیہات:

عربی میں دانت کو سِنٌّ کہتے ہیں جس کی جمع اَسْنَانٌ آتی ہے اور داڑھ کو ضِرْسٌ کہتے ہیں جس کی جمع أَضْرَاسٌ ہے۔

ثنایا:

سامنے والے چار دانت دو اوپر دو نیچے ان کو ثنایا کہتے ہیں۔ اوپر والے دو دانتوں کو ثنایا علیا اور نیچے والوں کو ثنایا سفلی کہتے ہیں۔

توجیہ:

عربی میں ثنیہ کے معنی روکنے کے ہیں کیونکہ یہ سامنے والے دانت بات کرتے وقت زبان کو پھسلنے سے روکتے ہیں اس لئے ان کو ثنایا کہا جاتا ہے۔

رباعیات یا قواطع:

رباعیات (بِفَتحِ الرَّاء) یہ ثنایا کے متصل چار دانت ہیں ایک اوپر ایک نیچے دائیں طرف اسی طرح ایک اوپر ایک نیچے بائیں طرف۔

توجیہ:

قواطع یہ قَاطِعَۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے کاٹنے والے۔ رباعیات کی ایک توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ یہ چار دانت ہیں اس لئے ان کو رباعیات کہتے ہیں یہ توجیہ درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اگر یہ چار ہیں تو باقی تمام دانت بھی چار چار ہیں ان کو بھی رباعیات کہنا چاہیے۔ اس کے علاوہ دو توجیہات اور کی جاسکتی ہیں رَبَعَ میں طاقت کے معنی بھی پائے جاتے ہیں جیسے اِسْتَرْبَعَ الشَّئ) طاقت رکھنا۔ کیونکہ یہ دانت غذا کو کاٹتے ہیں اور قاطع ہمیشہ مقطوع سے طاقت ور ہوتا ہے اس لئے اس کو رباعیات کہتے ہیں یعنی طاقت والے دانت۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ رَبَعَ کا معنی ٹھہرنا بھی ہے چونکہ یہاں غذا ٹھہر جاتی ہے اس لئے ان کو رباعیات کہتے ہیں۔

انیاب یا کواسر:

یہ رباعیات کے ساتھ چار دانت ہیں ایک اوپر ایک نیچے دائیں طرف اور ایک اوپر اور ایک نیچے بائیں طرف۔

توجیہ:

ناب کا معنی نوکیلہ ہوتا ہے چونکہ یہ دانت نوکدار ہوتے ہیں اس لئے ان کو اَنْیَاب کہتے ہیں کَاسِرٌ کا معنی ہے توڑنے والا کیونکہ یہ دانت غذا وغیرہ کو توڑتے ہیں اس لئے ان کو (کَوَاسِرٌ) کہا جاتا ہے۔

ضواحک:

یہ انیاب کے ساتھ ایک اوپر ایک نیچے دائیں طرف ایک اوپر ایک نیچے بائیں طرف چار داڑھیں ہیں۔

توجیہ:

ضَاحِکَۃٌ کے معنی ہیں ہنسنے والی چونکہ یہ داڑھیں ہنستے وقت نظر آتی ہیں اس لئے ان کو ضَوَاحِکُ کہتے ہیں۔

طواحن:

یہ ضواحک کے ساتھ تین اوپر تین نیچے دائیں طرف اور اسی طرح تین اوپر تین نیچے بائیں طرف یہ بارہ داڑھیں ہیں ان کو طواحین بھی کہتے ہیں۔

توجیہ:

طَاحِنَةٌ کے معنی پیسنے کے ہیں کیونکہ یہ داڑھیں غذا کو پیستی ہیں اس لئے ان کو طواحن کہتے ہیں۔

نواجذ:

یہ طواحن کے ساتھ ایک اوپر ایک نیچے دائیں طرف ایک اوپر ایک نیچے بائیں طرف چار داڑھیں ہیں۔

توجیہ:

نَجْذَہ کا معنی ہے تجربہ کرنا چونکہ جب نواجذ نکل آتے ہیں تو آدمی باشعور، عقلمند اور تجربہ کار ہو جاتا ہے اس لئے ان کو نواجذ کہتے ہیں اس داڑھ کو ضِرْسُ الْحِلَم اور ضِرْسُ الْعَقَل بھی کہتے ہیں۔

باب خامس:

مخارج الحروف

فصل اوّل:..........مبادیات مخارج

فصل ثانی:..........محققین کے قول کے مطابق مخارج کی تفصیل

فصل اوّل:

مبادیات مخارج

لغوی تعریف:

مخارج مخرج کی جمع ہے یہ خَرَجَ یَخْرُجُ سے اسم ظرف ہے جس کا معنی ہے (محل خروج الحروف) یعنی حرف کے نکلنے کی جگہ۔

اصطلاحی تعریف:

مَحَلُّ خُرُوْجِ الْحُرُوْفِ الَّذِیْ یَنْقَطِعُ عِنْدَہٗ صَوْتُ النُّطْقِ بِہٖ فَیَتَمَیَّزُ عَنْ غَیْرِہٖ.

حرف کے نکلنے کی جگہ جہاں آواز منقطع ہو جائے اور دوسرے حرف سے تمیز حاصل ہو۔

تعدادِ مخارج میں مذاہب:

مخارج الحروف کے متعلق علماء کے تین مذاہب ہیں:

پہلا مذہب:

امام خلیل بن احمد الفراہیدی، مکی بن ابی طالب اور محقق علامہ جزریؒ کا ہے ان کے نزدیک سترہ مخارج ہیں انہوں نے (لام، نون، راء) کا الگ الگ مخرج بیان کیا ہے اور حروف مدہ کا مخرج جوف فم کو قرار دیا ہے۔ جیسا کہ محقق فرماتے ہیں:

مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَۃَ عَشَرْ   عَلَی الَّذِیْ یَخْتَارُہٗ مَنِ اخْتَبَرْ

دوسرا مذہب:

ابوبشر عمرو بن عثمان سیبویہ بصری اور علامہ محمد قاسم بن فیرہ الشاطبی الاندلسی کا ہے۔ ان کے نزدیک سولہ مخارج ہیں انہوں نے جوف فم کو شمار نہیں کیا (الف) کا مخرج اقصی حلق (واؤ) کا شفتان اور (یاء) کا وسط لسان بیان کرتے ہیں اور (لام، نون، راء) کا مخرج بھی الگ الگ بیان کیا ہے۔

تیسرا مذہب:

امام یحییٰ بن زیاد الفرّاء امام اللغۃ والنحو، قطرب، جرمی، ابن کسان کا ہے ان کے نزدیک چودہ مخارج ہیں انہوں نے (لام، نون اور راء) کا قرب کی وجہ سے ایک مخرج بیان کیا ہے اور جوف فم کو بھی ختم کر دیا ہے۔

فائدہ:

جوف فم کے مخرج ہونے یا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جولوگ جوف فم کو مستقل مخرج شمار کرتے ہیں ان کے ہاں مخارج میں منتہی صوت کا اعتبار ہے اور جولوگ اس کو خارج کرتے ہیں ان کے ہاں مخارج میں مبدأ صوت کا اعتبار ہوتا ہے۔ ان تین مذاہب میں مختار مذھب پہلا ہے۔

تنبیہ:

محققین کا قول ہے کہ ہر حرف کا مخرج علیحدہ علیحدہ ہے لیکن بعض حروف کے مخارج نہایت قرب کی وجہ سے ایک شمار کیے جاتے ہیں اس لئے بعض مخارج سے دو دو، تین تین حروف ادا ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلیل کا مذہب تحقیق اور سیبویہ وفراء کا مذہب طلبِ اختصار پر مبنی ہے اور چونکہ مخارج کے باب میں سب سے بڑا مقصد امتیاز بین **الاصوات والحروف** ہے اس لئے متاخرین اہل فن نے بالعموم خلیل کی رائے کو اُقرب الی التحقیق قرار دیا ہے۔

﴿مخارج کی اقسام﴾

مخارج کی دو قسمیں ہیں:

(۱) باعتبار امتداد صوت (۲) باعتبار عموم وخصوص

پہلی قسم:

باعتبار امتداد صوت کے مخرج کی دو قسمیں ہیں:

❶ مخرج محقق ❷ مخرج مقدر

مخرج محقق:

جو حلق لسان شفتان کے حصوں میں سے کسی متعین حصے پر اعتماد کرے جیسے أَبْ، أَثْ، أَظْ، أَصْ

مخرج مقدر:

جو حلق لسان شفتان کے کسی معین حصے پر اعتماد نہ کرے جیسے حروف مدہ اور غنہ

دوسری قسم:

عموم وخصوص کے اعتبار سے بھی مخارج کی دو قسمیں ہیں:

❶ مخارج عامہ ❷ مخارج خاصہ

مخارج عامہ:

یہ پانچ ہیں (۱) حلق (۲) لسان (۳) شفتان (۴) خیشوم (۵) جوف فم۔ ان کو اصول مخارج بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:

یہ مخارج مختار مذہب کے مطابق ہیں البتہ دوسرے مذاہب کے مطابق چار ہیں وہ جوف فم کو شامل نہیں کرتے۔

مخارج خاصہ:

تمام حروف کے جزوی مخارج کو مخارج خاصہ کہتے ہیں جن کی تعداد سترہ ۱۷ ہے۔

حروف کی تقسیم

ا۔ جوف فم:

اس میں ایک مخرج ہے جس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔

۲۔ حلق:

اس میں تین مخارج ہیں جن سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔

۳۔لسان:

اس میں دس مخارج ہیں جن سے اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

۴۔شفتان:

اس میں دو مخرج ہیں جن سے چار حروف ادا ہوتے ہیں۔

۵۔خیشوم:

اس میں ایک مخرج ہے جس سے دو حروف ادا ہوتے ہیں۔

فصل ثانی:

محققین کے قول کے مطابق مخارج کی تفصیل

محققین کے قول کے مطابق انتیس (۲۹) حروف کے سترہ (۱۷) مخارج ترتیب وار بیان ہوتے ہیں۔

اصل اوّل:......

جوف

اس میں ایک مخرج اور تین حروف ہیں۔

مخرج اوّل: جوفِ فم:

یعنی منہ اور حلق کا خالی حصہ یہاں سے حروفِ مدہ (الف، واؤ اور یاء) ادا ہوتے ہیں۔

حروف مدہ کی تعریف:

(۱) واؤ ساکن ماقبل مضموم ہو جیسے: جُوعٍ
(۲) الف ساکن ماقبل مضموم ہو جیسے: قَالَ
(۳) یاء ساکن ماقبل مفتوح ہو جیسے: قِيلَ

ان کو حروف جوفیہ اور ہوائیہ بھی کہتے ہیں۔

اصل ثانی:......

حلق

اس میں تین مخارج اور چھ حروف ہیں۔

مخرج ثانی: اقصیٰ حلق:

یعنی حلق کا آخری حصہ جو سینہ کے قریب ہے یہاں سے دو حروف ء اور ھ نکلتے ہیں۔

مخرج ثالث: وسطِ حلق:

یعنی حلق کا درمیان یہاں سے دوحروف ع اور ح نکلتے ہیں۔

مخرج رابع: ادنیٰ حلق:

یعنی حلق کا شروع جو منہ کے قریب ہے یہاں سے غ اور خ نقطہ والے نکلتے ہیں۔

ان چھ حروف کا نام حروف حلقیہ ہے۔

اصل ثالث:......

لسان

اس میں دس مخارج..........اور اٹھارہ حروف ہیں۔

مخرج خامس: اقصیٰ لسان:

یعنی زبان کی جڑ اور بالمقابل اوپر کا تالو یہاں سے قاف (ق) ادا ہوتا ہے۔

مخرج سادس: اقصیٰ لسان:

زبان کی جڑ اور اوپر کا تالو مگر ق کے مخرج سے قریب تھوڑا سا منہ کی طرف یہاں سے ک نکلتا ہے قاف (ق) اور ک دونوں قریب المخرج ہیں ان دونوں کو لہویہ اور لہاتیہ کہتے ہیں۔

لہات:......حلق کے اوپر ابھرے ہوئے گوشت کو لہات کہتے ہیں۔

مخرج سابع: وسطِ لسان:

زبان کا درمیان اور اوپر کا تالو۔ یہاں سے ج۔ش۔ی غیر مدہ (یائے لین اور یائے متحرک) نکلتے ہیں ان کو حروف شجریہ کہتے ہیں۔

شجر:......زبان اور تالو کے درمیانی پھیلاؤ کو کہتے ہیں۔

مخرج ثامن: حافۂ لسان:

یعنی زبان کی کروٹ اور اوپر کی ڈاڑھوں کی جڑ یعنی نواجذ سے لے کر ضواحک تک جب زبان کی کروٹ دائیں یا بائیں طرف لگے تو یہاں سے ''ض'' ادا ہوگا۔اس کو حافیہ کہتے ہیں اور

حافہ زبان کے اس حصے کو کہتے ہیں جو داڑھوں کے سامنے ہے۔

حافہ کی تین قسمیں ہیں:

① اقصی حافہ ② وسطی حافہ ③ ادنی حافہ

اقصی حافہ:

زبان کا وہ حصہ جو کہ نواجذ کے سامنے ہے۔

وسطی حافہ:

زبان کا وہ حصہ جو طواحن کے سامنے ہے۔

ادنی حافہ:

زبان کا وہ حصہ جو ضواحک کے سامنے ہے۔

مخرج تاسع: طرفِ لسان:

یعنی زبان کا کنارہ معہ کچھ حصہ حافہ جب ثنایا، رباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے لگے تو یہاں سے ل ادا ہوتا ہے۔

مخرج عاشر: طرفِ لسان:

یعنی زبان کا کنارہ جب ثنایا، رباعی، اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگے تو یہاں سے ن نکلتا ہے۔

مخرج حادی عشر: طرفِ لسان:

یعنی زبان کا کنارہ مع پشتِ زبان جب ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں سے لگے تو اس سے را دا ہوتی ہے۔

ل، ن، ر ان تینوں کو طرفیہ، ذلقیہ کہتے ہیں کیونکہ طرف اور ذلق زبان کے اگلے باریک کنارے کو کہتے ہیں۔

مخرج ثانی عشر: رأسِ لسان:

یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ یہاں سے ط، د، ت نکلتے ہیں ان کو نطعیہ کہتے ہیں کیونکہ نطع تالو اور مسوڑھے کے درمیان ابھری ہوئی کھردری جگہ کو کہتے ہیں۔

مخرج ثالث عشر: رأس لسان:

یعنی زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ، یہاں سے ظ، ذ، ث ادا ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ حروف مسوڑھوں کے قریب سے نکلتے ہیں اس لئے انکو لثویہ کہتے ہیں۔

مخرج رابع عشر: رأس لسان:

یعنی زبان کی نوک جب ثنایا علیا اور سفلی کے اندرونی کناروں سے لگے تو یہاں سے ص، ز اور س ادا ہوتے ہیں ان کو حروفِ صفیریہ کہتے ہیں صفیر کے معنی سیٹی کے ہیں اور ان حروف کی ادائیگی کے وقت سیٹی کی طرح آواز نکلتی ہے۔

اصل رابع:......

شفتان

اس میں دو مخرج اور چار حروف ہیں۔

مخرج خامس عشر: الشفۃ السفلی:

یعنی نیچے کے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیا کا کنارہ، یہاں سے ف نکلتی ہے۔

مخرج سادس عشر: شفتان:

یعنی دونوں ہونٹ، یہاں سے ب، م اور و متحرک اور واؤ لین ادا ہوتے ہیں۔

تنبیہ:

ب اور م دونوں ہونٹوں.......... سے نکلتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ب ہونٹوں کی تری سے نکلتی ہے اس کو بحری کہتے ہیں اور م ہونٹوں کی خشکی سے اس کو برّی کہتے ہیں اور واؤ دونوں ہونٹوں کے گول ہونے سے نکلتی ہے ان چار حروف (ف، ب، م اور واؤ) کا نام حروف شفوی ہے۔

اصل خامس:............

خیشوم

اس میں ایک مخرج اور دو حروف ہیں۔

<u>مخرج سابع عشر: خیشوم:</u>

یعنی ناک کی جڑ، یہاں سے غنہ ادا ہوتا ہے۔ جو نون اور میم میں اخفاء اور ادغام کی حالت میں پایا جاتا ہے۔ خیشوم کو **اقصی الانف** بھی کہتے ہیں۔

باب سادس

صفات الحروف

فصل اوّل:......مبادیات صفات
فصل ثانی:...... محققین کے قول کے مطابق صفاتِ لازمہ کی تفصیل
فصل ثالث:...... تتمہ صفات لازمہ
فصل رابع:......صفات ممیّزہ

فصل اوّل:

مبادیات صفات

لغوی تعریف:

صفات صفت کی جمع ہے جس کے معنی ہے ((مَا قَامَتْ الابشیء)) یعنی وہ کیفیت وحالت جو اپنے موصوف کے بغیر نہ پائی جائے۔
جیسے علم بغیر عالم کے نہیں پایا جاتا ہے عدل بغیر عادل کے اور قرأۃ بغیر قاری کے نہیں پائی جاتی۔

اصطلاحی تعریف:

صوت جب مخرج محقق یا مقدر پر معتمد ہوتی ہے تو اس کو حرف کہتے ہیں اور جب حروف پر وارد ہوتی ہے اس کو صفت کہتے ہیں لہٰذا صفات کی تعریف یہ ہوئی:

((كَيفِيَّةٌ عَارِضَةٌ لِلْحَرْفِ عِنْدَ حُصُوْلِهٖ فِي الْمَخْرَجِ مِنْ جَهْرٍ وَرَخَاوَةٍ وَشِدَّةٍ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ))

یعنی وہ کیفیت جو حرف کو مخرج سے ادا ہوتے وقت پیش آتی ہے۔ مثلاً بلندی، نرمی، سختی وغیرہ۔

صفات جاننے کے فوائد

(۱) وہ حروف جو مخارج میں مشترک ہیں ان کو صفات کے ذریعہ ممتاز کیا جاتا ہے مثلاً طاء میں اطباق اور استعلاء نہ ہو تو طاء اور تاء میں فرق نہ ہوگا۔

(۲) صفات کے ذریعہ حروف کے قوت اور ضعف کا علم ہوتا ہے مثلاً وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ میں ادغام تام اس لئے ہوا ہے کہ تا ضعیف اور طاء قوی ہے اور أَحَطتُّ اور بَسَطتَّ میں ادغام ناقص ہوا ہے کیونکہ طاء قوی حرف ہے اور تاء ضعیف ہے۔

(۳) صفات کی وجہ سے تلفظ میں حسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔

فائدہ:

محققین فن: کامل مجود اسی کو سمجھتے ہیں جو ادائیگی صفات میں ماہر ہو۔

تعداد صفات میں علماء کا اختلاف

اس میں علماء کے چھے مذاہب ہیں:

پہلا مذہب:

صاحب الرعایہ مکی بن ابی طالب القیسی کے نزدیک چوالیس (۴۴) صفات ہیں (الرعایہ ص ۱۱۵)

دوسرا مذہب:

علامہ برکوی کے نزدیک چودہ صفات ہیں انہوں نے اذلاق اصمات، لین اور انحراف کو شامل نہیں کیا اور یہ کام انہوں نے مخرج سے لے لیا ہے مزید غنہ کا اضافہ کیا ہے اور صاحب فوائد مکیہ نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ (فوائد مکیہ ص ٦) مکتبہ شرکت علمیہ

تیسرا مذہب:

قصیدہ نونیہ کے شارح نے سولہ صفات بیان کی ہیں اذلاق اصمات کو ختم کر کے صفت ہوائیہ کا اضافہ کیا ہے۔

چوتھا مذہب:

علامہ محمد بن ابی بکر مرعشی نے اپنے رسالہ میں سترہ صفات ذکر کی ہیں اذلاق اصمات، انحراف اور لین کو ختم کر کے غنہ، اخفاء، تفخیم اور ترقیق کا اضافہ کیا ہے۔ (جهد المقل ص ١٥٣)

پانچواں مذہب:

علامہ شاطبی کے ہاں سترہ صفات ہیں لیکن اذلاق اصمات اور لین کی جگہ پر مد، ہوائیہ اور علت ذکر کی ہیں۔

چھٹا مذہب:

محقق علامہ جزری اور جمہور کے ہاں سترہ صفات ہیں انہوں نے اذلاق اور اصمات کو شامل کیا ہے یہی مذہب راجح ومختار ہے۔

فائدہ:

علامہ جزری رحمہ اللہ نے التمہید میں چونتیس (۳۴) صفات ذکر کی ہیں لیکن مقدمہ اور نشر میں سترہ ہیں اور یہی صحیح ہے۔

صفات کی اقسام

صفات کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

صفات لازمہ:

وہ صفات جو حرف میں ہمیشہ پائی جائیں اور کسی وقت بھی حرف سے جدا نہ ہوں جن کو ادا نہ کرنے سے حرف کی اصلی شکل خراب ہو جائے۔ ان کو صفات ممیّزہ، مقومہ، ذاتیہ، اصلیہ اور ضروریہ بھی کہتے ہیں۔

نوٹ:

صفات عارضہ پر تفصیلی بحث اور اس کی تعریف آئندہ آئے گی ان شاء اللہ۔

فصل ثانی:

محققین کے قول کے مطابق صفات لازمہ کی تفصیل

صفات لازمہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) متضادہ (۲) غیر متضادہ

صفات متضادہ:

وہ ہیں جن میں ایک صفت دوسری کی ضد ہو صفات متضادہ دس ہیں اور پانچ جوڑے ہیں:

❶ ھمس کی ضد جہر ❷ شدت کی ضد رخوت ❸ استعلاء کی ضد استفال

❹ اطباق کی ضد انفتاح ❺ اذلاق کی ضد اصمات

صفاتِ متضادہ کا بیان

① ہمس:

کے معنی ''چھپانا'' اور اصطلاح قراء میں ہمس کہتے ہیں کہ حرف کو پڑھتے وقت آواز مخرج سے ایسی کمزوری سے نکلے کہ اس میں پستی پائی جائے اور سانس جاری رہے جیسے المبثوث کی ث۔ یہ دس حروف ہیں جو اس قول میں جمع ہیں: (فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتَ) ان کو حروفِ مہموسہ کہتے ہیں۔

② جہر:

کے معنی ہیں ''ظاہر کرنا'' اور اصطلاحِ قراء میں جہر یہ ہے کہ حرف کو پڑھتے وقت آواز کا مخرج سے ایسی بلندی اور قوت کے ساتھ نکلنا کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جائے جیسے خُرُوْج کی ج۔ ان کو حروف مجہورہ کہتے ہیں اور حروفِ مہموسہ کے علاوہ باقی سب حروف مجہورہ ہیں جن حروف میں صفتِ ہمس ہوگی ان میں جہر نہ ہوگی اور جن میں صفتِ جہر ہوگی ان میں ہمس نہ ہو

گی۔

③ شدت:

کے معنی ہیں ''سخت ہونا'' اور اصطلاح قراء میں شدت اس کو کہتے ہیں کہ حرف کو پڑھتے وقت آواز کا مخرج سے ایسی سختی اور قوت سے نکلنا کہ آواز کا جاری رہنا بند ہو جائے جیسے اَشَدُّ کی د۔ یہ آٹھ حروف ہیں۔ جن کا مجموعہ (اَجِدُكَ قَطَبْتَ) ہے ان کو حروف شدیدہ کہتے ہیں۔

توسط:

کے معنی ''درمیانی حالت'' کے ہیں یعنی حروفِ متوسطہ میں نہ تو شدت کی طرح آواز بند ہو اور نہ رخوت کی طرح پوری جاری رہے بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت ہو ایسے پانچ حروف ہیں جن کا مجموعہ (لِنْ عُمَرُ) ہے ان کو حروفِ متوسطہ اور بینیۃ کہتے ہیں۔

④ رخاوت:

کے معنی ہیں ''نرم ہونا'' اور اصطلاح قراء میں حروف کو پڑھتے وقت آواز کا مخرج سے ایسی نرمی کے ساتھ نکلنا کہ آواز جاری رہ سکے۔ جیسے اَلْاَرْضُ کی ض. آٹھ شدیدہ اور پانچ متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوۃ ہیں۔

⑤ استعلاء:

کے معنی ہیں ''بلند ہونا'' لیکن اصطلاحِ قراء میں استعلاء یہ ہے کہ حرف کو پڑھتے وقت زبان کی جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف اُٹھ جائے تا کہ وہ حروف موٹے پڑھے جائیں جیسے مُحِیْطٌ کی ط. یہ ساتھ حروف ہیں جو اس قول میں جمع ہیں:

(خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ). ان کو حروفِ مستعلیہ کہتے ہیں۔

⑥ استفال:

کے معنی ہیں ''نیچا رہنا'' اور اصطلاح قراء میں استفال یہ ہے کہ حرف کو پڑھتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف نہ اٹھے تا کہ وہ حرف باریک پڑھا جائے جیسے وَكِيْلُ کی ل۔ حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی بائیس حروف مستفلہ ہیں۔

⑦ اطباق:

کے معنی ہیں ''ڈھانپنا'' اور اصطلاح قراء میں اطباق اس کو کہتے ہیں کہ حروف کو پڑھتے وقت زبان کا درمیان تالو سے لپٹ جائے تا کہ آواز خوب موٹی ہو کر نکلے جیسے طارق کی ط۔ یہ چار حروف صَطْ ضَظْ مطبقہ ہیں۔

⑧ انفتاح:

کے معنی ہیں ''افتراق'' اور اصطلاحِ قراء میں انفتاح یہ ہے کہ حروف کو پڑھتے وقت زبان کا درمیان تالو سے الگ رہے تا کہ آواز صفائی سے نکلے جیسے کوّرَت کی ت مگرق۔ غ اور خ میں زبان کی جڑ تالو سے لگے گی مطبقہ کے علاوہ باقی پچیس حروف منفتحہ ہیں۔

⑨ اذلاق:

کے معنی ''تیزی اور روانی'' کے ہیں اور اصطلاح قراء میں اذلاق یہ ہے کہ حروف کا مخرج سے پھسلتے ہوئے آسانی سے ادا ہو جانا جیسے (مِنْ کالون) یہ چھ حروف ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے۔ (فَرَّ مِنْ لُبٍّ) ان کو حروف مذلقہ کہتے ہیں۔

⑩ اصمات:

کے معنی ہیں ''خاموش کرنا'' اور اصطلاح قراء میں اصمات یہ ہے کہ حرف کو اپنے مخرج سے آرام اور مضبوطی سے پڑھنا جیسے قَدْ کی دال مذلقہ کے علاوہ باقی تیئس حروف کو مصمتہ کہتے ہیں۔

تنبیہ:

پانچ صفاتِ متضادہ کا ہر حرف میں پایا جانا ضروری ہے۔

صفاتِ غیر متضادہ:

صفات لازمہ غیر متضادہ سات ہیں صفات غیر متضادہ کا ہر حرف میں پایا جانا ضروری نہیں۔

① صفیر:

کے معنی ہیں ''تیز اور باریک آواز'' اور قراء کی اصطلاح میں صفیر اس کو کہتے ہیں کہ حرف کو

پڑھتے وقت ایسی تیز اور باریک آواز نکلے جو مثل سیٹی کے ہو یہ تین حروف ہیں (ص، ز، س) ان کو حروفِ صفیر کہتے ہیں۔

② قلقلہ:

کے معنی ہیں ''جنبش دینا'' اور قراء کی اصطلاح میں قلقلہ اس کو کہتے ہیں کہ حرفِ ساکن کو مخرج سے سختی کے ساتھ جنبش دے کر پڑھنا۔ یہ پانچ حروف ہیں جو اس قول میں جمع ہیں (قُطْبُ جَدٍّ) ان کو حروف قلقلہ کہتے ہیں۔

③ لین:

کے معنی ہیں ''نرم ہونا'' اور قراء کی اصطلاح میں لین اس کو کہتے ہیں کہ واو لین اور ی لین کو ایسی نرمی سے پڑھنا کہ آواز بند نہ ہو یہ دو حروف ہیں واؤ وری ماقبل مفتوح ان کو حروف لین کہتے ہیں۔

④ انحراف:

کے معنی ہیں ''پھرنا اور مائل ہونا'' اور قراء کی اصطلاح میں انحراف اس کو کہتے ہیں کہ حرف اپنے مخرج سے گزر کر دوسرے مخرج تک پہنچ جائے یہ دو حروف ہیں (ل۔ر) یعنی لام پڑھتے وقت آواز نوکِ زبان کی طرف اور راء پڑھتے وقت آواز زبان کی پشت کی طرف جاتی ہے ان کو حروفِ منحرفہ کہتے ہیں۔

⑤ تکریر:

کے معنی ہیں ''بار بار ہونا'' اور قراء کی اصطلاح میں تکریر اس کو کہتے ہیں کہ حرف راء کو پڑھتے وقت کنارۂ زبان میں کپکپی محسوس کرنا لیکن قصداً تکرار سے پرہیز ضروری ہے نہ کہ قدرتی اور فطری رعشہ سے بچنا ضروری ہے یہ صفت صرف حرف راء میں ہے اس کو مکررہ کہتے ہیں۔

⑥ تفشی:

کے معنی ''انتشار'' اور قراء کی اصطلاح میں تفشی اس کو کہتے ہیں کہ حرفِ ''شین'' کو پڑھتے وقت آواز منہ کے اندر پھیل کر نکلے یہ صفت صرف ''ش'' کی ہے اس لئے اس کو متفشی کہتے ہیں۔

⑦ استطالت:

کے معنی ہیں دراز کر کے پڑھنا اور قراء کی اصطلاح میں استطالت اس کو کہتے ہیں کہ حرف صاد کی ادائیگی میں شروع مخرج یعنی نواجذ سے لے کر ضواحک تک حافہ سمیت پورے مخرج میں آواز دراز ہو جائے یہ صفت صرف ضاد کی ہے اسلئے اس کو مستطیل کہتے ہیں۔

حرف ضاد کی ادائیگی کی تحقیق:

ضاد معجمہ ایک مستقل حرف ہے اور اس کا ایک مستقل مخرج ہے اگر اس کو صحیح طور پر ادا کیا جائے تو اس کی صوت ظاء معجم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ضاد کا تلفظ ظاء معجم سے اس قدر شدید مشابہت رکھتا ہے جس کا ادراک ماہرفن کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا کیونکہ ضاد اور ظاء اکثر صفات ذاتیہ میں مشترک ہیں مثلاً (جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق اور اصمات) فرق صرف مخرج اور صفت استطالت سے ہے جیسا کہ علامہ جزری رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّ مَخْرَجِ　　　مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ كُلُّهَا تَجِي

اگر ان دونوں حرفوں میں صوت وسمع کے اعتبار سے مشابہت تامہ نہ ہوتی تو رفع التباس کیلئے ظاء والے الفاظ کو بیان نہ کرتے۔

علماء نے ان دونوں حرفوں کی مشابہت تامہ کو متعدد طریقوں سے بیان کیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے "والفرق بينهما عسيرٌ جداً" یعنی ضاد اور ظاء میں فرق کرنا بہت مشکل ہے بعض نے اس طرح لکھا ہے "هما متشابهان في الصوت والسمع" یعنی ضاد اور ظاء آواز اور سننے میں بہت زیادہ مشابہ ہیں ضاد صرف صفت استطالت کی وجہ سے ظاء سے ممتاز ہے باقی جملہ صفات میں مشترک ہے جیسا کہ بعض نے لکھا ہے "ولولا استطالة لكانت الضادعين الظاء" یعنی ضاد میں اگر استطالت نہ ہوتی تو یہ بعینہ ظاء ہوتا۔

لیکن بعض حضرات جو فن سے واقف نہیں وہ تشابہ کا مطلب نہیں سمجھ سکے ہم نے اکثر عرب کو سنا ہے وہ ضاد کی جگہ ظاء کا استعمال کرتے ہیں۔

اور یاد رکھیں! کہ ضاد کو دال مہملہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ان دونوں میں بعد تامہ ہے

کیونکہ دونوں کے مخرج الگ الگ ہیں اور اکثر صفات ذاتیہ میں بھی جدا ہیں۔ مثلاً ضاد میں (رخاوت، استعلاء، اطباق اور استطالت) ہے جبکہ دال میں (شدت، استفال، انفتاح اور قلقلہ) ہے۔

اگر ان دونوں حرفوں میں صوت وسمع کے اعتبار سے مشابہت ہوتی تو رفع التباس کے لئے دال والے الفاظ کو بیان کرنے کی بھی ضرورت ہوتی جیسا کہ ظاء والے الفاظ کو بیان کیا جاتا ہے۔

یہ دال کی مشابہت والی غلطی عموماً مصری قراء میں پائی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے سعودی قراء میں بھی منتقل ہوئی ہے لیکن آج کل مصری، سعودی اور شامی قراء کثرت سے ضاد کو ظاء کے مشابہ پڑھ رہے ہیں اور بعض آئمہ مساجد اور قراء اس غلط تلفظ سے رجوع بھی کر چکے ہیں کیونکہ محققین قراء مصر نے ضاد کی مشابہت ظاء کو صحیح کہا ہے اور دال کی مشابہت کو غلط قرار دیا ہے مثلاً:

۱ شیخ القرء سید عامر عثمان

۲ شیخ المقری عبدالحلیم بدر عطاء اللہ وہ فرماتے ہیں ضاد بغیر رخاوت کے صحیح ادا نہ ہوگا۔

۳ شیخ عبداللہ الجوھری فرماتے ہیں کہ ضاد اور ظاء میں صرف بال کے برابر فرق ہے نیز فرماتے ہیں ضاد اور ظاء میں مشابہت شدید نہیں بلکہ اشد ہے۔

۴ شیخ علی السمنودی فرماتے ہیں کہ ضاد بمشابہ ظاء صحیح ہے اور مشابہ دال غلط ہے اور جاہلوں کا تلفظ ہے۔

۵ امام اللغۃ شیخ کمال بشر جو عرب دنیا میں لغت کے امام جانے جاتے ہیں فرماتے ہیں ضاد وہی ہے جو ظاء کے مشابہ ہے جو دال مفخمہ کے مشابہ پڑھتے ہیں انہوں نے ایک حرف زائد کا اضافہ کیا ہے جو کہ کلام عرب میں نہیں ہے۔

۶ علامہ علی المنصوری اپنے رسالہ "رد الالحاد فی النطق بالضاد" میں فرماتے ہیں جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ضاد معجمہ متواترہ کی صوت دال مفخمہ کی طرح ہے ان کا یہ دعوی باطل اور غیر مسلمہ ہے۔

اس لئے کہ علماء قراء اور نحویین، صرفیین، لغویین میں سے کسی نے بھی اس کو نہ دال مفخمہ لکھا ہے اور نہ پڑھا ہے بلکہ جو لوگ اس کا تلفظ دال مفخمہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ جہال اور اطفال ہیں۔

۷ علامہ ابو محمد مکی اپنی کتاب الرعایہ کے صفحہ (۱۸۴) میں فرماتے ہیں' **والضاد یشبه لفظها**

بلفظ الظاء

۸ مقدمہ جزریہ میں علامہ جزری نے ایک مستقل باب ضاد اور ظاء کے فرق میں باندھا ہے تاکہ طالب علم کو ظاء معجمہ ہونے کا دھوکہ نہ ہو جائے۔

۹ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں آیت ﴿وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ ضاد اور ظاء میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔

آپ کی وفات ۱۲۴۹ھ میں ہوئی گویا کہ ایک سو برس ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب کے زمانے تک یہ حرف ضاد اور ظاء کے مشابہ پڑھا جاتا رہا تھا دال مفخم کی مانند پڑھنے کا اس وقت نام ونشان بھی نہیں تھا۔

مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے سے لے کر تیرہویں صدی تک ضاد ظاء کے مشابہ پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا۔

گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں بھی ضاد مشابہ بالظاء ہی پڑھا جاتا تھا اگر ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم کے دوسرے حروف کی صحیح ادا آج تک محفوظ ہے جس طرح خیر القرون میں تھی تو حرف ضاد کی صحیح ادا کیوں محفوظ نہیں بلکہ خیر القرون یعنی صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے لے کر آج تک ضاد مشابہ ظاء ہی لکھا اور پڑھا جاتا ہے جن قابل اعتماد علماء کے ذریعے دوسرے حروف کے مخارج اور صفات ہم تک پہنچے ہیں ایسے ہی آئمہ ادا نے ضاد کے تلفظ اور تشابہ کو ہم تک پہنچایا ہے اگر یہ اختلاف عہد رسالت، عہد صحابہ اور تابعین سے ہوتا تو محدثین مفسرین آئمہ نحو وصرف اور لغت اس کو ضرور بیان کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس مبارک زمانے میں ضاد مشابہ ظاء ہی پڑھا جاتا تھا دال کے مشابہ ہرگز نہ تھا۔ بلکہ ضاد کے تلفظ کا اختلاف خیر القرون کے بعد کی پیداوار ہے۔

فصل ثالث:

تتمہ صفات لازمہ

اگر آپ کسی حرف کی صفات لازمہ معلوم کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کو ہمس کے مجموعہ میں دیکھیں اگر اس میں ہو تو یہ اس کی صفت ہوگی ورنہ اس کی ضد سے ہوگا اور وہ جہر ہے پھر اس کے بعد شدت اور توسط میں دیکھیں اگر اس میں ہو تو اس کی صفت ہوگی ورنہ رخوہ ہوگا پھر اس کے بعد استعلاء کے مجموعہ کو دیکھیں اگر پایا جائے تو مستعلیہ ورنہ مستفلہ ہوگا۔

اس کے بعد اطباق کو دیکھیں اگر اس میں ہے تو مطبقہ ہوگا ورنہ منفتحہ ہوگا پھر اذلاق کا مجموعہ دیکھیں اگر اس میں ہو تو مذلقہ ہوگا ورنہ مصمتہ ہوگا پھر اسی طرح صفات غیر متضادہ دیکھیں۔

قوت وضعف کے اعتبار سے صفات کی اقسام

قوت وضعف کے اعتبار سے صفات کی تین اقسام ہیں:

(۱) قویہ (۲) ضعیفہ (۳) متوسطہ

صفات قویہ:

یہ دس صفات ہیں:

(۱) جہر (۲) شدت (۳) استعلاء (۴) اطباق (۵) قلقلہ

(۶) صفیر

(۷) انحراف (۸) تکریر (۹) تفشی (۱۰) استطاعت

صفات ضعیفہ:

یہ پانچ ہیں:

❶ ہمس ❷ رخوت ❸ استفال

❹ انفتاح ❺ لین

صفات متوسطہ:

یہ تین ہیں:

❶ توسط ❷ اذلاق ❸ اصمات

قوت وضعف کے اعتبار سے حروف کے مراتب

قوت اور ضعف کے اعتبار سے حروف کے پانچ مراتب ہیں:

❶ اَقوی ❷ قوی ❸ متوسط ❹ ضعیف ❺ اَضعف

اَقوی حروف:

وہ حروف جن میں تمام صفات قویہ ہوں یا ایک ضعیف ہو جیسے: (ط، ظ، ض، ق)

قوی حروف:

وہ حروف جن میں صفات قویہ زیادہ ہوں اور ضعیفہ کم ہو جیسے: (ج، د، ص، غ، ء)

متوسط حروف:

وہ حروف جن میں صفات قویہ اور ضعیفہ برابر ہوں جیسے: (ب، ر، ز، ع)

ضعیف حروف:

جن میں صفات ضعیفہ زیادہ ہوں اور قویہ کم ہوں جیسے: (ا، ت، خ، ذ، ک، س، ش، ل، و، ی، ن اور م)

اضعف حروف:

وہ حروف جن میں تمام صفات ضعیفہ ہوں یا ایک قوی ہو جیسے: (ث، ح، ہ، ف)

قوت اور ضعف کے اعتبار سے جدول الحروف

مراتب	حروف	صفات قویہ	صفات ضعیفہ
حروف اقوی	ط	جہر، شدت، استعلاء، اطباق، اصمات، قلقلہ،	صفت ضعیفہ کوئی نہیں
	ظ	جہر، استعلاء، اطباق، اصمات	رخاوت
	ض	جہر، استعلاء، اطباق، اصمات، استطالت	رخاوت
	ق	جہر، شدت، استعلاء، اصمات، قلقلہ	انفتاح
حروف قوی	ج	جہر، شدت، اصمات، قلقلہ	استفال، انفتاح
	د	جہر، شدت، اصمات، قلقلہ	استفال، انفتاح
	ص	استعلاء، اطباق، اصمات، صفیر	ہمس، رخاوت
	غ	جہر، استعلاء، اصمات،	رخاوت، انفتاح
	ء	جہر، شدت، اصمات	استفال، انفتاح
حروف متوسطہ	ب	جہر، شدت، قلقلہ	استفال، انفتاح، اذلاق
	ر	جہر، انحراف، تکریر، توسط	استفال، انفتاح، اذلاق
	ز	جہر، اصمات، صفیر،	رخاوت، استفال، انفتاح
	ع	جہر، اصمات، توسط	استفال، انفتاح،

14397

حروف ضعیف	ا	جہر، اصمات	رخاوت، استفال، انفتاح
	ت	شدت، اصمات	ہمس، استفال، انفتاح
	خ	استعلاء، اصمات	ہمس، رخاوت، انفتاح
	ذ	جہر، اصمات	ہمس، استفال، انفتاح
	ک	شدت، اصمات	ہمس استفال، انفتاح
	س	اصمات، صفیر	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح
	ش	اصمات، تفشی	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح
	ل	جہر، انحراف، توسط	استفال، انفتاح، اذلاق
	و	جہر، اصمات	رخاوت، استفال، انفتاح، لین
	ی	جہر، اصمات	رخاوت، استفال، انفتاح، لین
	ن	جہر، توسط	استفال، انفتاح، اذلاق
	م	جہر، توسط	استفال، انفتاح، اذلاق
حروف اضعف	ث	اصمات،	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح
	ح	اصمات،	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح
	ہ	اصمات،	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح
	ف	کوئی نہیں	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح، اذلاق

فصل رابع:

صفاتِ ممیّزہ

صفاتِ ممیزہ سے مراد ہے کہ وہ صفات کہ جو متحد المخرج حروف کے مابین امتیاز پیدا کرتی ہیں کیونکہ جن حروف کے مخارج ایک ہی ہیں ان میں تقریباً صفات بھی ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن بعض صفات کی وجہ سے وہ لفظ دوسرے سے ممتاز ہو جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

۱	ء ھ	جہر، شدت، استفال، انفتاح، اصمات ھمس، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات	(ء) ھ سے جہر اور شدت کے سبب ممتاز ہے باقی صفات مشترک ہیں
۲	ع ح	جہر، توسط، استفال، انفتاح، اصمات ھمس، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات	(ع) ح سے جہر اور توسط کی وجہ سے ممتاز ہے باقی صفات میں دونوں متحد ہیں
۳	غ خ	جہر، رخاوت، استعلاء انفتاح، اصمات قلقلہ ھمس، رخاوت، استعلاء، انفتاح، اصمات	(غ) خ سے صفت جہر کی وجہ سے ممتاز ہے باقی صفات میں دونوں مشترک ہیں
۴	ج ش ی	جہر، شدت، استفال، انفتاح، اصمات ھمس، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات، تفشی۔ جہر، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات، لین	(ج) ش ی سے شدت اور قلقلہ کی وجہ سے ممتاز ہے اور (ش)، ج اور ی سے ھمس اور تفشی کے سبب ممتاز ہے جبکہ (ی) ش سے لین اور جہر کی وجہ سے اور ج سے لین اور رخاوت کے سبب ممتاز ہے باقی صفات میں متحد ہیں

نمبر	حرف	صفات	امتیاز
۵	ط د	جہر، شدت، استعلاء، اطباق، اصمات قلقلہ جہر، شدت استفال، انفتاح، اصمات، قلقلہ	(ط)، د سے استعلاء اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے جب کہ ت سے جہر، اطباق، استعلاء اور قلقلہ کی وجہ سے ممتاز ہے (د)، ط سے استفال اور انفتاح کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ ت سے قلقلہ اور ہمس
	ت	ہمس، شدت، استفال، انفتاح، اصمات	کے سبب ممتاز ہے۔ (ت)، د سے ہمس اور قلقلہ کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ ط سے ہمس استفال اور انفتاح کی وجہ سے ممتاز ہے
۶	ظ ذ ث	جہر، رخاوت، استعلاء، اطباق، اصمات جہر، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات	(ظ)، ذ سے استعلاء اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ ث سے جہر، استعلاء اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے۔ (ذ)، ظ سے استفال اور انفتاح کی وجہ سے ممتاز ہے اور ث جہر کی وجہ سے ممتاز ہے۔ (ث)، ظ سے ہمس، استعلاء، اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے لیکن ذ سے ہمس کی وجہ سے ممتاز ہے

نمبر	حروف	صفات	امتیاز
۷	ص	ہمس، رخاوت، استعلاء اطباق، اصمات،صفیر	(ص)،ز سے ہمس استعلاء اوراطباق کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ س سے صرف استعلاء اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے
	ز	جہر،رخاوت، استفال، انفتاح، اصمات ،صفیر	(ز)، ص سے جہراستفال زاءانفتاح کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ س سے صرف جہر کی وجہ سے ممتاز ہے۔
	س	ہمس، رخاوت، استفال، انفتاح ،اصمات،صفیر	س، ص سے استعلاء اور اطباق کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ ز سے صرف ہمس کی وجہ سے ممتاز ہے
۸	و	جہر، رخاوت، استفال، انفتاح ، اصمات، لین	(و)، ب سے رخاوت، انفتاح اورلین کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ م سے لین رخاوت اورانفتاح کی وجہ سے ممتاز ہے
	ب	جہر، شدت، استفال، انفتاح،اذلاق، قلقلہ	(ب) ،و سے شدت اذلاق اورقلقلہ کے سبب ممتاز ہے اورم سے شدت اورقلقلہ کی وجہ سے ممتاز ہے
	م	جہر،توسط،استفال،انفتاح،اذلاق،غنہ	(م) و سے توسط اذلاق اورغنہ کی وجہ سے ممتاز ہے جبکہ باء سے توسط اورغنہ کی وجہ سے ممتاز ہے
۹	ض	جہر،رخاوت،استعلاء،اطباق	اصمات،اسطالص
	ظاء	جہر،رخاوت،استعلاء	اطباق،اصمات (ض)،ظ سے صرف صفت استطالت کی وجہ سے ممتاز ہے

باب سابع

حروف اور حرکات کی اداء کا بیان

فصل اول:......حرکت، سکون اور تشدید کی ادائیگی

فصل ثانی:......بعض حروف کی ادائیگی

فصل ثالث:......انتیس ۲۹ حروف کی علیحدہ علیحدہ ادائیگی

فصل اول:

حرکت سکون اور تشدید کی ادائیگی

اکثر قراء حضرات کو دیکھا ہے کہ حرکات کی ادائیگی بہت غلط طریقے سے کرتے ہیں اور اس غلط پڑھنے کو مستقل لہجہ سمجھتے ہیں۔

حرکات:

مثلاً فتحہ کا مخرج انفتاح فم اور صوت ہے یعنی منہ اور آواز کا اوپر کی جانب کھلنا لیکن اگر فتحہ میں منہ اور صوت نیچے کی طرف جھکا کر پڑھا جائے تو فتحہ کسرہ کی طرف مائل ہوگا جو ٹھیک نہیں ہے یعنی بَا کی بجائے بَےٗ ہو جائے گا اسی طرح کھڑی زبر یعنی مٰلِکِ میں آواز اور منہ بالکل صاف اوپر کی جانب نہ کھلا بلکہ نیچے کی طرف مائل ہو گیا تو مٰلِکِ کی بجائے مَیٗ لِکِ بن جائے گا جو کہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے اور اِیَّاکَ اِیَّیٗ کَ بن جائے گا جو کہ امالہ کے مشابہ ہے اسی طرح کسرہ میں انخفاض فم اور صوت ہے یعنی منہ اور آواز کو نیچے کی طرف مائل ہونا اگر کسرہ میں آواز اوپر کی طرف کھل گئی تو کسرہ میں فتحہ پیدا ہو جائے گا جیسے لِلّٰہ میں ہِ کی بجائے ھَیٗ ہو جائے گا اور ایسے اَلرَّحِیۡمُ میں اَلرَّحَیۡمُ ہو جائے گا بلکہ کسرہ میں آواز اور ہونٹ دونوں صفائی سے نیچے کی طرف کھلیں۔ ایسے ہی ضمہ میں انضمام شفتین کامل ہو۔

یعنی آواز اور ہونٹ دونوں سامنے کی طرف کھلیں اور ہونٹ اچھی طرح گول ہونے چاہئیں اگر ہونٹ اچھی طرح گول نہ کئے تو ضمہ کبھی فتحہ کے اور کبھی کسرہ کے مشابہ ہو جائے گا بلکہ تینوں حرکات کو خوب صفائی سے ادا کرنا چاہئے۔

ساکن:

ساکن حرف کو مکمل اطمینان جماؤ اور عمدگی کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور یہ بھی خیال رہے کہ اس پر زیادہ دباؤ نہ پڑے جس سے وہ مشدّد اور مقلقل سنائی دے جیسے: اَنۡعَمۡتَ .

مشدّد:

مشدّد دو حروف کے قائم مقام ہوتا ہے اس کو سختی اور جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ مشدّد مخفف ہو جائے اور تلاوت کا صحیح انداز خراب ہو جائے۔

اسی طرح پیش کے بعد واؤ مشدّد جیسے عَدُوٌّ اور زیر کے بعد یاء مشدّد جیسے اِیَّاکَ اور نَبِیٌّ واؤ اور یاء کی تشدید کو سختی کے ساتھ بغیر کھینچے کامل طور پر ادا کرنا چاہئے اگر نرمی اور سستی سے پڑھا تو مشدّد مخفف اور مد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جو کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے خاص کر وقف میں زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

فصل ثانی:

بعض حروف کی ادائیگی

محقق فن علامہ جزریؒ نے حروف کی صحیح ادائیگی کے بارے میں ایک مستقل باب نظم فرمایا اور بہت تاکید فرمائی ہے علامہؒ فرماتے ہیں کہ حروف مستفلہ کو خوب اچھی طرح صفائی کے ساتھ باریک پڑھو کیونکہ اکثر قراء کو دیکھا ہے کہ تفخیم کی طرف بہت توجہ کرتے ہیں لیکن ترقیق کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ اس وجہ سے علامہ جزریؒ نے اس غلطی کو محسوس کیا اور خصوصی توجہ دلائی کہ باریک حرفوں کو خصوصیت کے ساتھ باریک پڑھو اور چند کلمے بطور مثال لائے ہیں جیسے: اَلْحَمْدُ ، أَعُوْذُ ، اِهْدِنَا میں همزہ اور عین کو کامل احتیاط سے ادا نہ کرنا اگر صفت استفال کو کامل طور پر ادا نہ کیا تو تفخیم پیدا ہو جائے گی جو مشاق مجود کیلئے معیوب ہے اور پھر اس غلطی کا طلباء پر بھی اثر ہوگا جیسا کہ تجربہ میں آیا ہے ایسے ہی مرقق اور مفخم حروف اکٹھے آ جائیں تو ان کی ترقیق اور تفخیم کو خوب احتیاط کے ساتھ ادا کرنا چاہئے جیسے: وَلْيَتَلَطَّفْ ، عَلَى اللهِ ، وَلَاالضَّآلِّيْنَ، مَخْمَصَةٍ ، فَرَضَ، بَرْقٌ اور بَاطِلٌ وغیرہ۔

اور ایسے ہی جب حروف حلقی اکٹھے آ جائیں تو ان کو بھی خوب صفائی سے مخرج اور صفات کا خیال رکھتے ہوئے ادا کریں جیسے: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ، نُوْحُ اهْبِطْ، وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اسی طرح جب متشابہ الصوت حروف اکٹھے آ جائیں تو ان کو بھی خوب دھیان سے ادا کرنا چاہئے جیسے: اَنْقَضَ ظَهْرَكَ، يَعَضُّ الظَّالِمُ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ، عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ، اَلَيْسَ الصُّبْحُ، تَطَّلِعُ وغیرہ پر بھی علامہ جزریؒ نے مستقل باب باندھا ہے ایسے ہی لفظ أَوَعَظْتَ اور أَفَضْتُمْ پر بھی تنبیہ فرمائی ہے تاکہ ضاد اور ظاء کو ظاء اور تاء سے ممتاز ادا کیا جائے۔

ایسے جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ وغیرہ میں هاء کو جو کہ اضعف الحروف میں شمار کی جاتی ہے کامل احتیاط سے پڑھنے کے متعلق فرمایا ہے ایسے ہی ہم شکل، ہم مخرج اور قریب المخرج حروف بڑی

عمدگی سے ادا کیا جائے ایسا نہ ہو کہ ان کی تفخیم اور ترقیق میں کمی آ جائے جیسے: صَلْصَالٍ مَخْمَصَةٍ، أَحَطْتُ، أَعْيُنِنَا، بِشِرْكِكُمْ، إِذْ تَقُولُ، قَدْ جَاءَ، إِذْ زَيَّنَ، فَسَبِّحْهُ، لَاتُزِغْ قُلُوبَنَا وغیرہ۔

ایسے ہی مشدد حرف کو بڑی مضبوطی اور جماؤ سے ادا کرنا چاہیے جیسے: يَدَّعُونَ، يَدُعُّ الْيَتِيمَ، دَعًّا، مُطَّهَّرِينَ، يَحْيَىٰ، لَفِتْنَةٌ، ذُرِّيَّتَهُ، عَدُوٌّ لِّي وغیرہ۔

فصل ثالث:

انتیس (۲۹) حروف کی علیحدہ علیحدہ ادائیگی

حرف الف:

الف ساکن اور ماقبل مفتوح ہوتا ہے تفخیم اور ترقیق میں ماقبل کے تابع ہوتا ہے جیسے: قَالَ، خَافَ، جَاءَ، شَاءَ.

حرف باء:

جب باء متحرکہ کے بعد پھر باء آ جائے تو دونوں کو ترقیق کے ساتھ الگ الگ پڑھنا چاہئے۔ مثلاً: سَبَبًا، حَبَّبَ ایسے ہی اگر باء کے بعد حروف مستعلیہ میں سے کوئی آ جائے تو باء کو خوب ترقیق کر ساتھ ادا کرنا چاہیے جیسے بَصِیْر بَصْطَةَ ایسے ہی اگر باء کے بعد حرف ضعف آ جائے تو صفت شدت اور جہر کو خوب احتیاط سے پڑھنا چاہیے۔

حرف تاء:

حرف تاء جب مکرر ایک کلمہ یا دو کلموں یا ایک جگہ تین دفعہ آ جائے تو ہر ایک کو ترقیق کے ساتھ ادا کرنا لازم ہوگا جیسے:

تَتَوَفّٰی، اَلرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَهْ

ایسے ہی اگر تاء کے بعد حرف مستعلیہ ہو تو تاء کی ترقیق اور حرف مستعلیہ کی تفخیم کو واضح ادا کرنا ہوگا مثلاً: اَفَتَطْمَعُوْنَ، وَلَا تَطْرُدُ، وَلَا تَطْغَوْا کیونکہ تاء باریک حرف ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جب تاء سے پہلے حرف مطبقہ آ جائے تو اس وقت تاء، طاء سے بدل جائیگی۔ جیسے اِصْطَفٰی اور اِضْطَرَّ جو کہ اصل میں اِصْتَفٰی اور اِضْتَرَّ تھے اور اگر تاء سے پہلے طاء ساکنہ آ جائے تو ادغام کرتے ہوئے طاء کو صفت اطباق کے ساتھ خوب موٹا ادا کرتے ہوئے تاء کو باریک پڑھا جائے گا۔

جیسے: اَحَطْتُّ، بَسَطْتُّ، ماہر مجوداس کے لیے استفادہ ضروری ہے۔

حرف ثاء:

جب ایک جگہ پر ایک یا دو یا تین دفعہ واقع ہوتو اس کو خوب مرقق صفائی سے ادا کریں کیونکہ یہ ضعیف حرف ہے جیسے ثَالِثُ ثَلٰثَةَ ایسے ہی ثا ساکنہ جب حرفِ مستعلیہ کے ماقبل ہوتو پوری احتیاط سے پڑھا جائے۔ کیونکہ بعد میں قوی حرف موجود ہے۔

جیسے: اَثْخَنْتُمُوْهُمْ، اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ

حرف جیم:

اس حرف میں اکثر حضرات غلطی کرتے ہیں جب اس کے بعد زاء یا حرف سین آجائے تو جیم کا زاء اور سین میں ادغام کر دیتے ہیں جو بالکل غلط اور بے اصل ہے جیسے: تُجْزٰى، رِجْزًا، رِجْسًا، حالانکہ جیم ساکنہ میں ترقیق کے ساتھ جہر، شدت اور قلقلہ ادا کرنا ضروری ہے۔

حرف حاء:

حرف مستفلہ حاء کے بعد جب الف ہوتو ترقیق کا خیال رکھنا ضروری ہے ایسے حاء ساکنہ کے بعد جب عین آجائے تو ادغام سے بچانے کیلئے اظہار واجب ہے۔

جیسے: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

ایسے ہی حاء کے بعد دوسری حاء آجائے تو دونوں کو الگ الگ پڑھنا لازم ہے۔

مثلاً: اَبْرَحُ حَتّٰى

حرف الخاء:

اگر خاء کے بعد الف واقع ہو تو اس کو تفخیم سے پڑھنا لازم ہے کیونکہ یہ حروف مستعلیہ میں سے ہے جیسے خَافَ بعض قراء الف کی تفخیم کا خیال نہیں کرتے جو صحیح نہیں ہے۔

حرف دال:

یہ حرف مستفلہ ہے اس کو مرقق ادا کرنا چاہیئے اور اگر دال ساکنہ ہوتو اس میں قلقلہ کرنا بھی ضروری ہے۔

جیسے : لَقَدْ كَانَ ، قَدْ نَرىٰ ایسے ہی اگر دال مکرر ہو تو بھی قلقلہ ہو گا جیسے : وَمَنْ يَّرْتَدِدْ، اُشْدُدْ

حرف ذال:

حرف مستفلہ ہے اگر ذال کے بعد الف واقع ہو تو مرقق ہو گی ایسے ہی ذال ساکنہ کے بعد ظاء آجائے تو ادغام ہو گا پورے قرآن کریم میں یہی دو مثالیں ہیں۔

اِذْ ظَّلَمْتُمْ، اِذْ ظَّلَمُوْا

حرف راء:

حرف راء میں صفت تکریر ہے اس کو بہت احتیاط سے پڑھنا چاہئے امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ جب راء کو ادا کیا جاتا ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے.........

جیسے دو راء ادا ہو رہی ہوں اس لئے راء مشدّدہ کو خوب حفاظت اور مضبوطی سے پڑھنا چاہئے ورنہ راء میں تکرار ہو جائے گا مثلاً: خَرَّ مُوْسٰى، اَلرَّحْمٰنُ، مُحَرَّرًا

حرف زاء:

حرف زاء مستفلہ ہے اس لئے باریک ہو گا اور صفت صفیر کی وجہ سے اس کے تلفظ میں درازی اور سیٹی ہو گی اور جب ساکن ہو تو خوب واضح اور جماؤ سے ادا ہو گی، تا کہ بعد والا حرف صحیح ادا ہو سکے۔

مثلاً: تَزْدَرِىْ، مُزْجَاةٍ

اگر زاء مکرر واقع ہو تو زیادہ وضاحت اور مضبوطی سے ادا کریں گے۔

جیسے: فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ،

حرف سین:

حرف سین مستفلہ ہے باریک ہو گا اگر اس میں صفت ہمس نہ ہوتی تو زاء بن جاتا اور اگر صفت جہر زاء میں نہ ہوتی تو سین بن جاتا اگر سین میں استفال اور انفتاح نہ ہوتی تو یہ صاد ہو جاتا اگر صاد میں استعلا اور اطباق نہ ہوتی تو یہ سین پڑھا جاتا۔

جیسے: يُسْحَبُوْنَ،وقَسَمْنَا، وَقَصَصْنَا

حرف شین:

حرف شین مستفلہ ہے اس لئے باریک ہوگا اور اگر حرف شین مشدّد ہو تو صفت تفشی کو درازی اور جماؤ سے ادا کیا جائے گا جیسے: فَبَشَّرْنَاهُ اگر ساکن ہوتو ادائیگی میں مزید ٹھہراؤ پیدا ہو گا۔

جیسے: يُشْرِكُوْنَ ،اَلْاَشْقٰى شین کو تفخیم سے بچنا بھی ضروری ہے اَلشَّيْطَانِ

حرف الصاد:

حرف صاد مستعلیہ اور مطبقہ ہے اس لئے موٹا پڑھا جائے گا اور اگر صاد ساکن کے بعد دال ،طاء یا تاء ہو تو صفت استعلا اور اطباق کو کامل طور پر ادا کرنا چاہئے ورنہ یہ زاء اور سین کے مشابہ ہو جائے گا۔

جیسے: أَصْدَقُ، يُصْدِرُ، أُصْطَفِي ،يَصْطَفي

حرف الضاد:

یہ حرف مستعلیہ مطبقہ ہے اس لئے خوب موٹا پڑھا جائے گا حرف ضاد کی ادائیگی میں افراط و تفریط بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اس میں صفت رخاوۃ اور استطالہ کو پوری توجہ کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔

حرف الطاء:

حرف طاء مستعلیہ مطبقہ ہے اس لئے موٹا پڑھا جائے گا جب طاء مکرر آ جائے تو دونوں کی صفت استعلا اطباق کو نہایت قوی طور پر ادا کیا جائے۔ جیسے :شَطَطَا اور اگر طاء ساکن ہو تو صفت اطباق اور قلقلہ کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا لازمی ہے اور یہ حروف اقوی میں سے ہے اور ایسے ہی طاء مشدّد کو بھی خوب واضح اور موٹا پڑھا جائیگا۔ جیسے :قَالُوْا اطَّيَّرْنَا

حرف الظاء:

حرف ظاء بھی مستعلیہ اور مطبقہ ہے اس لئے خوب موٹا ادا ہوگا لیکن ظاء، ضاد سے صفت

استطالت اور مخرج کی بنا پر ممتاز ہوگی اور اگر ظاء ساکن ہو اور بعد میں تاء ہو تو نہایت احتیاط سے ظاء کو تاء سے ممتاز کرنا ہوگا ورنہ ظاء کا تاء میں ادغام ہو جائے گا جو بالکل غلط ہے جیسے: أَوَعَظْتَ

حرف عین:

حرف عین مستفلہ ہے اس کو خوب مرقق ادا کیا جائے گا بعض قراء عین کو تکلف اور بہت سختی سے پڑھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے اور جب عین کے بعد حرف مہموسہ پایا جائے تو صفت جہر اور شدت کا اظہار کرنا زیادہ مناسب ہے۔ جیسے المعتدین اور اگر عین کے بعد الف واقع ہو تو تفخیم اور تشدید سے پرہیز کیا جائے بلکہ نہایت لطافت سے ترقیق ادا کی جائے۔

جیسے: اَلْعَالَمِينَ، وَالْعٰدِيٰتِ،

اور ایسے ہی حرف عین جب مکرر ہو تو ہر ایک کو کامل توجہ سے صحیح ادا کرنا چاہئے۔ جیسے: طُبِعَ عَلٰى

حرف غین:

حرف غین مستعلیہ ہے اس لئے موٹا ہو جائے گا اور اگر غین کے بعد حرف حلقی یا غیر حلقی آ جائے تو غین کو واضح ادا کرنا ہوگا کیونکہ قرب مخرج کی وجہ سے ادغام ہونے کا اندیشہ ہے۔

جیسے: اَ فْرِغْ عَلَيْنَا، اَبْلِغْهُ، لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا اسی طرح غین ساکن کے بعد جب شین، تاء، لام، نون اور طاء وغیرہ حروف ہوں تو غین کے سکون کو خوب جماؤ اور مکمل احتیاط سے پڑھنا چاہئے ورنہ خاء کے مشابہ ہو جائے گا۔

جیسے: يَغْشٰى، فَرَغْتَ، اَغْلٰلًا، اَغْطَشَ، أَغْنٰى وغیرہ

حرف فاء:

حرف فاء مستفلہ ہے اس لئے باریک ہوگا اور حرف ضعیف ہے اس کو خوب توجہ سے ادا کیا جائیگا۔ اور اگر فاء کے بعد میم یا واؤ آئے تو فاء کو خوب جماؤ سے پڑھا جائے گا اسی طرح اگر حرف فا مکرر ہو تو زیادہ جماؤ ہوگا۔

جیسے: وَلْيَسْتَعْفِفْ، تَعْرِفُ فِيْ

حرف قاف:

حرف قاف مستعلیہ ہے موٹا ادا ہوگا اور اگر قاف ساکن ہے تو قلقلہ واضح ہوگا مثلا: اقْسِمُوْا/المائدہ، لَا تَقْنَطُوْا (الزمر) فَاقْضِ (طہ) ورنہ کاف پڑھا جائے گا جیسے: اَكْسِمُوْا ،لَا تَكْنَطُوْا، فَاكْضِ اور اگر قاف سے پہلے یا بعد کاف آ جائے تو ہر ایک کو خوب واضح کر کے ادا کرنا ہوگا۔

جیسے: خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (الانعام) خَلَقَكُمْ (البقرہ)

حرف کاف:

مہموسہ، شدیدہ، منفتحہ مستفلہ، مصمتہ، استفال کی وجہ سے باریک ہوگا اگر کاف کے بعد حرف مستعلیہ واقع ہو تو کاف کو تفخیم سے بچانا واجب ہوگا جیسے: كَالطَّوْدِ (الشعراء)

جیسے كَطَيِّ السِّجِلِّ ،[الانبیاء] ایسے ہی اگر حرف کاف مکرر آ جائے تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پڑھنا اور ادغام سے بچانا ضروری ہے۔ جیسے: ﴿مَنَاسِكَكُمْ، اِنَّكَ كُنْتَ﴾

حرف لام:

لام مجہورہ، متوسطہ، منفتحہ، مستفلہ، مذلقہ استفال کی وجہ سے باریک پڑھا جائے گا اگر لام ساکنہ متصل ماضی یا فعل امر سے پہلے واقع ہو تو لام کے سکون کو خوب جما کر اور اظہار کر کے پڑھنا چاہیے۔ مثلا قُلْنَا ،جَعَلْنَا (البقرہ) قُلْ أَعُوْذُ، قُلْ تَعَالَوْا، (الانعام) قُلْ نَعَمْ (الصافات)

حرف میم:

میم حرف استفال میں سے ہے اس کو خوب مرقق پڑھنا چاہیے۔ ایسے ہی اگر میم مفخم حرف کے بعد آئے تو خوب احتیاط سے تفخیم اور ترقیق میں فرق کرنا چاہیے جیسے: مَخْمَصَةٍ ، مِنْ مَّرَضٍ اس میں صفت جہر انفتاح، استفال اور توسط ہے جب میم ساکن ہو اور اس کے بعد فاء اور واؤ ہو تو اس کو غنہ سے بچانا چاہیے جیسے: يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ ،هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ

بعض حضرات اس میں غنہ کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے جب کئی میم جمع ہو جائیں تو ہر ایک کو خوب احتیاط سے ادا کرنا چاہیے مثلا: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ، وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ ایسے ہی

جب میم مکرر ہوتو واجب ہے کہ اس کے اظہار ادغام مخارج صفات کوخوب واضح طور پر ادا کیا جائے۔

حرف نون:

نون حروف استفال میں سے ہے اس کومرقق ادا کرنا چاہئے اگر نون کے بعد الف ہوتو ترقیق ضروری ہے تفخیم سے بچانا چاہئے بعض لوگ تفخیم سے پڑھتے ہیں جو غلط ہے جیسے: النَّاسُ ، اَلْخَنَّاسْ.

جب نون مکرر آ جائے اور پہلا مشدد ہوتو خوب احتیاط سے تشدید کوادا کرنا چاہئے جیسے: وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ اور ایسے ہی جب نون مکرر متحرک ہوتو اخفاء اور ادغام سے بچاتے ہوئے خوب واضح طور پرادا کرنا چاہئے جیسے: نَحْنُ نُسَبِّحُ ،نَحْنُ نَقُصُّ، نَحْنُ نُحْيِي .

لفظ لَا تَأْمَنَّا میں فقط ادغام اور اظہار جائز نہیں بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام اور اظہار کے ساتھ روم ضروری ہے۔

حرف ھاء:

ھاء حروف استفال میں سے ہے اس کوخوب احتیاط سے ادا کرنا چاہئے اگر ھاء میں شدت اور رخوت کا لحاظ نہ کیا جائے تو شدت کی وجہ سے ہمزہ بن جائے گی جوغلط ہے کیونکہ ہمزہ اور ھاء کا مخرج ایک ہے اس لئے ہمزہ میں شدت اور جہر کی رعایت ضروری ہے ورنہ ہمزہ ھاء کے مشابہ ہو جائے گا جو صحیح نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ھاء اضعف الحروف میں سے ہے اس کی ادا میں بہت توجہ کی ضرورت ہے جیسے: عَلَيْهِمْ، جِبَاهُهُمْ بعض دفعہ احتیاط نہ کرنے سے حرف ہی ختم ہو جاتا ہے جب ھاء مشدد مدغم ہو اور اس سے ماقبل حرف مجہور ہوتو واضح طور پرادا کرنا چاہئے جیسے: يُوَجِّهْهُ، مَالِيَهْ هَلَكَ

جب ھاء ساکن ہو بعد میں حرف متحرک ہوتو ضعف کی وجہ سے واضح پڑھنا چاہئے جیسے: عَهْداً ،اِهْتَدَى، كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ جب ھاء دوالفوں کے درمیان واقع ہوتو خوب ظاہر کر کے ادا کرو کیونکہ ضعیف حرف ہونے کی وجہ سے ختم نہ ہو جائے جیسے: طَحَاهَا ،ضُحٰهَا

حرف واؤ:

واؤ حروف استفال میں سے ہے اس کو خوب مرقق ادا کرنا چاہئے بعض قراء کو دیکھا ہے واؤ کو مفخم ادا کرتے ہیں جو غلط ہے یعنی واؤ کے ضمہ فتحہ کسرہ کو خوب احتیاط اور انضمام شفتین سے ادا کرنا ہوگا جیسے: مِنْ تَفَاوُتٍ، وِجْهَةٌ، وَاللّٰهِ، مِنْ وُّجْدِكُمْ، وھو

اگر واؤ مشدّد ہو تو پوری قوت سے ادا کرنا ہوگی جیسے: عَدُوًّا، اُفَوِّضُ خصوصاً وقف میں زیادہ احتیاط چاہئے ورنہ مشدد مخفف بن جائے گا جیسے: لَوٌّ، عَدُوٌّ

اگر واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہو اس کے بعد دوسری واؤ آجائے تو ادغام واجب ہوگا اور تشدید کو ظاہر کر کے پڑھنا ہوگا جیسے: ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوا تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ

حرف ہمزہ:

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض قراء ہمزہ کی ادائیگی میں بہت غلو کرتے ہیں جو بالکل مکروہ ہے، حضرت اعمش سے روایت ہے کہ وہ ہمزہ میں سختی کے ساتھ جھٹکے کو ناپسند فرماتے تھے۔

اور بعض قراء کو سنا ہے کہ جب حرف ساکن کے بعد ہمزہ ہو یا ابتداء میں ہمزہ ہو تو سخت چیخ دار آواز سے پڑھتے ہیں جو بالکل غلط ہے اس غلط پڑھنے کو ایک مستقل لہجہ سمجھتے ہیں۔

حالانکہ اھل علم قراء ہمزہ کو نہایت لطافت اور روانی سے ادا کرتے ہیں اور ایسے ہی پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قراء کو چاہئے کہ ھمزہ مضمومہ اور مکسورۃ کو خوب واضح اور احتیاط سے ادا کریں۔

مثلاً: اُنَبِّئُكُمْ، بَارِئِكُمْ مُتَّكِئُوْنَ

اور ایسے ہی اگر ہمزہ پر وقف ہو رہا ہو تو اس کے سکون کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہئے مثلاً: اَلْخَبْءَ اَلسَّمَآءُ شَيْءٍ اور ھمزہ کی ادائیگی نرم نہیں ہونی چاہیے ورنہ تسہیل پیدا ہو جائے گی۔

حرف یاء:

حرف یاء حروف استفال میں سے ہے اس کو خوب باریک ادا کرنا ہوگا اگر یا متحرک مکرر یا منفرد ہو تو اس کو پوری حفاظت سے ادا کرنا چاہیے۔ جیسے یُحْیِیْ مَعَایِشَ لَاشِیَةَ، ایسے ہی جب مشدد مکرر ہو تو خوب واضح ادا کرنا ہوگا۔ جیسے وَلِیِّ یِّ اللہِ، وَاِذَا حُیِّیْتُمْ

جب یاء ساکن کے بعد دوسری یاء آ جائے تو خوب اہتمام سے پڑھنا چاہئے اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ ایسے ہی یا مشدد ہو تو کامل احتیاط سے تشدید ادا کریں ورنہ مخفف ہو جائے گی جیسے اِیَّاکَ، نَبِیٌّ، ذُرِّیَّۃٌ۔

باب ثامن

صفات عارضہ

فصل اوّل:..........مبادیات صفات عارضہ

فصل ثانی:..........تفخیم و ترقیق

فصل اوّل:

مبادیات صفات عارضہ

تعریف:

صفات عارضہ سے مراد وہ حالت ہے جو حرف میں کبھی ہو اور کبھی نہ ہو اگر وہ حرف میں نہ پائی جائیں تو حرف تو وہی رہے لیکن حرف کا حسن و جمال ختم ہو جائے جیسے تفخیم و ترقیق۔

ایسی صفات کو عارضہ، محسنہ، محلیہ اور مزینہ کہتے ہیں۔

عارضہ:

اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کسی عارضی سبب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

محسنہ:

حرف کو خوبصورت بنانے والی۔

محلیہ:

حلی زیور کو کہتے ہیں جس سے خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے چونکہ یہ صفات حرف کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں اس لئے ان کو محلیہ کہتے ہیں۔

مزینہ:

زینت بخشنے والی ان کے سبب سے حرف مزین ہو جاتا ہے اس لئے ان کو مزینہ کہتے ہیں۔

صفات لازمہ اور صفات عارضہ میں فرق:

1. صفات لازمہ حرف میں ہمیشہ پائی جاتی ہیں جبکہ صفات عارضہ کبھی پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں۔
2. اگر صفات لازمہ ادا نہ ہوں تو حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے لیکن صفات عارضہ

اگر ادا نہ ہوں تو حرف تو وہی رہتا ہے لیکن حسن و جمال ختم ہو جاتا ہے۔

3 صفات لازمہ بغیر سبب کے پائی جاتی ہیں جبکہ صفات عارضہ کسی سبب کی وجہ سے پائی جاتی ہیں۔

4 صفات لازمہ تمام حروف میں پائی جاتی ہیں مگر صفات عارضہ بعض حروف میں ہوتی ہیں۔

صفات عارضہ کی مشہور اقسام یہ ہیں:

تفخیم ،ترقیق، ادغام، اقلاب، اظہار، اخفاء، ھائے ضمیر، تسہیل، حذف، ابدال، مد فرعی، اجتماع ساکنین ،سکتہ،غنہ زمانی، وقف

فصل ثانی

تفخیم و ترقیق

حروف کی دو قسمیں ہیں حروف استعلاء، حروف استفال

حروف استعلاء:

حروف استعلاء سب کے سب ہر حال میں موٹے پڑھے جاتے ہیں یہ سات حروف ہیں جو اس قول میں جمع ہیں: (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ).

حروف استفال:

حروف استفال تمام باریک پڑھے جاتے ہیں مستعلیہ کے علاوہ باقی تمام حروف مستفلہ ہیں مگر لؔ اور رؔ بعض حالتوں میں پُر پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح الف مدہ بھی کیونکہ الف ماقبل کے تابع ہوتا ہے موٹے حروف کے بعد موٹا اور باریک حروف کے بعد باریک پڑھا جاتا ہے۔

لام کی تفخیم و ترقیق

لام کو بھی دو طرح سے پڑھا جاتا ہے:

(۱) تفخیم یا تغلیظ (۲) ترقیق

تفخیم یا تغلیظ:

اگر اسم جلالہ سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہو تو اس صورت میں اسم جلالہ کو پُر پڑھیں گے برابر ہے کہ فتحہ یا ضمہ اصلی ہوں یا عارضی متصل ہوں یا منفصل۔

اصلی متصل کی مثال: فَاللّٰہُ، تَاللّٰہِ

عارضی متصل کی مثال: اَللّٰہُ

اصلی منفصل کی مثال: عَلِمَ اللّٰہُ، فَضْلُ اللّٰہِ

عارضی منفصل کی مثال: الٓمّٓ اللّٰہُ، لَاتَعْلَمُوْنَھُمُ اللّٰہُ

فائدہ:

یہی حکم لفظ اَللّٰھُمَّ کا ہے۔

مذکورہ صورتوں کے علاوہ باقی تمام مقامات پر لام باریک ہی ہوگا برابر ہے کہ اسم جلالہ کا لام ہو یا اس کے علاوہ کوئی (مفتوح مکسور مضموم) لام ہو جیسے: صِرَاطِ اللّٰهِ، بِاللّٰهِ، مَاوٰلّٰهُمْ، كُلُّهٗ وغیرہ

فائدہ اولیٰ:

اسم جلالہ کی **تفخیم** پر قراء اور فقہاء دونوں کا اتفاق ہے لہذا قرآن اور غیر قرآن دونوں صورتوں میں پُر پڑھا جائے گا۔

فائدہ ثانیہ:

اگر اسم جلالہ سے پہلے رائے ممالہ آجائے جو کہ سوسی کی قراءت میں ہے اس میں دو وجوہ ہیں: جیسے: نَرَی اللّٰهَ

(۱) **تفخیم** (۲) **ترقیق**.

علامہ دانی نے ترقیق کو اولیٰ کہا ہے جبکہ امام شاطبی کے ہاں تفخیم اولیٰ ہے۔

﴿راء کی تفخیم و ترقیق﴾

راء کے تین احکام ہیں:

(۱) **تفخیم** (۲) **ترقیق** (۳) **مختلف فیه**

تفخیم:

تفخیم کا معنی ہے موٹا پڑھنا، پُر پڑھنا اس کی بارہ حالتیں ہیں۔

پہلی حالت:

راء پر فتحہ ہو جیسے: رَبَّنَا، غَفُوْرًا

دوسری حالت:

راء پر ضمہ ہو جیسے: رُزِقْنَا، أمرُنا

تیسری حالت:

راء مشدّد پر فتحہ ہو جیسے: سِرًّا ، اَلرَّحْمٰنُ

چوتھی حالت:

راء مشدّد پر ضمہ ہو جیسے: مَفَرٌّ، مَرُّوْا

پانچویں حالت:

راء ساکن ماقبل فتحہ ہو جیسے: قَرْضًا، نَظَرْ، أَمَرْنَا

چھٹی حالت:

راء ساکن ماقبل ضمہ ہو جیسے: قُرْبیٰ ، اُنْصُرْنِیْ

ساتویں حالت:

راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل فتحہ ہو جیسے: وَالْفَجْرْ، وَالْوَتْرْ

آٹھویں حالت:

راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل ضمہ ہو جیسے: صُفُرْ، خُسْرْ یہ دونوں حالتیں وقف کی صورت میں پائی جاتی ہیں۔

نویں حالت:

راء ساکن ماقبل کسرہ عارضی ہو جیسے: اِرْجِعِیْ، اِرْتَضٰی

دسویں حالت:

راء ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو چاہے اصلی ہو یا عارضی جیسے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ، اِنِ ارْتَبْتُمْ

گیارہویں حالت:

راء ساکن ماقبل کسرہ اور مابعد حروف مستعلیہ متصل ہو جیسے: مِرْصَادٌ ،قِرْطَاسٌ

فائدہ:

مذکورہ قاعدہ کے مطابق کل فرقٍ کی راء کو بھی پُر پڑھنا چاہیے لیکن اس کو قراء نے دو طرح پڑھا ہے موٹا بھی اور باریک بھی جسے خلف کہتے ہیں'' وجہ اس کی یہ ہے کہ جو پُر پڑھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مابعد حرف مستعلیہ ہے اور باریک پڑھنے والوں کا خیال ہے کہ مابعد حرف مستعلیہ مکسور ہے۔

بارہویں حالت:

رائے مرامہ مضمومہ یعنی وہ مضموم راء جس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے: قَدِيْرُ، بَشِيْرُ

ترقیق:

ترقیق کا معنی ہے باریک پڑھنا اس کی سات حالتیں ہیں۔

پہلی حالت:

راء کے نیچے کسرہ ہو جیسے: رِجَالٌ، أَمْرٍ

دوسری حالت:

راء مشدّد مکسور ہو جیسے: بِالْبِرِّ، مُسْتَمِرٌّ

تیسری حالت:

راء ساکن ماقبل کسرہ ہو: فِرْعَوْنَ، مِرْيَةٌ، اَنْذِرْهُمْ

فائدہ:

اس صورت میں اس کو باریک پڑھنے کی تین شرطیں ہیں:

(۱) کسرہ متصلہ ہو (۲) کسرہ اصلیہ ہو (۳) مابعد حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں نہ ہو

چوتھی حالت:

راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل کسرہ ہو جیسے: بِكْرٌ، حِجْرٌ

پانچویں حالت:

راء ساکن ماقبل یاء ساکن ہو جیسے: خَيْرٌ، بَشِيْرٌ، نَذِيْرٌ، ضَيْرٌ

چھٹی حالت:

رائے مرامہ مکسورۃ یعنی جس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے: اَلْمُحْتَظِرِ، اَلْمُقْتَدِرِ

ساتویں حالت:

رائے ممالہ: یعنی وہ راء جس پر امالہ کیا جائے روایت حفص میں صرف ایک جگہ ہے۔

(مَجْرٖھا)

مختلف فیہ:

قرآن مجید میں سات کلمات ہیں کہ جن کی تفخیم وترقیق میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف فقط وقف کی صورت میں ہے اس لئے اس کو خلف فی الوقف کہتے ہیں۔

① مصر جو چار جگہ ہے (یونس، یوسف میں دو جگہ، زخرف)

② عَيْنِ الْقِطْرُ (سورۃ سبا)

فائدہ:

ان دونوں کلمات میں وقف بالاسکان کی صورت میں دو وجوہ جائز ہیں **تفخیم و ترقیق** **تفخیم** اس وجہ سے کہ جس طرح بعد میں اگر کوئی حرف استعلاء ہو تو راء پُر پڑھی جاتی ہے یہاں ما قبل کا بھی اعتبار کر لیا گیا ہے ان دونوں میں وہ وجہ اولیٰ ہوگی جو کہ راء کی اصل حرکت ہے لہذا مصر میں تفخیم اور عین القطر میں ترقیق اولیٰ ہے۔

③ اِذَا يَسْرِ (الفجر)

④ فَأَسْرِ (ہود، حجر، دخان)

⑤ أَنْ أَسْرِ (طہ، شعراء)

فائدہ:

اذا یسر میں وقفا دو وجوہ ہیں تفخیم عام قاعدہ کے موافق اور اصل کا خیال کرتے ہوئے اس کو

باریک پڑھیں گے کیونکہ یہ اصل میں اذا یسری ہے علامہ البنّا الدمیاطیؒ اور علامہ نوریؒ نے ترقیق کو اولیٰ کہا ہے جبکہ بعض قراء نے اس کو ضعیف کہا ہے اور علامہ السفاقسی نے کہا ہے کہ **تفخیم** اولیٰ ہے یہی حکم اَنْ اَسْرِ اور فَاسْرِ کا ہے صاحب اتحاف نے ان میں ترقیق کو اولیٰ کہا۔

⑥ اَلْجَوَارِ (سورۃ کورت)

⑦ نُذُرِ سورۃ قمر میں چھ جگہ ہے۔

ان میں بھی وقفاً دو وجوہ ہیں **تفخیم** وقف کا اعتبار کرتے ہوئے اور ترقیق اصل کا اعتبار کرتے ہو

تنبیہ:

مصرا (البقرہ) اس میں خلف نہیں ہے بلکہ ایک ہی وجہ **تفخیم** ہے۔

باب تاسع

غنہ کا بیان

فصل اول: ....مبادیات غنہ

فصل ثانی: ....میم ساکن کا بیان

فصل ثالث: ....نونِ ساکن اور نون تنوین کا بیان

فصل اول

مبادیات غنّہ

اس میں غنہ کے متعلق چند مسائل ہیں:

❶ تعریفِ غُنّہ ❷ محل غُنّہ یا حروف غُنّہ ❸ سبب غُنّہ
❹ مراتب غُنّہ ❺ مخرج غُنّہ

(۱) لغوی تعریف:

صَوْتٌ یَخْرُجُ مِنَ الْخَیْشُوْمِ لَاعَمَلَ لِلسان فِیْهِ إِلَّا قَلِیْلًا

وہ آواز جو خیشوم سے نکلے اور اس میں زبان کا ادنی دخل ہو دوسرے لفظوں میں غنہ لغوی گنگنانے کو کہتے ہیں۔ ملا علی قاری نے بھی "المنح الفکر" میں اس کی تائید کی ہے۔

(۲) اصطلاحی تعریف:

آواز کو ناک میں لیجا کر ایک الف کے برابر جاری کرنا:

فائدہ:

ایک الف کی مقدار کو بعض نے دو حرکتوں سے بھی تعبیر کیا ہے اس مقدار کا صحیح اندازہ حاذق اور ماہر فن مشاق استاد ہی لگا سکتے ہیں کیونکہ یہ علم اصل میں سماع اور تلقی پر ہی مبنی ہے۔

محل غُنّہ

محل غنہ دو حروف نون اور میم ہیں ان میں ہر حال میں غنہ پایا جاتا ہے برابر ہے کہ کوئی سبب ہو یا نہ ہو اگر سبب کے بغیر ہو تو اس کو غنہ آنی، ذاتی لازمی اور اصلی کہتے ہیں اگر سبب پایا جائے تو اس کو غنہ زمانی، فرعی، صفتی اور عارضی کہتے ہیں۔

(۳) سبب غنہ:

سبب غنہ بیس حروف ہیں پندرہ حروف اخفاء (ت، ث ، ج، د، ذ ،ز، س، ش، ص،

ض، ط، ظ، ق، ک، ف، چار حروف یرملون جو کہ (یُؤْمِنُ) یا(یَنْمُوْ) میں جمع ہیں اور ایک حرف اقلاب "ب" ہے۔

(۴) مراتب غنہ:

غنہ کے مراتب کے بارے میں اختلاف ہے ایک گروہ کے مطابق تین مراتب ہیں: سب سے زیادہ غنہ (۱) مشدّ د میں (۲) مدغم بادغام ناقص (۳) مخفی جہاں اخفاء کیا جائے۔

دوسرے فریق کے مطابق پانچ مراتب ہیں: (۱) مشدّ د (۲) مدغم بادغام ناقص (۳) مخفی (۴) نون اور میم ساکنہ (۵) نون اور میم متحرکہ

دوسرا قول جمہور کا ہے اور یہی درست ہے پہلا قول بھی درست ہے لیکن انہوں نے آخری دو اقسام کو شمار نہیں کیا۔

(۵) مخرج غنہ:

غنہ کا مخرج خیشوم ہے (یعنی ناک کی جڑ)

فصلِ ثانی:

میم ساکن کا بیان

میم ساکن کے تین احکام ہیں:

① ادغام ② اخفاء ③ اظہار

❶ پہلا حکم ادغام:

میم ساکن کے بعد دوسری میم آجائے تو ادغام ہوگا یعنی پہلی میم کو دوسری میم میں داخل کر کے ایک میم مشدّد کی طرح ادا کریں گے جیسے: لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ اس کو ادغام مع الغنہ .... کہتے ہیں اور پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

❷ دوسرا حکم اخفاء:

میم ساکن کے بعد اگر با آجائے تو میم میں غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا اظہار بھی جائز ہے لیکن اخفاء کرنا اولیٰ ہے اور اسی پر عمل ہے جیسے: يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اس کو اخفائے شفوی کہتے ہیں۔

اخفائے شفوی:

میم کو پڑھتے وقت ہونٹوں کی خشکی کے قریب تری والے حصے کو نرمی کے ساتھ ملا کر میم کو بہت نرم غنہ جاری رکھتے ہوئے با کو سختی کے ساتھ نیچے والی تری سے ادا کیا جائے۔

❸ تیسرا حکم اظہار:

میم ساکن کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی اور حرف ہو تو میم میں اظہار ہوگا جیسے: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ، عَلَيْهِمْ وَلَا اس کو اظہار شفوی کہتے ہیں۔

فصلِ ثالث:

نون ساکن اور نون تنوین کا بیان

نون ساکن اور نون تنوین کے چار احکام ہیں:

① اظہار ② ادغام ③ اقلاب ④ اخفاء

❶ پہلا حکم اظہار (ظاہر کرنا):

نون ساکن یا نون تنوین کے بعد حروفِ حلقیہ میں سے کوئی حرف آ جائے تو اظہار ہوگا یعنی نون اپنے مخرج سے بلا غنہ ادا ہو گا جیسے :مِنْهُمْ، مَنْ اٰمَنَ ط يَنْهَوْنَ، فَسَيُنْغِضُوْنَ، وَالْمُنْخَنِقَةُ، جُرُفٍ هَارٍ، يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ اس کا نام اظہار حلقی ہے۔

❷ دوسرا حکم ادغام (داخل کرنا):

نونِ ساکن یا نونِ تنوین کے بعد (يَرْمَلُوْنَ) کے چھ حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو ادغام ہوگا یعنی نون کو بعد والے حرف سے اس طرح بدلیں گے کہ دونوں ایک حرفِ مشدّد بن کر ایک ہی تلفظ سے ادا ہوں جیسے: مِنْ رَّبِّهِمْ ، مِنْ مَّاءٍ ، مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ، شَرًّا يَّرَهٗ پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

لیکن حروفِ یرملون میں اتنی بات ضرور یاد رہے کہ حروفِ یرملون کے ادغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادغام مع الغنہ (۲) ادغام بلا غنہ

يُؤْمِنُ کے چار حرفوں میں تو ادغام مع الغنہ ہوگا جیسے: مِنْ وَّلِيٍّ مَنْ مَّعَكَ، مَنْ يَّرْغَبُ اس کو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں باقی دو حروف لام اور راء میں ادغام بلا غنہ ہوگا جیسے: مِنْ رَّبِّهِمْ، مِنْ لَّدُنْهُ اس کو ادغام کامل یا ادغام تام کہتے ہیں۔

نونِ ساکن کے بعد گر ہوں حروفِ یرملون
لام وراء بے غنہ مدغم ہوں گے با غنہ یمون

فائدہ:

اس ادغام کے لئے شرط یہ ہے کہ نونِ ساکن کے بعد حروف یرملون دوسرے کلمہ میں ہوں اگر نون ساکن اور حروفِ یرملون ایک ہی کلمہ میں ہوں گے تو ادغام نہ ہوگا بلکہ اظہار ہوگا جیسے: قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ، دُنْيَا اس کو اظہارِ مطلق کہتے ہیں مطلق اس لئے کہ ان کا حلق اور ہونٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

③ تیسرا حکم اقلاب (بدلنا):

نونِ تنوین یا نونِ ساکن کے بعد اگر ب آ جائے تو نونِ ساکن اور نون تنوین کو م سے بدل کر اخفاء مع الغنہ کرتے ہیں جیسے: أَنْ م بُورِكَ، مِنْ م بَعْدِ، اَنْ م بِئْهُمْ، سَمِيْعٌ م بَصِيْرٌ، صُمٌّ م بُكْمٌ اس کو اقلاب یا ابدال کہتے ہیں اس م کو پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو اخفاءِ شفوی کا ہے۔

④ چوتھا حکم اخفاء (چھپانا):

نون ساکن یا نون تنوین کے بعد ان تیرہ حرف یعنی چھ حلقی، چھ یرملون اور ایک باء کے علاوہ پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آ جائے تو غنہ کے ساتھ اخفاء ہوگا جیسے: كُنْتُمْ، مِنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ، خالدا فيها. اس کا نام اخفاءِ حقیقی مع الغنہ ہے۔ نونِ تنوین کے بعد اگر ساکن حرف آ جائے تو اس تنوین کے نون کو زیر دے کر پڑھیں گے جیسے: قَدِيْرُ نِ الَّذِيْ، اَحَدُ نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ، كَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ .

باب عاشر

ادغام کا بیان

ادغام کا بیان

اس باب میں ادغام کے متعلق پانچ قسم کے مسائل ہیں:

❶ تعریف ادغام ❷ فوائد ادغام ❸ اسباب ادغام
❹ اقسام ادغام ❺ کیفیت ادغام

❶ لغوی تعریف:

اِدْخَالُ الشَّیءِ فِي الشَّیءِ ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا اَدْغَمَ یُدْغِمُ اِدْغَاماً یہ باب افعال کا مصدر ہے جس کا معنی ہے اِدْخَالُ حَرْفٍ سَاکِنٍ فِیْ حَرْفٍ مُتَحَرِّکٍ بِحَیْثُ یَصِیْرَانِ حَرْفًا وَاحِداً مُشَدَّداً

اصطلاحی تعریف:

قراء کی اصطلاح میں ادغام کی تعریف یہ ہے یعنی حرف ساکن کو حرف متحرک میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں حرف مشدّد ہو کر ایک ہی تلفظ سے ادا ہوں جیسے مَکَّنِّی، اِذْ ذَّهَبَ

❷ ادغام کا فائدہ:

ادغام آسانی اور تخفیف کی غرض سے کیا جاتا ہے کیونکہ دو حروف کو ایک وقت میں ادا کرنا مشکل ہے بخلاف ایک حرف کے۔

❸ اسباب ادغام:

ادغام کے تین اسباب ہیں:

❶ تماثل ❷ تجانس ❸ تقارب

(۱) تماثل:

سے مراد یہ ہے کہ دونوں حروف ایک ہی طرح کے ہوں یعنی ان کا مخرج اور صفات ایک ہی

ہوں جیسے ذ ذ، دد وغیرہ مثلاً: اِذْ ذَّھَبَ ، قَدْ دَخَلُوْا

(۲) تجانس:

اس سے مراد ہے کہ دونوں حروف کا مخرج تو ایک ہو لیکن صفات میں فرق ہو مثلاً ط، د، ت

(۳) تقارب:

اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں حروف قریب المخارج ہوں اور قریب الصفات ہوں۔ جیسے ل، ن، ر

❹ کیفیت ادغام:

مدغم کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ وہ مدغم فیہ کے ہم مثل ہو جائے جیسے مَنْ رَّبِّ یہاں نون کو را میں تبدیل کر کے ادغام کیا گیا ہے۔

﴿اقسام ادغام﴾

بنیادی طور پر ادغام کی چار قسمیں ہیں:

❶ ادغام باعتبار مدغم کے ❷ ادغام باعتبار عربیت

❸ ادغام باعتبار کیفیت ❹ ادغام باعتبار سبب وکیفیت

ادغام باعتبار مدغم:

مدغم کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادغام کبیر (۲) ادغام صغیر

ادغام کبیر:

جس کے دونوں حرف متحرک ہوں پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا جائے۔

روایت حفص میں صرف پانچ کلمات میں ادغام کبیر ہوا ہے:

(۱) تَأْمُرُوْنِّی (۲) اُتُحَاجُّوْنِّیْ (۳) نِعِمَّا (۴) مَكَّنِّیْ (۵) تَأْمَنَّا

فائدہ:

تَأْمَنَّا جو کہ اصل میں تَأْمَنُنَا تھا اس میں دو وجوہ جائز ہیں:

(۱) ادغام مع الاشمام (۲) اظہار مع الروم

ادغام کبیر کو اس لئے کبیر کہتے ہیں کہ اس کا بہ نسبت صغیر کے عمل زیادہ ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ادغام کبیر قرآن مجید میں زیادہ ہوا ہے۔

ادغام صغیر:

ادغام صغیر وہ ہے کہ جس کے دونوں حرفوں میں سے پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو اور ساکن کا متحرک میں ادغام کیا جائے جیسے: اِذْ ذَّهَبَ ، اِذْ ظَّلَمُوْا وغیرہ

ادغام باعتبار عربیت کے:

عربیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادغام واجب (۲) ادغام جائز

ادغام واجب:

مثلین کا ادغام واجب ہوتا ہے جبکہ مدغم ساکن ہو اور اکثر حالات میں متجانسین کا ادغام بھی واجب ہوتا ہے جیسے: قَدْ دَّخَلُوْا ، اِذْ ظَّلَمُوْا . جو ادغام عربیت اور قراءت دونوں میں کیا جائے اس کو ادغام واجب کہتے ہیں۔

ادغام جائز:

متقاربین میں ادغام جائز ہوتا ہے اور بعض دفعہ متجانسین کا ادغام بھی جائز ہوتا ہے جو ادغام عربیت کے اعتبار سے ثابت ہو لیکن قراءت میں مختلف فیہ ہو اس کو ادغام جائز کہتے ہیں جیسے: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ

ادغام باعتبار کیفیت

کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں:

① تام ② ناقص

① ادغام تام:

اگر پہلے حرف مدغم کو مدغم فیہ سے مکمل تبدیل کر دیا جائے کوئی صفت باقی نہ رہے تو اسے ادغام تام یا کامل کہتے ہیں جیسے: مِنْ رَّبِّهِمْ ، قَالَتْ طَائِفَةٌ

① ادغام ناقص:

اگر پہلے حرف مدغم کو مدغم فیہ میں مکمل تبدیل نہ کیا جائے بلکہ مدغم کی کوئی صفت باقی رہے تو اس کو ادغام ناقص کہیں گے جیسے: مَنْ يُّؤْمِنْ، مِنْ وَّالٍ

ادغام باعتبار سبب و کیفیت:

سبب اور کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی پانچ قسمیں ہیں:

❶ ادغام مثلین تام ❷ ادغام متجانسین تام ❸ ادغام متجانسین ناقص

❹ ادغام متقاربین تام ❺ ادغام متقاربین ناقص

❶ ادغام مثلین تام:

جس میں مدغم اور مدغم فیہ ایک جیسے حرف ہوں ادغام مثلین ہمیشہ تام ہی ہوتا ہے ناقص نہیں ہوتا

یہ ادغام چودہ حروف میں ہوا ہے جو کہ (فِعِ وَكَلَّمَ تَهْدِ بِنَذِيرٍ) میں جمع ہیں۔

امثلہ

شمار	الفاظ	مثالیں
۱	ف	فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ
۲	ع	لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا
۳	و	اٰوَوْ وَّنَصَرُوْا

۴	ک	یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ
۵	ل	قُلْ لِّعِبَادِی
۶	م	اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ
۷	ت	رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ
۸	ہ	مَالِیَهْ هَّلَکَ
۹	د	قَدْدَّخَلُوْا
۱۰	ب	وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا
۱۱	ن	مِنْ نَّصِیْر
۱۲	ذ	اِذْ ذَّهَبَ
۱۳	ی	یا بُنَیَّ
۱۴	ر	واذْکُرْ رَّبَّکَ

فائدہ:

مثلین میں حروف مدہ کا غیر مدہ میں ادغام نہیں ہوگا جیسے: فِیْ یَوْمٍ ، قَالُوْا وَهُمْ

ادغام متجانسین تام:

مدغم اور مدغم فیہ کا مخرج ایک ہو لیکن صفات میں اختلاف ہو یہ چھ حروف میں ہوا ہے: ب کا میم میں، ث کا ذ میں، ت کا طاء میں، ت کا د میں، دکا ت میں اور ذ کا ظ میں

امثلہ

شمار	الفاظ	مثالیں
۱	ب کا میم میں	اِرْکَبْ مَّعَنَا

۲	ث کا ذ میں	یَلْھَثْ ذٰلِکَ
۳	ت کا ط میں	قَالَتْ طَّآئِفَۃ
۴	ت کا د میں	اَثْقَلَتْ دَّعَوَ اللّٰہَ
۵	د کا ت میں	قَدْ تَّبَیَّنَ
٦	ذ کا ظ میں	اِذْ ظَّلَمُوْا

ادغام متجانسین ناقص:

مدغم اور مدغم فیہ کا مخرج تو ایک ہو لیکن ادغام کرتے وقت کوئی صفت باقی رہ جائے روایت حفص میں صرف چار کلمات میں ہوا ہے۔ یہ صرف طاء کا تاء میں ادغام ہے

❶ احطتُّ ❷ بَسَطْتَّ ❸ مَا فَرَّطْتُّمْ ❹ مَا فَرَّطْتُّ

فائدہ:

متجانسین میں حروفِ حلقی کا آپس میں ادغام نہیں ہوتا۔ جیسے: سَبِّحْہُ

ادغام متقاربین تام:

مدغم اور مدغم فیہ قریب المخرج ہوں اور ادغام کرتے وقت مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے یہ صرف تین حروف ہیں:

(۱) (۲) ن کا ل اور راء میں (۳) ل کا را میں

امثلہ

نمبر شمار	الفاظ	مثالیں
۳	ل کا را میں	مِنْ رَّبِّ
۱	ن کا ل میں	قُلْ رَّبِّی
۲	ن کا راء میں	مِنْ لَّدُنْ

ادغام متقاربین ناقص:

مدغم اور مدغم فیہ قریب المخرج ہو لیکن بوقت ادغام مدغم کی کوئی صفت باقی رہ جائے یہ صرف دوحروف ن کا واؤ اور ی میں ہوا ہے۔

امثلہ

نمبر شمار	الفاظ	مثالیں
۱	ن کا و میں	مِنۡ وَّالٍ
۲	ن کا ی میں	مَنۡ یَّقُوۡلُ

مختلف فیہ:

ادغام متقاربین کی بعض مثالیں ایسی ہیں جن میں ادغام تام اور ناقص دونوں طرح ہوا ہے یہ بھی دوحروف ہیں ق کا ک میں اور ن کا م میں۔

امثلہ

نمبر شمار	الفاظ	مثالیں
۱	ق کا ک میں	اَلَمۡ نَخۡلُقۡکُّمۡ
۲	ن کا م میں	مِنۡ مَّآءٍ

فائدہ:

اسی طرح اگر مدغم حرف حلقی تو اس کا حلقی یا غیر میں ادغام نہیں ہوگا۔

﴿لامِ اَل کا بیان﴾

لامِ ال کی دو حالتیں ہیں:

(۱) اظہار (۲) ادغام

اظہار:

لامِ اَلْ کے بعد چودہ حروفِ قمریہ میں سے کوئی حرف آ جائے تو لامِ اَل کا اظہار ہوگا جیسے اَلْکَوْثَرُ، اَلْقَلَمِ، اَلْبُرُوْجِ، اَلْقَارِعَۃُ یہ چودہ حروف اس قول میں درج ہیں: (اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَہٗ) ان کو حروف قمریہ کہتے ہیں۔

ادغام:

لامِ اَلْ کے بعد حروف شمسیہ میں سے کوئی حرف آ جائے تو لامِ ال کا اس حرف میں ادغام ہوگا جیسے: وَالشَّمْسِ، وَالنَّجْمِ، وَالضُّحٰی حروفِ قمریہ کے علاوہ باقی سب حروف شمسیہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

ت، ث، د، ز، ر، ذ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ن، ل

باب حادی عشر

مد کا بیان

فصل اول: ....مبادیات اور اقسام
فصل ثانی: ....قوت اور ضعف کے اعتبار سے مد کے احکام

فصل اول:

مبادیات اور اقسام

مد کے متعلق چھ قسم کے مسائل ہیں

① حقیقت مد ② تعریف مد ③ محل مد

④ اسباب مد ⑤ اقسام مد ⑥ مقدار مد

حقیقت مد:

اس سے مراد یہ ہے کہ کیا مد کی اصل رسول اللہ سے ثابت ہے تو ہم اس میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس کو علامہ جزری نے النشر میں ذکر کیا ہے:

رواه موسى بن يزيد الكندى ((كا ن ابن مسعود رضى الله عنه يقرئ رجلا فقرأ الرجل "انما الصدقات للفقراء والمساكين" مرسلة فقال ابن مسعود ما هكذا اقرأنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كيف أقراء كها يا ابا عبدالرحمان فقال أقرنيها"انما الصدقٰت للفقراء والمساكين " فمدها))

''موسیٰ بن یزید الکندی روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھا رہے تھے اس آدمی نے **"انما الصدقات للفقراء والمساکین"** پڑھا اور **للفقراء** بغیر مدّ کے پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا اس آدمی نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیسے پڑھایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے **"انما الصدقات للفقراء والمساکین"** اس طرح پڑھایا ہے۔ (آپ ؓ نے للفقراء کو مد کے ساتھ پڑھ کر بتایا)۔''

علامہ جزریؒ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات میں عظیم

الشان واضح دلیل حجت اور نص ہے۔

لغوی تعریف:

الزیادہ کقولہ تعالیٰ "ویمدد کم باموال" ای یزد کم

اصطلاحی تعریف:

ھوا طالۃ الصوف بحرف من حروف المدوللّین مدہ اورلین میں سے کسی ایک حرف میں آواز کالمبا کرنا

محل مد:

محل مد دو طرح کے ہیں:

(۱) حروف مدہ (۲) حروف لین

حروف مدہ کی تعریف:

الف ساکن اوراس سے پہلے فتحہ ہو جیسے: قَالَ بَاعَ

واؤ ساکن اوراس سے پہلے ضمہ ہو : **بُوْرِكَ، تَعْلَمُوْنَ**

یائے ساکن اس سے پہلے کسرہ ہو: **قِيْلَ، اِئْتِيْكَ**

تینوں کی اکٹھی مثال: نُوْحِيْهَا ، اُوْتِيْنَا اسی طرح کھڑی زبر کھڑی زیر الٹا پیش بھی مد کی آواز دیتے ہیں۔

حروف لین کی تعریف:

واؤ ساکن اس سے پہلے فتحہ ہو خَوْف

یاء ساکن اس سے پہلے فتحہ ہو جیسے: ضَيْفِ

اسباب مد:

مد کے دو طرح کے اسباب ہیں:

(۱) لفظی (۲) معنوی

لفظی اسباب مد تین ہیں:

(۱) ہمزہ، (۲) سکون، (۳) تشدید جیسا کہ محقق ابن جزریؒ نے التمہید میں تین اسباب ذکر کیے ہیں۔

اسباب معنوی:

سبب معنوی یہ ہے کہ مبالغہ فی النفی مقصود ہو یہ عربی میں ایک اہم سبب ہے لیکن قراء کے ہاں یہ ضعیف ہے چنانچہ امام حمزہ کے بعض طرق توسط کے ساتھ مد کرتے ہیں ایسے ہی قصر کرنے والے قراء لا الہ الا اللہ میں توسط کو مستحب قرار دیتے ہیں دوسرا سبب تعظیم ہے جو کہ لفظ اللہ میں تعظیم کے لئے مد کی جاتی ہے اس کو مد تعظیمی کہتے ہیں۔ جیسا کہ اذان میں کیا جاتا ہے۔

اقسام مد:

مد کی دو قسمیں ہیں:

❶ مد اصلی ❷ مد فرعی

مد اصلی:

لا تقوم ذات حرف المد الا به

مد اصلی وہ مد ہے کہ جس کے بغیر حرف مد کی ذات ہی باقی نہ رہے جیسے: قَالَ، قِيلَ، قُوْلَا مد اصلی کی مقدار ایک الف ہے (یعنی دو حرکات) لہذا اس کو ایک الف سے زیادہ نہ کھینچیں اور کم بھی نہ کریں کیونکہ کم کرنے سے اس کی ذات ہی ختم ہو جاتی ہے اس کو مد اصلی، مد طبعی، مد ذاتی مد صیغہ بھی کہتے ہیں۔

اس کو مد اصلی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تمام مدود کی اصل ہے اور طبعی اس لئے کہتے ہیں کہ سلیم الطبع شخص وہ اس کی مقدار میں کمی کرتا ہے اور نہ زیادتی اور ذاتی اس لئے کہتے ہیں کہ حروف مدہ کی ذات اس کے بغیر نہیں ہوتی۔ اسکو مد صیغہ اس لئے کہتے ہیں کہ جمیع مدود کا صیغہ یہی ہے۔ اور اسی پر مدود کا دارومدار ہے بعض نے اس کی دو اقسام مد اصلی کلمی اور مد اصلی حرفی بھی ذکر کیں ہیں جیسے: قَالُوْا، طٰهٰ

مد فرعی

مد فرعی کی تعریف:..... حروف مدہ کے بعد ہمزہ سکون تشدید ہوں تو اسے مد فرعی کہتے ہیں۔

فرع کہتے ہیں زائد کو چونکہ مد فرعی مد اصلی سے زیادہ کھینچی جاتی ہے اس لئے اس کو مد فرعی کہتے ہیں۔

مد فرعی کی چار قسمیں ہیں:

❶ مد لازم ❷ مد واجب ❸ مد جائز ❹ مد عارض

مد لازم کی تعریف:

إِذَا وَقَعَ سکون اصلی بعد حرف المدواللین وحده فی کلمة أوفی حرف

حروف مدہ اور لین کے بعد سکون اصلی ہو (یعنی وقف اور وصل میں قائم رہے) برابر ہے کہ کلمہ میں ہو یا پھر حروف مقطعات میں۔

مد لازم کی پانچ قسمیں ہیں:

❶ مد لازم کلمی مخفف ❷ مد لازم کلمی مثقل ❸ مد لازم حرفی مخفف
❹ مد لازم حرفی مثقل ❺ مد لازم لین

مد لازم کلمی مخفّف:

حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہو یعنی حروف مدہ اور سکون ایک ہی کلمہ میں ہوں جیسے آلْئٰنَ اس کو مد لازم کلمی مخفف کہتے ہیں مخفف اس لئے کہ سبب تشدید نہیں ہے لازم اس لئے کہ سکون وقف اور وصل دونوں حالتوں میں قائم ہے کلمی اس لئے کہ یہ حروف مقطعات میں نہیں بلکہ کلمہ قرآنی میں ہے۔

مد لازم کلمی مثقل:

یعنی حروف مدہ کے بعد اسی کلمہ میں تشدید آ جائے جیسے دَآبَّۃٌ ، ضَآلًّا اس کو مد لازم کلمی مثقل اس لئے کہتے ہیں کہ سبب تشدید ہے۔

حروف مقطعات

آئندہ مدودِ لازمہ کا تعلق حروف مقطعات سے ہے اس لئے پہلے ان کی تعریف ذکر کرنا ضروری ہے۔ حروف مقطعات سے مراد وہ حروف ہیں جو سورتوں کے شروع میں بطور اعجاز قرآن

لائے گئے ہیں اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں جیسے سورۃ مریم کے شروع میں کھیعص یہ کل چودہ حروف ہیں ان میں سے آٹھ تین حرفی ہیں جو کہ اس قول میں جمع ہیں نقص عسلکم اور پانچ دو حرفی ہیں جو کہ حیّ طھر میں جمع ہیں اور ایک الف ہے جس میں مد کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

ان میں سے جو دو حرفی ہیں ان میں حرف مدہ تو ہے لیکن بعد میں مد کا سبب سکون نہیں ہے اس لئے ان میں صرف قصر ہی ہوگا اس کی مقدار ایک الف ہے اس کے بارے میں کوئی قاعدہ نہیں۔

وہ حروف جو تین حرفی ہیں یعنی لام، میم، نون وغیرہ ان میں با قاعدہ مد ہے کیونکہ درمیان والا حرف مدہ ہے اور آخر میں سکون بھی ہے۔

مد لازم حرفی مخفف

یعنی حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں سکون اصلی ہو جیسے قٓ والقرآن میں قٓ ہے اور صٓ والقرآن میں صٓ ہے اس کو مد لازم حرفی مخفف کہتے ہیں حرفی اس لئے کہ حروف مقطعات میں ہے۔

مد لازم حرفی مثقل:

حروف مدہ کے بعد حروف مقطعات میں تشدید ہو جیسے الٓمٓ اس کو مد لازم حرفی مثقل کہتے ہیں۔

مد لازم لین:

حروف مقطعات کے تلفظ میں حروف لین کے بعد سکون اصلی ہو یہ دو جگہ عین مریم اور عین شوریٰ میں ہوتی ہے مثلاً: کٓھٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ اس کو مد لازم لین کہتے ہیں۔

فائدہ

سورۃ آل عمران میں الٓمٓ کے دوسرے میم کو جب لفظ اللہ سے ملا کر پڑھیں گے تو مد کرنا یا نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

مد واجب:

اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں جیسے :یشاء، قروءٍ ،بریٓئٌ اس کو مد متصل مد وصل اور تمکین بھی کہتے ہیں۔مد متصل یا وصل اس لئے کہتے ہیں کہ ہمزہ اور حروف مدہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہیں مد واجب اس لئے کہتے ہیں کہ جمیع قراءت برابر ہے کہ متواترہ ہوں ،یا شاذہ کسی میں بھی اس مد میں قصر ثابت نہیں ہے۔اور مد تمکین اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ہمزہ کو علی وجہ الکمال پڑھنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔

فائدہ

مد لازم اور واجب میں حکماً کوئی فرق نہیں صرف اصطلاحاً فرق ہے۔

مد جائز:

حروف مدہ کے بعد اگر ہمزہ دوسرے کلمہ میں اس طرح ہو کہ حرف مدہ پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو جیسے: بما انزل ، فی انفسکم اس کو مد منفصل ،مد فصل، مد بسط ،مد اعتبار اور مد حرف لحرف بھی کہتے ہیں۔مد جائز اس لئے کہ قراء کا اس میں مد و قصر میں اختلاف ہے منفصل اس لئے کہ اس میں محل ہو اور سبب مد جدا جدا ہوتے ہیں مد فصل اس لئے کہ یہ دو کلموں میں فصل کرتا ہے مد بسط اس لئے کہ یہ دو کلموں میں پھیلا ہوتا ہے مد اعتبار اس لئے کہ دو کلموں کو کلمہ واحدہ اعتبار کیا جاتا ہے مد حرف لحرف اس لئے کہ ایک کلمہ کی وجہ سے مد ہوتا ہے (حرف بمعنی کلمہ ہے)

مد عارض:

اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)مد عارض وقفی (۲)مد عارض لین

مد عارض وقفی:

حروف مدہ کے بعد سکون عارضی ہو (یعنی وقف کے سبب پیدا ہوا ہو) جیسے :یعلمون، نستعین، اس کو مد عارض سکون بھی کہتے ہیں عارض وقفی وسکون اس لئے کہتے ہیں کہ یہ صرف

عارضی طور پر وقف کی وجہ سے سکون پیدا ہوا ہے۔

مدعارض لین:

حروف لین کے بعد سکون عارضی ہو جیسے خَوْف صَیْف اس کو مدلین وقفی بھی کہتے ہیں وجہ دونوں ناموں کی یہ ہے کہ حروف لین کے بعد سکونِ عارض ہونے کی وجہ سے مد کی جاتی ہے۔

مد بدل:

حروف مدہ سے پہلے ھمزہ ثابة یا مغیرہ ہو جیسے: ءَ اٰمنوا ،ءَ امنًا وغیرہ روایت ورش میں مد بدل میں تین وجوہ قصر، توسط، طول ہے لیکن روایت حفص میں صرف قصر ہی ہے۔

مقدار مد:

مراتب مد میں قراء کے دو قول ہیں:

پہلا قول:......

یہ علامہ دانی کا ہے انہوں نے تیسیر میں اس کو اختیار کیا ہے۔

ان کے ہاں مد کے پانچ مراتب ہیں:

❶ قصر ❷ فویق القصر ❸ توسط ❹ فویق التوسط ❺ طول

قصر کی دو حرکتیں، فویق القصر کی مقدار تین حرکتیں توسط کی مقدار چار حرکتیں یعنی دو الف فویق التوسط کی مقدار پانچ حرکتیں اور طول کی مقدار چھ حرکات ہیں۔

دوسرا قول:......

ان کے نزدیک مد کے صرف تین مراتب ہیں:

❶ قصر ❷ توسط ❸ طول

قصر کی مقدار دو حرکتیں توسط کی مقدار چار حرکتیں اور طول کی مقدار چھ حرکتیں۔

روایت حفص میں اس تقسیم کا فرق صرف توسط کی مقدار پر اثر انداز ہو گا پہلے قول کے مطابق امام عاصم یعنی شیخ حفص کے لئے توسط کی مقدار پانچ حرکتیں ہو گی اور دوسرے قول کے موافق توسط کی مقدار چار حرکتیں ہو گی۔ مد متصل میں توسط ہی ہوتا ہے اور منفصل میں بطریق شاطبی صرف توسط ہوتا ہے لیکن بطریق جزریؒ قصر بھی جائز ہے یعنی متصل میں صرف توسط اور منفصل

میں قصر اور توسط دونوں۔ مدلازم کی چاروں قسموں میں فقط طول ہی ہوتا ہے اور مد متصل میں وقفاً طول بھی جائز ہے۔

مدلازم لین میں طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں لیکن قصر ضعیف ہے طول اولیٰ ہے مدعارض وقفی میں تین وجوہ قصر، توسط، طول جائز ہے لیکن طول اولی ہے۔ مدعارض لین میں بھی تین وجوہ ہیں قصر، توسط اور طول لیکن اولی قصر ہے مداصلی میں صرف قصر ہی جائز ہے وقفاً وصلاً

فائدہ نمبر ۱:

لیکن حروف لین میں وصلاً کتنی مد ہوگی اس میں قراء کے دو اقوال ہیں

۱۔ پہلے قول کے مطابق بَمَدِمَّا یعنی کچھ مد کی جائیگی

۲۔ دوسرے قول کے مطابق **عدم المد بالکلّیه** کہ بالکل مد نہیں کی جائے گی۔

ان میں پہلا قول راجح ہے۔

فائدہ نمبر ۲:

یاد رہے کہ قوت اور ضعف کے اعتبار سے محل مد اور اسباب مد میں بھی اختلاف ہے محل مد میں حروف مدہ قوی محل ہیں اور حروف لین ضعیف ہیں اور سبب مد میں سب سے قوی سکون اصلی اس کے بعد ہمزہ متصلہ پھر سکون عارض پھر ہمزہ منفصلہ کا مرتبہ ہے اور سب سے آخری مرتبہ مد بدل کا ہے۔

امام حفص کیلئے مد منفصل پر قصر کے سبب مرتب ہونے والے احکام

یاد رہے کہ امام حفص کے لئے بطریق شاطبیہ مد منفصل پر صرف توسط جائز ہے اور بطریق جزری دو وجوہ ہیں یعنی توسط بھی اور قصر بھی تو یہاں قصر کرنے کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں ان کا ذکر ہوگا یہ دس احکام ہیں

۱۔ متصل میں اشباع یعنی تین الف مد لیکن طریق شاطبیہ میں منفصل کے ساتھ دو الف یعنی چار حرکات اور اڑھائی الف یعنی پانچ حرکات مد جائز ہے۔

۲۔ اسی طرح مدلازم میں بھی تین الف مد ہوگی اور قرآن کریم میں چھ مقامات جن میں ابدال اور تسہیل جائز ہے وہاں صرف ابدال ہی ہوگا وہ چھ الفاظ یہ ہیں:

۱۔ ءالذکرین دوجگہ سورۃ انعام میں اور آلان سورۃ یونس میں دوجگہ اور لفظ ءاللہ دوجگہ سورۃ یونس اور دوسرا سورۃ نمل میں۔

۲۔ یبصط سورۃ بقرہ اور فی الخلق بصطۃ سورۃ اعراف میں صاد پڑھنا ضروری ہے۔

۳۔ اوران کے علاوہ ویبسط الرزق اور زادہ بسطۃ میں مطلقاً سین پڑھیں گے۔

۳۔ اور لفظ المسیطرون سورۃ طور میں صرف سین پڑھنا ضروری ہے لیکن شاطبیہ کے طریق دووجوہ ہیں۔

۴۔ لفظ الم نخلقکم میں ادغام تام واجب ہے یعنی قاف کو کاف میں مکمل داخل کرنا۔

۵۔ کل فرق کی راء میں تفخیم لازمی ہے لیکن بطریق شاطبی دونوں وجوہ جائز ہیں۔

۶۔ لفظ أتانی اللہ میں وقفاً یاء کا حذف کرنا واجب ہے۔

۷۔ انا اعتدنا للکافرین سلاسلا میں وقفاً حذف الف واجب ہے۔

۸۔ لا تامنّا میں ادغام مع الاشمام واجب ہے لیکن بطریق شاطبیہ دونوں جائز ہیں۔

۹۔ لفظ ضَعْف اور ضعفاً میں ضاد پر فتحہ واجب ہے لیکن بطریق شاطبیہ فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں۔

فصل ثانی

قوت اور ضعف کے اعتبار سے مدّ کے احکام

قوت اور ضعف کے اعتبار سے مد کے احکام:

مدات میں مد لازم اور مد واجب اور مد عارض وقفی قوی ہیں اور مد منفصل اور مد لین ضعیف ہیں اگر ایک قسم کی مدات جمع ہو جائیں تو ان میں توافق ضروری ہے یعنی اگر ایک جگہ مد عارضی وقفی میں طول کیا ہے تو دوسری جگہ بھی طول کرنا چاہئے ایسے ہی توسط اور قصر میں برابری ضروری ہے۔

اسی طرح مد متصل میں ایک جگہ دو الف مد کی ہے تو دوسری جگہ بھی دو الف ہی ہونی چاہئے ایسے ڈھائی الف میں بھی مساوات کا خیال رکھنا چاہیے اس کے علاوہ دوسری تمام مدات میں مساوات ضروری ہیں۔

جس طرح طول اور توسط میں مساوات ضروری ہیں ایسے ہی مقدار طول اور توسط میں بھی برابری ضروری ہے جب کلمہ میں سبب مد قوی اور سبب مد ضعیف دونوں جمع ہوں تو قوی سبب پر عمل ہوگا مثلاً مد متصل لفظ یشاء پر وقفا سبب مد همزه اور سکون عارضی دونوں جمع ہو رہے ہیں تو اس صورت میں قوی سبب ہمزہ کا اعتبار کیا جائے گا اور سکون جو کہ ضعیف ہے اس کا اعتبار نہیں کیا جائیگا ہاں اس صورت میں اصل مقدار سے زیادہ مد یعنی طول جائز ہوگا لیکن قصر مطلقاً ناجائز ہے۔ ذیل میں ہم نقشہ جات کی شکل میں واضح کرتے ہیں۔

مد متصل کے جمع ہونے کی صورت

نمبر شمار	والسمآء بنآء	وانزل من السماء ماء
۱	دو الف مد	دو الف مد
۲	دو الف مد	اڑھائی الف مد

۳	اڑھائی الف مد	دوالف مد
۴	اڑھائی الف مد	اڑھائی الف مد

مندرجہ بالا نقشہ میں مساوات والی دو وجوہ (۱،۴) درست ہیں باقی دونا جائز ہیں۔

مد منفصل جمع ہونے کی صورت

نمبر شمار	وما انزل الینا	وما انزل من قبل
۱	قصر	قصر
۲	قصر	دوالف مد
۳	قصر	اڑھائی الف مد
۴	دوالف مد	قصر
۵	دوالف مد	دوالف مد
۶	دوالف مد	اڑھائی الف مد
۷	اڑھائی الف مد	قصر
۸	اڑھائی الف مد	دوالف مد
۹	اڑھائی الف مد	اڑھائی الف مد

مندرجہ بالا نقشہ میں مساوات علی تین وجوہ (۱،۵،۹) جائز ہیں اور باقی چھ وجوہ نا جائز ہیں۔

متصل مقدم اور منفصل مؤخر ہونے کی صورت

نمبر شمار	وأولئک الاغلل	فی اعناقهم
۱	دوالف مد	قصر
۲	دوالف مد	دوالف مد
۳	دوالف مد	اڑھائی الف مد

۴	اڑھائی الف مد	قصر
۵	اڑھائی الف مد	دوالف مد
۶	اڑھائی الف مد	اڑھائی الف مد

فائدہ

دو مختلف قسم کی مدات کے جمع ہونے کی صورت میں خیال رکھنا چاہئے کہ مد ضعیف مد قوی سے نہ بڑھے بلکہ مد ضعیف مد قوی سے کم ہو یا پھر برابر ہو۔ جس صورت میں مد منفصل متصل سے بڑھ گئی ہے یعنی (۳) وجہ یہ ناجائز ہے باقی پانچ وجوہ جائز ہیں۔

مد منفصل مقدم اور مد متصل مؤخر ہونے کی صورت

نمبر شمار	ثم استوی الی	السمآء
۱	قصر	دوالف مد
۲	قصر	اڑھائی الف مد
۳	دوالف مد	دوالف مد
۴	دوالف مد	اڑھائی الف مد
۵	اڑھائی الف مد	دوالف مد
۶	اڑھائی الف مد	اڑھائی الف مد

مندرجہ بالا نقشہ میں بھی قوی اور ضعیف کا اجتماع ہے لہذا گزشتہ اصول کے مطابق ایک وجہ (۴) ناجائز ہے باقی پانچ وجوہ جائز ہیں۔

مد عارض وقفی مقدم اور مد عارض مؤخر لین کی صورت

نمبر شمار	الذی أطعمهم من جوع	وامنهم من خوف
۱	طول	قصر

٢	طول	توسط
٣	طول	طول
٤	توسط	قصر
٥	توسط	توسط
٦	توسط	طول
٧	قصر	قصر
٨	قصر	توسط
٩	قصر	طول

کل وجوہ ہیں جن میں سے تین ناجائز ہیں (٦،٨،٩) اور باقی چھ وجوہ صحیح ہیں۔

مدعارض لین مقدم اور مدعارض وقفی مؤخر ہونے کی صورت

نمبر شمار	والطیر	وألنا له الحديد
١	قصر	طول
٢	قصر	توسط
٣	قصر	قصر
٤	توسط	طول
٥	توسط	توسط
٦	توسط	قصر
٧	طول	طول
٨	طول	توسط
٩	طول	قصر

مندرجہ بالا نقشہ میں تین (۶، ۸، ۹) ناجائز ہیں اور باقی چھ وجوہ صحیح ہیں۔

مد عارض وقفی اور عارض لین میں موقوف علیہ مکسور ہو اور اس پر وقف بالروم کیا جائے

نمبر شمار	من جوع	من خوف
۱	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۴	طول مع الاسکان	قصر مع الروم
۵	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۶	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۷	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۸	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم
۹	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۱۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۲	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم
۱۳	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان
۱۴	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان
۱۵	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۱۶	قصر مع الروم	قصر مع الروم

مندرجہ بالا نقشہ میں کل سولہ وجوہ ہیں جن میں سے پانچ (۷، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۵) ناجائز ہیں اور گیارہ وجوہ جائز ہیں

اگر مد عارض میں موقوف علیہ مضموم ہو تو
اس پر وقف بالاشمام اور روم کیا جائے

نمبر شمار	الوقود، قعود	والظیر، خیر
۱	طول مع الاشمام	قصر مع الاشمام
۲	طول مع الاشمام	توسط مع الاشمام
۳	طول مع الاشمام	طول مع الاشمام
۴	طول مع الاشمام	قصر مع الروم
۵	توسط مع الاشمام	قصر مع الاشمام
۶	توسط مع الاشمام	توسط مع الاشمام
۷	توسط مع الاشمام	طول مع الاشمام
۸	توسط مع الاشمام	قصر مع الروم
۹	قصر مع الاشمام	قصر مع الاشمام
۱۰	قصر مع الاشمام	توسط مع الاشمام
۱۱	قصر مع الاشمام	طول مع الاشمام
۱۲	قصر مع الاشمام	قصر مع الروم
۱۳	قصر مع الروم	قصر مع الاشمام
۱۴	قصر مع الروم	توسط مع الاشمام
۱۵	قصر مع الروم	طول مع الاشمام
۱۶	قصر مع الروم	قصر مع الروم

اس نقشہ میں بھی سابقہ نقشہ کے مطابق پانچ ناجائز ہیں اور گیارہ جائز ہیں۔

مد متصل مقدم اور مد عارض وقفی مؤخر ہونے کی صورت

نمبر شمار	سواء علیهم	لا یؤمنون
۱	دو الف مد	طول
۲	دو الف مد	توسط
۳	دو الف مد	قصر
۴	اڑھائی الف مد	طول
۵	اڑھائی الف مد	توسط
٦	اڑھائی الف مد	قصر

مندرجہ بالا نقشہ میں طول اولی دونوں وجوہ ناجائز ہیں باقی جائز ہیں اگر مد عارض وقفی مقدم اور مد متصل مؤخر ہوں تو تب بھی طول والی وجہ ناجائز ہوگی۔

اعوذ باللہ، بسم اللہ اور الحمد للہ رب العالمین کی ضربی وجوہ

فصل کل کی صورت میں تین جگہ وقف ہوتا ہے الرجیم، الرحیم اور العالمین پر تو سب سے پہلے الرجیم کو دیکھ لیں کہ اس میں کتنی وجوہ نکلتی ہیں تو اس میں کل چار وجوہ ہیں۔

❶ طول مع الاسکان ❷ توسط مع الاسکان ❸ قصر مع الاسکان ❹ قصر مع الروم اور یہی چار وجوہ الرحیم میں بھی سمجھو۔

اور العالمین میں صرف وقف بالاسکان ہے اس لئے تین وجوہ طول، توسط، قصر مع الاسکان ہوگا اب الرجیم کی چار وجوہ کو الرحیم کی چار وجوہ سے ضرب دینے پر کل سولہ وجوہ ہوگئیں ان وجوہ کو سمجھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ الرجیم کی چار وجوہ کے ساتھ الرحیم کی چار وجوہ اس طرح پڑھو کہ الرجیم

کے طول کے ساتھ الرحیم میں چاروں یعنی (طول، توسط، قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم) پھر دوسری مرتبہ الرحیم کے توسط کے ساتھ الرحیم میں یہی چار وجوہ اور پھر تیسری دفعہ الرجیم کے قصر کے ساتھ اور الرحیم میں یہی چار وجوہ اور پھر چوتھی مرتبہ الرجیم کے قصر مع الروم کے ساتھ الرحیم میں یہی چار وجوہ پڑھیں تو یہ کل اڑتالیس ہو جائیں گی۔ یعنی العالمین کے طول کے ساتھ یہ سولہ وجوہ پھر العالمین کے توسط کے ساتھ یہ سولہ وجوہ پھر قصر کے ساتھ سولہ وجوہ۔

اب اس نقشہ کو غور سے دیکھیں

الرجیم اور الرحیم کی فصل کل کی صورت میں سولہ وجوہ

نمبر شمار	الذی أطعمهم من جوع	وآمنهم من خوف
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴	طول مع الاسکان	قصر مع الروم
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۶	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۷	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۸	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم

۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۱۱	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۲	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۱۴	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان
۱۵	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان
۱۶	قصر مع الروم	قصر مع الروم

اڑتالیس وجوہ

نمبر شمار	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم	الحمد للہ رب العالمین
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۴	طول مع الاسکان	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۶	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۷	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۸	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم	طول مع الاسکان

۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۰	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۱	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۲	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۴	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۵	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۶	قصر مع الروم	قصر مع الروم	طول مع الاسکان

اس میں پہلی وجہ بالاتفاق جائز ہے اور آخری وجہ میں اختلاف ہے۔

العالمین کے توسط کے ساتھ ضربی وجوہ

نمبر شمار	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم	الحمد للہ رب العالمین
۱۷	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۸	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۱۹	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲۰	طول مع الاسکان	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۲۱	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۲	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۳	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۴	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم	بالاتفاق جائز

۲۵	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۶	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۷	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۲۸	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم	بالاتفاق جائز
۲۹	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۳۰	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۳۱	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۳۲	قصر مع الروم	قصر مع الروم	مختلف فیہ

مندرجہ بالا نقشہ میں موجود وجہ نمبر (۶، ۲۲) بالاتفاق جائز ہے اور وجہ نمبر ۱۶ یہ مختلف فیہ ہے اور باقی ناجائز ہیں

العالمین کے قصر کے ساتھ ضربی وجوہ

نمبر شمار	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم	الحمد للہ رب العالمین
۳۳	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۳۴	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۳۵	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۳۶	طول مع الاسکان	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان

۳۷	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۳۸	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۳۹	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴۰	توسط مع الاسکان	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان
۴۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴۲	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴۳	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۴۴	قصر مع الاسکان	قصر مع الروم	بالاتفاق جائز
۴۵	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۴۶	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۴۷	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان	بالاتفاق جائز
۴۸	قصر مع الروم	قصر مع الروم	بالاتفاق جائز

مندرجہ بالا نقشہ میں ۴۳ نمبر وجہ۔ اور ۴۸ نمبر دونوں بالاتفاق جائز ہیں اور باقی ناجائز ہیں یہاں اڑتالیس وجوہ مکمل ہوگئی ہیں ان کی خود مشق کریں

فصل اول وصل ثانی کی صورت میں بارہ وجوہ

تعداد وجوہ	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیمO	بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمینO

۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۵	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۶	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۷	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۸	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۹	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۰	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۱۱	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان
۱۲	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان

مندرجہ بالا وجوہ میں (۱، ۵، ۹، ۱۲) ۴ وجوہ بالاتفاق جائز ہیں اور (۱۰، ۱۱) مختلف فیہ ہیں اور باقی چھ وجوہ ناجائز ہیں۔

وصل اول فصل ثانی کی صورت میں بارہ وجوہ

تعداد وجوہ	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم	الحمد للہ رب العالمین٥
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان

۴	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۵	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۶	توسط مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۷	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۸	قصر مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۹	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۰	قصر مع الروم	طول مع الاسکان
۱۱	قصر مع الروم	توسط مع الاسکان
۱۲	قصر مع الروم	قصر مع الاسکان

اس کا حال بھی فصل اول وصل ثانی والا ہے۔

فائدہ

وصل کل کی صورت میں صرف تین وجوہ ہوں گی طول مع الاسکان توسط مع الاسکان قصر مع الاسکان تینوں ہی جائز ہیں۔

الٓمّٓ اللہ اور مد منفصل کے اجتماع کی صورت میں وجوہ

سورۃ آل عمران کے شروع میں لفظ الٓمّٓ ○ اللہ پر ملانے کی صورت میں دو وجوہ ہیں قصر اور طول اگر اس کو لا الہ الا ھو الحی القیوم کی مد منفصل کے ساتھ ملائیں تو ضربی وجوہ چار ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

تعداد وجوہ	الٓمّٓ اللہ	لا الہ الا ھو الحی القیوم
۱	قصر	قصر
۲	قصر	توسط

۳	طول	قصر
۴	طول	توسط

مندرجہ بالا چاروں وجوہ جائز ہیں۔

باب ثانی عشرہ

ھاءِ ضمیر اور اجتماعِ ساکنین کا بیان

فصل اول:..............ہائے ضمیر کا بیان
فصل ثانی:...............اجتماعِ ساکنین کا بیان

فصل اول:

ھائے ضمیر کا بیان

ھاء کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ھائے اصلیہ (۲) ھائے زائدہ

ھائے اصلیہ:

اس سے مراد وہ ھاء جو کہ نفس کلمہ کی ہو یعنی فاء عین لام کے مقابل میں آئے جیسے: نُفُقَهُ اور اسی طرح اسم جلالہ کی ھاء: اللّٰهُ

ھائے زائدہ:

اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ھائے ضمیر (۲) ھائے مدورہ (۳) ھائے سکتہ

ھائے ضمیر کی تعریف:

ھائے ضمیر وہ ھاء ہے جو کاف خطاب کی طرح کلمہ کے آخر میں آتی ہے جو کہ صیغہ واحد مذکر غائب کی ضمیر ہے اس کو ھائے کنایہ بھی کہتے ہیں۔

ھائے ضمیر کے دو قاعدے ہیں:

(۱) حرکت (۲) صِلہ

حرکت کے قواعد:

ھائے ضمیر پر دو طرح کی حرکت آتی ہے:

(۱) ضمہ (۲) کسرہ

ضمہ کا قاعدہ:

جب ھائے ضمیر سے پہلے فتحہ ضمہ یا یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی ساکن حرف آئے تو ھائے

ضمیر مضموم ہوگی جیسے: عَنْهُ ،مَالُهُ، اَخَاهُ وغیرہ۔

فائدہ

لفظ مَنْ يَّتَّقْهُ میں ہائے ضمیر مکسور ہوگی کیونکہ یہاں اصل میں مَنْ يَّتَّقِيْه ہے اور یہ یاء مجزوم ہونے کی وجہ سے گرگئی ہے اس لئے یہاں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے کسرہ دیا گیا ہے۔

کسرہ کا قاعدہ:

اگر ھائے ضمیر سے پہلے کسرہ یا یائے ساکنہ ہوتو ھائے ضمیر مکسور ہوگی جیسے: عَلَيْهِ ، فِيْهِ، بِهٖ وغیرہ

فائدہ

اس قاعدہ سے چار الفاظ مستثنیٰ ہیں: عَلَيْهُ اللّٰه (فتح) وَمَا اَنْسٰنِيْهُ (کھف) ان دونوں کلمات میں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ضمہ پڑھا گیا ہے۔ (۳) أَرْجِهْ (الاعراف) فَأَلْقِهْ (النحل) ان کے ساکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ اصل میں أرجي اور فَأَلْقِي تھے ان کے آخر میں حرف علت ساکن آرہے ہیں چونکہ دونوں امر کے صیغے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ امر کا آخر اگر حرف علت ہوتو اس کو حذف کردو چونکہ ان کے آخر میں حرف علت ساکن حذف ہوا ہے تو اس کی جگہ ہائے ضمیر بھی ساکن ہوگئی ہے۔

صلہ کے قواعد:

اس میں دوصورتیں ہیں:

(۱) صلہ (۲) عدم صلہ

صلہ کا قاعدہ:

اگر ہائے ضمیر سے پہلے اور بعد دونوں طرف حرکت ہوتو ضمیر کو صلہ کے ساتھ یعنی کھینچ کر پڑھیں گے جیسے: مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اگر ہائے ضمیر مکسور ہوگی تو یاء زیادہ کریں گے اور اگر مضموم ہوگی تو واؤ زیادہ کریں گے۔

عدم صلہ:

عدم صلہ کے تین قاعدے ہیں:

پہلا قاعدہ:......

اگر ہائے ضمیر سے پہلے حرف ساکن ہو اور بعد میں متحرک ہو تو ھائے ضمیر میں عدم صلہ ہوگا جیسے: عَنْهُ ،تَلَهّٰى، رَاٰوهُ زُلْفَةً لیکن اس قاعدہ سے فِيْهٖ مُهَانًا مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ منقول ہی اسی طرح ہے۔

دوسرا قاعدہ:......

اگر ضمیر سے پہلے متحرک حرف ہو اور بعد میں ساکن تو بھی صلہ نہ ہوگا جیسے: رَبِّهِ الْاَعْلٰى، وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَاب

تیسرا قاعدہ:......

اگر ہائے ضمیر سے ماقبل اور مابعد دونوں ساکن ہوں تو تب بھی صلہ نہ ہوگا جیسے: مِنْهُ الْاَنْهٰر ،وَاِلَيْهِ الْمَصِيْر

ھائے مدوّرہ:

اس سے مراد وہ تاء ہے جو کہ اسم کے آخر میں تانیث کی علامت کے طور پر آتی ہے یہ وقف کی حالت میں ھاء سے بدل جاتی ہے اس کو تائے مربوطہ بھی کہتے ہیں جیسے: اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

ھائے سکتہ:

ھائے سکتہ سے مراد وہ ھاء ہے جو کلمہ کے آخر میں زائدہ ہوتی ہے اور کلمہ کا آخر محفوظ کرنے کے لئے لائی جاتی ہے ھائے سکتہ ساکن پڑھی جاتی ہے یہ قرآن مجید میں نو مقامات پر وارد ہوئی ہے۔

① لَمْ يَتَسَنَّهْ		سورۃ بقرہ	۳ پارہ
② فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ		سورۃ انعام	۷ پارہ
③ كِتَابِيَهْ	دو مرتبہ	سورۃ الحاقہ	۲۹ پارہ
④ حِسَابِيَهْ		سورۃ الحاقہ	۲۹ پارہ
⑤ مَالِيَهْ		سورۃ الحاقہ	۲۹ پارہ
⑥ سُلْطَانِيَهْ		سورۃ الحاقہ	۲۹ پارہ
⑦ مَاهِيَهْ		سورۃ القارعہ	۳۰ پارہ

فصل ثانی:

اجتماع ساکنین کا بیان

اجتماع ساکنین کی تعریف:

جب دو ساکن ایک کلمہ میں یا دو کلموں میں متصل آئیں تو ایسی صورت کو اجتماع ساکنین کہتے ہیں۔ جیسے: اَلْقَدْرُ ، اِذَا یَسْرِ ، آلْاٰنَ، یَعْلَمُوْنَ، قَالُوا الْئٰنَ وغیرہ

اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ (۲) اجتماع ساکنین علی غیر حَدِّہٖ

اجتماع ساکنین علی حدہ اور علی غیر حدہ کی لغوی تعریف:

حَدَّ یَحُدُّ حَدًّا وَحُدُوْدًا کا معنی ہے حد مقرر کرنا لہٰذا علی حدہ کا معنی ہوا کہ ایسے دو ساکن جو اپنی حدود میں رہیں اور غیر حدہ کا مطلب ہوا جو اپنی حدود سے تجاوز کر جائیں (حدود سے مراد ایک کلمہ ہے) اجتماع ساکنین علی حدہ ایک کلمہ میں اور غیرہ حدود و کلموں میں ہوتا ہے۔

اجتماع ساکنین علی حدہ کی تعریف:

اجتماع ساکنین علی حدہ اسے کہتے ہیں کہ دونوں ساکن ایک ہی کلمہ میں ہوں اور دونوں پڑھے جائیں اور پہلا ساکن حرف مدہ ہو۔ اس کی بعض صورتیں لازمی ہیں یعنی وقف اور وصل دونوں میں پائی جاتی ہیں اور بعض عارضی ہیں جو صرف وقف میں پائی جاتی ہیں جیسے لازمی کی مثال: ءَ آلْئٰنَ ،ءَ آللّٰہ، عارضی کی مثال: یَعْلَمُوْنَ، مُسْتَهْزِءُوْنَ، تُكَذِّبُوْنَ.

اس کا حکم جواز کا ہے یعنی اس ساکن کو باقی رکھا جائے گا تا کہ ثقل پیدا نہ ہو

اجتماع ساکنین علی غیرہ حدہ کی دو اقسام ہیں:

❶ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ فی کلمہ ❷ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ فی کلمتین

اجتماع ساکنین علی غیر حدہ فی کلمہ:

دو ساکن ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ نہ ہو جیسے: اَلْقَدْرْ ، اِذَا یَسْرْ، وَالْفَجْرْ ، اس میں پہلا ساکن لازمی ہوتا ہے اور دوسرا ساکن عارضی ہوتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ یہ وقف کی صورت میں جائز ہے یعنی دو ساکنوں کو باقی رکھا جائے گا۔ اور وصل کی صورت میں ناجائز ہے۔

اجتماع ساکنین علی غیر حدہ فی کلمتین:

جب دو ساکن دو کلموں میں ہوں برابر ہے کہ پہلا مدہ ہو یا غیر مدہ جیسے: قَالُوْ الْئٰنَ، فَقُلْنَااضْرِبُوْهُ ،عَلَیْکُمُ الصِّیَامَ، اس کا حکم عدم جواز کا ہے یعنی ان کو باقی نہیں رکھا جائے گا اس کی چار صورتیں ہیں۔

❶ حذف کرنا ❷ ضمہ دینا ❸ فتحہ دینا ❹ کسرہ دینا

حذف کا قاعدہ:

جب دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو اسے حذف کیا جائے گا جیسے: أَقِیْمُوْ الصَّلٰوۃَ، اٰتُو الزَّکٰوۃَ، قَالُوْا ادْعُ لَنَا، أَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ، أُوْتُوْا الْکِتٰبَ، لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ.

أَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اصل میں أَقِیْمُوْاأَلصَّلٰوۃَ تھا أَلصَّلٰوۃ کا ہمزہ وصلی درمیان کلام میں حذف ہو گیا تو لام ساکن اور واؤ جمع کا اجتماع ہوالہذا واؤ جمع کو حذف کر دیا گیا کیونکہ دونوں ساکنوں کا باقی رکھنا ثقالت کا باعث ہے اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کریں۔

ضمہ کا قاعدہ:

اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن میم جمع یا واؤ لین جمع ہو تو اس کو ضمہ دیا جائے گا جیسے : عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ، عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ، فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ،فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ،فَاَلْقَوُالسَّلَمَ، عَصَوُالرَّسُوْلَ ،دَعَوُاللّٰهَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ، اصل میں عَلَیْکُمْ أَ

لصِّیَام تھا ہمزہ وصلی درمیان کلام میں گر گیا تو میم اور لام دو ساکن جمع ہو گئے تو پہلے کو ضمہ دیا گیا اور ایسے عَصَوُا الرَّسُول تھا ہمزہ وصل درمیان کلام میں حذف ہو گیا تو لام اور واؤ دو ساکن جمع ہو گئے تو واؤ کو ضمہ دے دیا گیا اِقْسُ عَلٰی هٰذَا کیونکہ واؤ لین اور میم یہاں دونوں جمع کی علامت ہیں تو یہاں جمع کی طرف اشارہ کی غرض سے ضمہ دیا گیا ہے۔

فتحہ کا قاعدہ:

اگر دو ساکن دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ساکن مِنْ جارہ کا نون ہو یا الٓمّٓ اللہ کا میم ہو تو پہلے ساکن کو فتحہ دیا جائے گا مِنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ، الٓمّٓ اللہ سورۃ آل عمران کا شروع مِنْ جارہ کو فتحہ اس لئے دیا گیا کہ یہ کثیر الاستعمال حرف ہے اور کثرت خفت کا تقاضا کرتی ہے لہٰذا اُخف الحرکات فتحہ دیا گیا اور میم کو کسرہ اس لئے دیا گیا ہے کہ پہلے میم مکسور اور بعد میں یائے ساکنہ ہے اگر اس کو کسرہ دیتے تو توالی اربع کسرات لازم آنا تھا جو نا جائز ہے اور اگر ضمہ دیتے تو ثقل پیدا ہونا تھا اس لئے فتحہ دیا گیا ہے تا کہ ثقل اور توالی کسرات سے محفوظ رہ سکے۔

کسرہ کا قاعدہ:

جب دو ساکن دو کلموں میں ایسے جمع ہوں کہ پہلا ساکن نہ تو حرف مدہ ہو نہ میم جمع اور نہ واؤ لین جمع ہو اور نہ ہی من کا جارہ کا نون اور نہ الٓمّٓ اللہ کا میم ہو تو اس صورت میں پہلے ساکن کو کسرہ دیں گے جیسے: اِنِ ارْتَبْتُم، قومان اتخذها هزوا، اَقِمِ الصَّلٰوةِ، قَالَتِ اخْرُجْ، اِنِ رْتَبْتُمْ اصل میں اِنْ ارْتَبْتُمْ تھا درمیان کلام میں ہمزہ وصل گر گیا تو نون اور راء دو ساکن جمع ہو گئے تو نون کو کسرہ دیا گیا ہے یہ کسرہ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرَةِ کے قاعدہ کے سبب دیا گیا ہے۔

نون قطنی:

بعض جگہ دو کلموں کے درمیان ایک چھوٹا سا نون لکھا جاتا ہے اس کو نون قطنی کہتے ہیں یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب کلمہ اول کے آخر میں تنوین ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ وصل ہو ہمزہ وصل وسط میں حذف ہو جاتا ہے اور دو ساکنوں کا اجتماع ہو جاتا ہے جس کے سبب یہ نون

پیدا ہوتا ہے جیسے: اِلٰی بَعْضِ نِ الْقَوْلِ

اس کو قطنی اس لئے کہتے ہیں کہ قُطُنٌ کے معنی روئی کے ہیں یہ نون بھی دو حرفوں میں روئی کی مانند پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے اس کو نون قطنی کہتے ہیں۔

جس طرح روئی نرم ہوتی ہے اسی طرح یہ نون بھی نرم ہوتا ہے اور آسانی سے دو کلموں کو ملا دیتا ہے۔

باب ثالث عشر

ھمزہ کا بیان

فصل اول:............ھمزہ قطعی کا بیان

فصل ثانی:............ھمزہ وصلی کا بیان

فصل ثالث:............ھمزہ قطعی اور وصلی کا اجتماعی بیان

فصل اوّل:

ہمزہ قطعی کا بیان

تعریف

ہمزہ قطعی ابتداء اور وصل میں ثابت رہتا ہے کلمہ کے اول آخر اور وسط تینوں مقامات پر آتا ہے مفتوح مضموم و مکسور اور ساکن بھی ہوتا ہے بئر ماکول ان أم .

وجہ تسمیہ:

اس کو قطعی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے علیحدہ کر دیتا ہے۔

ہمزہ قطعی کی مثالیں:

ابتداء کی مثالیں: مفتوح، أعطینك .مضموم اولیٰ، اوتو .مکسور انا ،ایاك

وسط کی مثالیں:

مفتوحہ جیسے: قر ء ان ،مکسورة جیسے سئلت ، مضمومه جیسے الموء دة

آخر کی مثالیں:

مفتوحہ جیسے اذا جاء نصر الله مضمومہ جیسے یستهزئ ،مکسورة قروءٍ بئر ، معطلة ان یشاء

ہمزہ قطعی کا حکم

ہمزہ قطعی ہمیشہ مفتوح پڑھا جائے گا یعنی صفت جہر اور شدت کی رعائت رکھتے ہوئے جہاں دو ہمزے قطعی جمع ہوں وہ بھی تحقیق سے ادا کئے جائیں گے سوائے أ ٔعجمی کے اس کے دوسرے ہمزے میں تسہیل واجب ہے۔

ہمزہ وصلی اور قطعی کے درمیان فرق:

۱. ہمزہ وصلی کلمہ کے شروع میں آتا ہے جبکہ ہمزہ قطعی شروع وسط اور آخر میں بھی آتا ہے۔

۲. ہمزہ وصلی ہمیشہ متحرک ہوتا ہے (کیونکہ اس سے ابتداء ہوتی ہے) جبکہ ہمزہ قطعی ساکن بھی ہوتا ہے اور متحرک بھی۔

۳. ہمزہ وصلی یہ اسم اور فعل میں معین مقامات پر آتا ہے۔ جبکہ ہمزہ قطعی مطلق طور پر آتا ہے۔

۴. ہمزہ وصل درمیان کلام میں حذف ہو جاتا ہے جبکہ ہمزہ قطعی درمیان کلام میں باقی رہتا ہے۔

فصل ثانی:

ہمزہ وصلی کا بیان

تعریف:

ہمزہ وصلی وہ ہے جو کلمہ کے شروع میں زائد ہو ابتداء میں ثابت رہے اور درمیان کلام میں ساقط ہو جائے جیسے: قل الحمد لله، الذين اصطفىٰ ،يوم التقى الجمعن

مستثنیٰ:

لیکن کلمہ یا اللہ کا ھمزہ وصلی اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے یہ ہمزہ صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کی وجہ سے باقی رکھا گیا ہے۔ (ہمزہ وصل اسم فعل حرف تینوں میں پایا جاتا ہے۔)

ہمزہ وصل کا افعال میں استعمال:

ہمزہ افعال قیاسیہ میں صرف فعل ماضی اور امر میں پایا جاتا ہے۔

فعل ماضی میں ہمزہ وصل کا بیان:

فعل ماضی میں ہمزہ وصل صرف خماسی اور سداسی میں پایا جاتا ہے۔

ماضی خماسی کی مثالیں:

١. (اقترب) فی قول الله: اقتربت الساعة وانشق القمر

٢. (التقی) فی قوله تعالٰی يوم التقى الجمعن

٣. (إنْطَلَق) فی قوله تعالٰی (وانطلق الملأ منهم)

٤. (إصطفىٰ) فی قوله تعالٰی ان الله اصطفىٰ أدم

ماضی سداسی کی مثالیں:

(اِسْتَسْقٰى) فی قوله تعالٰی وَاِذَا اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِه.

(اِسْتَكْبَرَ) في قوله تعالى وَأَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْ اسْتِكْبَارًا.

فعل امر میں ہمزہ وصل کا بیان

ہمزہ وصلی فعل امر میں صرف ثلاثی، خماسی اور سداسی میں پایا جاتا ہے۔

فعل ثلاثی کی مثالیں:......

(اِضْرِبْ) في قوله تعالى وَاضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ

اگر فعل یعنی مجہول ہوتو ابتداء میں ہمزہ وصلی مضموم ہوگا جیسے: اضطره، استهزئ

(اُخْرُجْ) في قوله تعالى اُخْرُجَ اٰلَ لُوْطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ

(اُتْلُ) في قوله تعالى اُتْلُ مَا اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ

(اُنْظُرْ) في قوله تعالى وَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ

(اُدْعُ) في قوله تعالى اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

فعل امر خماسی کی مثالیں:......

(اِنْتَهُوْا) في قوله تعالى اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ

(اِنْطَلِقُوْا) في قوله تعالى انطلقوا الى ماكنتم به تكذبون

(انتظروا) في قوله تعالى فانتظروا انى معكم من المنتظرين

فعل امر سداسی کی مثالیں:......

(استغفرلهم) في قوله تعالى استغفرلهم أو لا تستغفرلهم

(استئجره) في قوله تعالى يا أبت استئجره

(استهزوا) في قوله تعالى قل استهزؤا

تنبیہ

ماضی خماسی اور سداسی کی قید لگانے سے ماضی ثلاثی اور رباعی نکل گئیں کیونکہ اس کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور فعل امر میں ثلاثی خماسی اور سداسی کی قید لگانے سے رباعی نکل گئے کیونکہ اس کا ہمزہ بھی قطعی ہوتا ہے۔ جیسے

(أَخْرِجْ) في قوله تعالى أخرجو ال لوط من قريتكم

ہمزہ وصلی کی حرکت کا بیان:

ہمزہ وصلی کی حرکت کبھی ضمہ اور کبھی کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔

ماضی میں ضمہ کی حرکت:

فعل ماضی میں ضمہ اس وقت آئے گا جب فعل ماضی مجہول ہوگا۔

جیسے اُبْتُلِیَ فی قولہ تعالٰی ھنالک ابتلی المؤمنون

ماضی میں کسرہ کی حرکت:

فعل ماضی میں کسرہ فعل معروف کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے

اصطفی: فی قولہ تعالٰی ان اللہ اصطفٰی آدم

فعل امر کی حرکت:

فعل امر کا اگر تیسرا حرف مضموم ہوگا تو ہمزہ وصل بھی مضمو ہوگا جیسے

اُدْعُ فی قولہ تعالٰی اُدعُ الی سبیل ربک

أغدو فی قولہ تعالٰی واغدو علی حردٍ قادرین

اور جب تیسرا کلمہ مکسور یا مفتوح ہوگا تو ہمزہ وصل مکسور ہوگا جیسے:

(اعلموا) فی قولہ تعالٰی واعلموا انما غنمتم من شئ

(استجیبوا) فی قولہ تعالٰی فاستجیبوا لی ولیؤمنو بی

(اذھبوا) فی قولہ تعالٰی اذھبوا بقمیصی ھذا

(اھدنا) فی قولہ تعالٰی اھدنا الصراط المستقیم

فائدہ

فعل کے تیسرے کلمہ کے ضمہ کے لئے شرط ہے کہ وہ ضمہ اصلی ہو عارضی نہ ہو اگر ضمہ عارضہ ہو تو پھر بھی ہمزہ وصل مکسور ہوگا اور یہ قرآن میں چار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

(امشوا) فی قولہ تعالٰی أن امشوا واصبروا

(ایتو) فی قولہ تعالٰی ثم ائتوا صفاً

(ابنوا) فی قولہ تعالٰی فقالوا بنو علیھم بنیاناً

(اقضوا) فی قولہ تعالٰی ثم اقضوا الی ولا تنظرون

دلیل

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی واحد اور تثنیہ میں تیسرا کلمہ مکسور ہے اقض، امش وغیرہ اور کسرہ اصلی اور عارضی پہچاننے کا یہی طریقہ ہے۔

ہمزہ وصلی کا اسماء میں استعمال

اسماء میں ہمزہ وصلی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) سماعی (۲) قیاسی

ہمزہ وصل قیاسی کا بیان:

ہمزہ وصلی قیاسی فعل خماسی اور سداسی کے مصدر میں پایا جاتا ہے۔

فعل خماسی کے مصدر کی مثال:......

(افتراءً) فی قولہ تعالٰی افتراء علی اللہ

(اختلاف) فی قولہ تعالٰی لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

فعل سداسی کے مصدر کی مثال......

(استکباراً) فی قولہ تعالٰی استکبارا فی الارض

(استغفارا) فی قولہ تعالٰی واستغفروا استغفاراً

تنبیہ

مصدر فعل ماضی خماسی، سداسی کی حرکت کسرہ وجوبی ہے۔

ہمزہ وصل، سماعی کا بیان:

ہمزہ وصلی سماعی یہ دس اسماء میں پایا جاتا ہے جن میں سے سات قرآن میں مستعمل ہیں۔

(ابن) فی قولہ تعالٰی عیسی ابن امریم وجیھا فی الدنیا والآخرۃ

(ابنہ) فی قولہ تعالیٰ ومریم ابنۃ عمران التی احصنت

(امرؤٌ) فی قولہ تعالیٰ وان امرؤ ھلک لیس لہ ولد

(امرأۃ) فی قولہ تعالیٰ اٰمنوا امرأۃ فرعون

(اثنین) فی قولہ تعالیٰ ثانی اثنین اذھما فی الغار

(اثنتین) فی قولہ تعالیٰ اثنتا عشرۃ عیناً

(اسم) فی قولہ تعالیٰ سبح اسم ربک الاعلیٰ

وہ کلمات جو قرآن میں مستعمل نہیں ہیں یہ ❶ است ❷ ایم ❸ ایمن (ان کا ہمزہ بھی مکسور ہوگا)

ہمزہ وصل کا حروف میں استعمال:

حروف میں ہمزہ وصل صرف لام تعریف کا ہمزہ ہے۔ جیسے الحمد الأرض اَلذِیْ

تنبیہ

لام تعریف کا ہمزہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔

فائدہ

بئس الاسم الفسوق کا ہمزہ دو طرح پڑھا جا سکتا ہے۔

① اصل کا لحاظ رکھیں تو ہمزہ سے ابتداء ہوگی جیسا کہ لام تعریف میں ہوتی ہے: جیسے الاسم الفسوق لِاسْمُ الْفُسُوْق

② اگر لام کی حرکت عارضی کا اعتبار کریں اور پھر اس کو لام مکسور کے ساتھ پڑھیں گے۔

فائدہ نمبر 1

اگر لام تعریف پر لام تاکید اور لام جارہ داخل ہو جائیں تو اس کا ہمزہ لفظاً و رسماً حذف ہوگا جیسے: وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ، للمتقین مفازاً

فائدہ نمبر 2

لیکن اگر لام جارہ کے علاوہ دوسرے حروف جارہ داخل ہوں تو ہمزہ رسماً باقی رہے گا اور تلفظاً حذف ہو جائے گا جیسے: من الکتاب وغیرہ والطور و النجم

فصل ثالث:

ہمزہ قطعی اور وصلی کا اجتماعی بیان

ہمزہ قطعی اور وصلی کی دو صورتیں:

۱۔ ہمزہ وصلی ہمزہ قطعی پر مقدم ہو جیسے إِيتنا

۲۔ ہمزہ استفہام قطعی ہمزہ وصلی پر مقدم ہو أ اطلع

پہلی صورت

جب ہمزہ وصلی متحرک ہمزہ قطعی ساکن پر مقدم ہو تو ہمزہ قطعی کو ماقبل کی حرکت کے مطابق حروف مدہ سے بدلنا واجب ہے جیسے: اٰمن ،ایماناً اوتمن وغیرہ

لیکن اگر ہمزہ وصلی کو ماقبل سے ملا کر پڑھیں تو ہمزہ وصلی حذف ہو جائے گا اور ہمزہ قطعی باقی رہے گا۔ الذی أُوتمن فی السموٰت ائتونی ، یصلح أتنا وغیرہ

دوسری صورت

جب ہمزہ قطعی استفہام مقدم ہو ہمزہ وصلی پر تو اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم:......

جب پہلا ہمزہ استفہام قطعی مفتوح ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو حذف کیا جائے گا یہ قرآن میں چھ سات کلمات پائے جاتے ہیں۔

أإتخذتم سے أتخذتم فی قوله تعالیٰ قل اتخذتم عندالله عهداً

أاطلع سے أطلع فی قوله تعالیٰ أاطلع الغیب

أافتری سے أافتری فی قوله تعالیٰ افتری علی الله کذباً

أاصطفی سے أصطفیٰ فی قوله تعالیٰ (أصطفی البنات)

أأ تخذناهم سے أتخذناهم فی قوله تعالیٰ أتخذنا هم سخرياً

أأستكبرت سے أستكبرت أستكبرت ام كنت من العالمين

أأستغفرت سے أستغفرت أستغفرت لهم

دوسری قسم.......

۱۔ جب پہلا ہمزہ قطعی استفہام کا ہو اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو اس میں تسہیل اور دوسرے ہمزہ کا ابدال دونوں ہیں قرآن میں ایسے چھ کلمات ہیں: ءآالله دو جگہ سورۃ نمل میں اور سورۃ یونس میں۔

۲۔ ءآالذکرین دو جگہ سورۃ انعام میں ءآلن دو جگہ سورۃ اعراف میں۔ لیکن ابدال اولیٰ ہے۔

باب رابع عشر

وقف اور سکتہ کا بیان

فصل اوّل:............وقف کا بیان

فصل ثانی:............سکتہ کا بیان

فصل اول:

وقف کا بیان

ابتداء اور وقف کی پہچان تجوید کی اہم باتوں میں سے ایک بات ہے اس لئے کہ کتاب اللہ کے معانی کا سمجھنا اور تلاوت کا صحیح ہونا اس کے بغیر مشکل ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ترتیل کی تشریح میں فرمایا((اَلتَّرْتِیْلُ هُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ)) یعنی حروف کو تجوید سے پڑھنا اور اوقاف میں ماہر ہونا ہی اصل ترتیل ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ثابت ہوا کہ علم وقف وابتداء کا سیکھنا واجب ہے۔

امام ھذلی نے اپنی کتاب ''کاملہ'' میں فرمایا ہے:

((اَلْوَقْفُ حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ وَزِيْنَةُ الْقَارِیْ وَاِبْلَاغُ التَالِیْ وَفَهْمُ الْمُسْتَمِعِ وَفَخْرُ الْعَالِمِ))

یعنی وقف تلاوت کا زیور ہے قاری کی زینت تلاوت کے مقصد کو پہچاننا، سننے والے کیلئے فہم اور عالم کیلئے فخر ہے۔

اور الامام ابن الانباریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی مکمل پہچان وقف وابتداء کے ماہر ہونے پر ہے اور مزید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول علم اوقاف کے واجب ہونے پر دلیل ہے۔

علامہ ابن الجزریؒ اپنی کتاب ''النشر'' میں فرماتے ہیں ''کثیر آئمہ قراءات نے یہ شرط لگائی ہے کہ جب تک قاری وقف وابتداء میں ماہر نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو سند نہ دی جائے۔

مزید امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جو شخص وقف کو نہیں جانتا وہ قرآن کو ہی نہیں جانتا درج بالا اقوال سے وقف کی اہمیت واضح ہے۔

لغوی معنی

اَلْوَقْفُ لُغَةً الْكَفُّ وَالْحَبْسُ یعنی رکنا اور بند ہونا۔

اصطلاحی تعریف

قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ النَّفْسِ وَاِسْكَانُ الْمُتَحَرِّكِ فِيْ آخِرِالْكَلِمَةِ یعنی کلمہ کے آخر پر آواز اور سانس دونوں کو منقطع کرنا اور متحرک کو ساکن کرنا۔

❀ وقف کی اقسام

وقف کی تین اقسام ہیں:

(۱) کیفیت وقف باعتبار قاری (۲) کیفیت وقف باعتبار معنی (۳) کیفیت وقف باعتبار موقوف علیہ

❀ کیفت وقف باعتبار قاری

اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) اختباری (۲) انتظاری (۳) اضطراری (۴) اختیاری

❀ وقف اختباری

وقف اختباری سے مراد ہے کہ ممتحن یا استاد کسی کلمہ پر کیفیت وقف پوچھنے کی غرض سے کرائے برابر ہے کہ وہ محل وقف ہو یا نہ ہو۔

❀ وقف انتظاری

وقف انتظاری وہ ہے جو وجوہ قراءات اور روایات کی تکمیل کے لئے کیا جائے یہ وقف سبعہ عشرہ کے اجراء کے وقت کیا جاتا ہے۔

❀ وقف اضطراری

وہ ہے جو کسی عذر یعنی سانس کی تنگی کھانسی یا بھولنے کی وجہ سے مجبوراً کیا جائے۔

❀ وقف اختیاری

تلاوت کے دوران بغیر کسی عذر کے ارادۃً استراحت کی غرض سے کسی ایسی جگہ وقف کرنا جہاں کلام پورا ہو جائے اور مخاطب کو دوسرے کلام کی حاجت نہ رہے۔

❀ کیفیت وقف باعتبار معنی

(اس کی چار قسمیں ہیں)

(۱)وقف تام (۲)وقف حسن (۳)وقف کافی (۴)وقف قبیح

❀ وقف تام

کسی ایسے کلمہ پر وقف کرنا جہاں کلام مکمل ہو جائے اور مابعد سے کوئی لفظی یا معنوی تعلق باقی نہ ہو جیسے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ . اُولٰئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

❀ وقف کافی

کسی ایسی جگہ پر وقف کرنا جہاں مابعد سے معنوی تعلق تو ہو لیکن لفظی تعلق نہ ہو جیسے: لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ مِمَّا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❀ وقف حسن

کسی کلمہ پر اس طرح وقف کرنا کہ کلام کا معنی اور لفظ دونوں اعتبار سے مابعد سے تعلق ہو وقف حسن کو حسن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کسی نہ کسی درجہ میں مراد کلام ظاہر ہوتی ہے۔ وقف حسن اگر آیت کے درمیان میں ہو تو ماقبل سے اعادہ ضروری ہے۔ اگر آیت کے اختتام پر ہو تو مابعد سے پڑھنا جائز ہے۔

وقف حسن کی اصل حضرت ام سلمہؓ کی حدیث ہے فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پر وقف کرتے تھے چنانچہ آپ ﷺ ((بسم الله الرحمان الرحيم)) پڑھتے اور ٹھہر جاتے پھر آپ الرحمان الرحیم پڑھتے اور ٹھہر جاتے۔

❀ وقف قبیح

ایسی جگہ وقف کرنا جہاں پہلے کلام کا مابعد والے کلام سے اس طرح تعلق ہو کہ اس کے بغیر معنی سمجھ نہ آئے جیسے مضاف پر یا موصوف پر بغیر مضاف الیہ اور بغیر صفت کے وقف کرنا جیسے مالك یوم الدین میں مالك پر اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ میں اَلْحَمْدُ پر وقف

کرنا۔ ایسے ہی (لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ) پر وقف کرنا۔

❀ کیفیت وقف باعتبار موقوف علیہ

موقوف علیہ (جس کلمہ پر وقف کیا جائے) کے اعتبار سے وقف کی پانچ قسمیں ہیں۔:

❶ وقف بالسکون ❷ وقف بالاسکان ❸ وقف بالاشمام

❹ وقف بالروم ❺ وقف بالابدال

❀ وقف بالسکون

کلمہ کے آخری ساکن حرف پر سانس اور آواز توڑ کر وقف کرنا جیسے: مَاهِيَةْ ، اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

❀ وقف بالاسکان

کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے سانس اور آواز توڑ کر وقف کرنا جیسے: يَعْلَمُوْنَ ، رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❀ وقف بالروم

روم کے معنی ہیں قصد کرنا، اور اصطلاح قراء میں کلمہ کے آخری حرف پر حرکت کا ایک تہائی حصہ پڑھنا یعنی حرکت کو خفی آواز سے ادا کرنا جس کو قریب والا آدمی سن سکے۔ یہ ضمہ اور کسرہ میں ہوتا ہے نیز جس کلمہ کے آخر میں تنوین ہو وہاں بھی روم جائز ہے لیکن صرف ایک حرکت پر ہوگا نہ کہ تنوین پر۔ جیسے: عَلِيْمٌ ، يَوْمِ الدِّيْنِ

❀ وقف بالاشمام

اشمام کا معنی ہے بُو دینا اور اصطلاح قراء میں اشمام یہ ہے کہ کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے فوراً ہونٹوں کو گول کر کے پیش کی طرف اشارہ کرنا تاکہ دیکھنے والا سمجھ جائے کہ اس حرف پر پیش تھی اور یہ پیش کی تنوین میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے: وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

نوٹ:...... جس حرف پر روم اشمام کیا گیا ہے اگر وہ مشدّد ہو تو تشدید بدستور قائم رہے گی۔

فائدہ

مندرجہ ذیل جگہوں پر روم واشمام جائز نہ ہوگا۔

(۱) وہ تاء جس کو ھا کی شکل میں گول لکھتے ہیں یعنی تائے مدوّرہ اس پر حالت وقف میں روم و اشمام نہ ہوگا جیسے: جَارِيَةٌ، حَامِيَةٌ

(۲) عارضی حرکت پر بھی روم واشمام نہ ہوگا جیسے: فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَان ، أَنْذِرِ النَّاسِ میں ہمزہ کی حرکت اور عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اور عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں میم کی حرکت۔

❀ وقف بالابدال

ابدال کا معنی ہے بدلنا: (اصطلاح قراء کے مطابق پڑھنا چاہئے۔

دو زبر کی تنوین کو وقفا الف کی صورت میں اور تائے مدورہ کو وقفا ھاء کی صورت میں تبدیل کرنے کو وقف بالابدال کہتے ہیں أَبَداً سے أَبَدَا مَاءً سے مَاءَ ا، خَلِيفَةٌ سے خَلِيفَه اور اَلْحَاقَّةُ سے اَلْحَاقَّهْ، رَحْمَةٌ سے رَحْمَهْ .

فائدہ

ان وقوف کی وضاحت بھی ضروری خیال کرتے ہیں جو کہ عموماً قرآن مجید کے حاشیہ پر ہوتے ہیں یہ پانچ قسم کے اوقاف ہیں۔

❶ وقف النبی ❷ وقف جبرائیلؑ یا منزل ❸ وقف غفران

❹ وقف کفران ❺ وقف معانقہ

❀ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

اس سے مراد وہ اوقاف ہیں جو کہ آنحضرتؐ سے مختلف احادیث میں منقول ہیں ان کی تعداد چودہ ہے۔

❀ وقف جبرائیل یا منزل

اس سے مراد وہ اوقاف ہیں جن پر حضرت جبرائیلؑ نے نزول قرآن کے وقت وقف کیا تھا ان کی اتباع میں آپؐ نے بھی وقف کیا جیسے: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ .

❀ **وقف غفران**

اس کی دو تعریفیں ہیں:

(۱) ان مقامات پر وقف کرنا کہ جہاں سامع اگر دعا مانگے تو قبول ہوتی ہے۔

(۲) ایسی جگہ وقف کرنے سے معنی کی موزونیت اور سامع پر بشاشت ظاہر ہوتی ہے۔

جیسے اِنَّمَا يَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ يَسۡمَعُوۡنَ

❀ **وقف کفران:**

یہ علامت اس جگہ ہوتی ہے جہاں اگر وقف کرلیا جائے تو معنی مراد الٰہی کے خلاف ہو جاتا ہو۔

❀ **وقف معانقہ:**

اس میں تین نقطے دو جگہ پر لکھے ہوتے ہیں (۔۔۔) یہاں دونوں میں سے ایک پر وقف کرنا درست ہے یعنی وصل اول فصل ثانی یا فصل اول وصل ثانی کے مطابق پڑھنا چاہئے اگرچہ وصل کل بھی جائز ہے۔

فصل ثانی:

سکتہ کا بیان

اس باب میں وقفؔ قطعؔ سکوتؔ وقفہ اور سکتہ کے درمیان فرق اور پھر سکتہ کا تفصیلی بیان ہوگا۔

وقف، قطع، سکوت

وقف:...... وقف یہ کلمہ کے آخری حرف پر آواز اور سانس توڑ کر ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔

قطع:...... قطع کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں اور اصطلاح قراء میں قَطْعُ الْقِرَاءَ ةِ رَأْساً عَلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ وَالْمَضْمُوْنِ.

یعنی کسی آیت یا مضمون کے آخر پر تلاوت کو بالکلیہ بند کر دینا گویا یہ اختتام تلاوت کے منزلہ ہے اس لئے جب تلاوت دوبارہ شروع کرنی ہو تو استعاذہ لوٹائیں گے۔

سکوت:......

یہ دوران تلاوت متعلقات قرأت یا قرآن کے متعلق کسی کام یا عذر کے سبب ہوتا ہے اس میں تلاوت جاری رکھنے کی نیت ہوتی ہے مثلاً تفسیر کے متعلق غور وفکر کرنے کے لئے ٹھہرنا وقف قطع سکوت میں گویا ایک چیز مشترک ہے یہاں سانس کو بند کر کے وقف کیا جاتا ہے البتہ جزوی تفصیل ہے کہ جو کہ اوپر درج ہے۔

وقفہ:

یہ وقف سے ہے اس کے آخر میں ھاء لگا دی گئی اس کی اصل دار الوقف مع السکتۃ اس پر وقف کرنا بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس پر سانس نہ توڑیں اور سکتہ سے قدرے زیادہ ٹھہر کر آگے تلاوت کریں۔ لیکن چونکہ یہ سکتہ قراءت آئمہ سے منقول نہیں ہے۔ اس لئے یہ اصلی سکتہ نہیں ہے۔

سکتہ:

لغوی معنی:......

سکتہ کا لغوی معنی باز رہنا خاموش ہونا ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں ((سَکَتَ الرَّجُلِ عَنِ الْکَلَامِ)) یعنی آدمی کلام کرنے سے باز رہا اور خاموش ہوگیا۔

اصطلاحی تعریف:

قَطْعُ الصَّوْتِ زَمنًا هُوَ دُوْنَ زَمَنِ الْوَقْفِ عَادَةً مِنْ غَيْرِ تَنَفُّسٍ

یعنی کلمہ کے آخر یا درمیان میں قراءت کو جاری رکھنے کی نیت سے بغیر سانس توڑے وقف سے کچھ کم وقت ٹھہرنا۔ سکتہ کی دو قسمیں ہیں: جیسا کہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں: ((وسکتهم المحتار دون تَنَفُّسٍ))

(۱) لفظی (۲) معنوی

سکتہ لفظی:

اگر صحیح ساکن کے بعد همزہ آجائے تو ہمزہ میں تحقیق کی غرض سے ماقبل پر سکتہ کرنا۔ یہ روایت حفص میں بطریق شاطبیؒ منقول نہیں البتہ بطریق جزری جائز ہے یہ وصل کے حکم میں ہوتا ہے۔ جیسے اَلْاَرْضُ مَنْ اٰمَنَ

سکتہ معنوی:

جن مقامات پر دو کلموں کے درمیان معنوی انفصال ظاہر کرنا ہو وہاں یہ سکتہ کیا جاتا ہے۔ یہ وقف کے حکم میں ہوتا ہے۔ روایت حفص میں یہ سکتہ چار مقامات پر ہوتا ہے۔

عِوَجًا ٥ قَيِّمًا	سورة كهف
مِنْ مَّرْقَدِنَا ٥ هٰذَا	سورة يٰسٓ
مَنْ ٥ رَاقٍ	سورة قيامه
بَلْ ٥ رَانَ	سورة مطففين

عِوَجًا قَيِّمًا میں اخفاء اور مَنْ رَاقٍ اور بَلْ رَانَ میں ادغام بھی جائز ہے۔ ہمارے پاکستانی مصاحف میں ان کے علاوہ اور مقامات پر بھی سکتہ لکھا ہوتا ہے لیکن وہ روایت حفص میں منقول نہیں ہے چونکہ قراءات کا دارومدار صرف اور صرف نقل پر ہے اس لئے وہاں سکتہ جائز نہیں ہے۔

باب خامس عشر

وقف کے متعلق ضروری احکام

فصل اول: ....مقطوع اور موصول کا بیان

فصل ثانی: ....تاءِ تانیث کا بیان

فصل ثالث: ....حذف و اثبات کا بیان

فصل اول:

مقطوع اور موصول کا بیان

❀مقطوع:

ہر وہ کلمہ ہے جو رسماً دوسرے کلمہ سے جدا ہو مثلاً اِنْ، لَا، اِنْ مَا،

❀موصول:

وہ کلمہ ہے جو رسماً دوسرے کلمہ سے ملا کر لکھا ہو مثلاً حَیْثُمَا اصل میں حَیْثُ مَا تھا قراء کے لئے موصول اور مقطوع کی پہچان بے حد ضروری ہے کیونکہ اس کا تعلق وقف سے ہے جب تک مقطوع اور موصول اور رسم الخط کا علم نہ ہوگا تو اوقاف صحیح نہ ہوں گے اور تجوید و قراءات میں مہارت نہ ہوگی پس مقطوع کلمات پر پہلے اور دوسرے دونوں پر وقف جائز ہے اور موصول پر صرف دوسرے کلمہ پر وقف ہوگا۔

❀پہلا کلمہ:

اَنْ لَوْ کو ہمزہ مفتوح اور نون ساکن کے ساتھ یہ کلمہ قرآن کریم میں چار جگہ ہے۔

❶ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ سورۃ اعراف ❷أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ سورۃ رعد میں ❸اَنْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ، سورۃ سبا میں یہ تینوں اقسام بالاتفاق مقطوع ہیں۔ ❹وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا، سورۃ جن یہ مختلف فیہ ہے یعنی مقطوع بھی اور موصول بھی ہے۔

❀دوسرا کلمہ:

ابن ام سورۃ اعراف بالاتفاق مقطوع ہے اور اسی طرح کلمہ يَبْنَؤُمَّ بالاتفاق موصول، یہ اصل میں تین کلمے ہیں یا ابن اور ام .

❀تیسرا کلمہ:

اَيًّامَّا تَدْعُوْا سورۃ اسراء بالاتفاق مقطوع ہے یعنی أَيًّا اور ما دونوں پر وقف صحیح ہے۔

❀ چوتھا کلمہ:

اِلْ یَا سِیْنَ سورۃ صفت بالاتفاق مقطوع ہے۔

❀ پانچواں کلمہ:

یَوْمَ اِذْ، یَوْمَئِذٍ نَاضِرَہ سورۃ قیامہ بالاتفاق موصول ہے

❀ چھٹا کلمہ:

حِیْنَ اِذْ جیسے وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ سورۃ واقعہ بالاتفاق موصول ہے۔

❀ ساتواں کلمہ:

وَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ، کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ، کَاَنَّمَا خَیْرٌ بالاتفاق موصول ہے۔

❀ آٹھواں کلمہ:

رُبَّ مَا جیسے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ سورۃ حجر بالاتفاق موصول ہے۔

❀ نواں کلمہ:

وَیْ کَاَنَّ یا کَاَنَّهٗ جیسے وَیْکَاَنَّ اللّٰهَ وَیْکَاَنَّهٗ سورۃ قصص بالاتفاق موصول ہے

❀ دسواں کلمہ:

نِعْمَ مَا جیسے فَنِعِمَّا هِیَ سورۃ بقرہ اور نِعِمَّا یَعِظُکُمْ سورۃ نساء بالاتفاق موصول ہے۔

❀ گیارھواں کلمہ:

مَهْمَا سورۃ اعراف میں بالاتفاق موصول ہے۔

❀ بارھواں کلمہ:

حم عسق سورۃ شوریٰ ان دونوں پر الگ الگ وقف کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک علیحدہ مستقل کلمہ ہے اور انپر وصل بھی صحیح ہے۔

مقطوع اور موصول کے وہ کلمات جو مقدمۃ الجزری میں بیان ہوئے ہیں

① کلمہ اَن لا ہمزہ مفتوحہ نون ساکنہ اور لا نافیہ کے ساتھ یہ دس جگہ بالاتفاق مقطوع ہے حَقِیْقٌ عَلٰی اَنْ لَا اَقُوْلَ پ۹ رکوع۱۳ ②اَنْ لَا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ پ۹ رکوع۲ ③اَنْ لَا مَلْجَاً مِنَ اللّٰہِ پ ۱۱،رکوع۱۴ ④وَاَنْ لَا اِلٰہ اِلَّا ھُوَ پ ۱۲،رکوع۲ ⑤سورۃ ھود کا دوسرا اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا پ۱۲،رکوع۳ ⑥اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْأً پ۱۷، رکوع۴ ⑦اَنْ لَا تَعْبُدُوْا الشَّیْطٰنَ پ۲۳،رکوع۴ ⑧اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ پ ۲۵،رکوع ۱ ⑨اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ پ ۲۸،رکوع۲ ⑩اَنْ لَّا یَدْ خُلَنَّھَا الْیَوْمَ پ ۲۹،رکوع ۱ (۱۱) اور کلمہ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ جو سورۃ انبیاء میں ہے یہ مختلف فیہ ہے اکثر مصاحف میں مقطوع اور بعض میں موصول ہے۔

مذکورہ گیارہ مقامات کے علاوہ کلمہ اَن لَّا بالاتفاق موصول ہے یعنی نون کا لام میں ادغام ہے اَنْ لا تَعْبُدُو اِلَّا اللّٰہُ سورۃ ہود میں اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ سورۃ طٰہ میں اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ سورۃ نمل میں اَلَّا تَزِرُوَازِرَۃٌ سورۃ نجم میں اَلَّا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ سورۃ مائدہ وغیرہ۔

پہلا کلمہ:

ان لا ہمزہ مکسورۃ اور نون ساکنہ اور لا نافیہ کے ساتھ یہ بالاتفاق ہر جگہ موصول ہے جیسے اِلَّا تَفْعَلُوْا پ ۱۰،رکوع۱۰،اِلَّا تَنْصُرُوْا پ ۱۰،رکوع۶ وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ پ ۱۲،رکوع۴.

دوسرا کلمہ:

اِنْ مَا ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے یہ بالاتفاق صرف ایک جگہ مقطوع ہے مثلاً اِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ پ ۱۳، رکوع۶ اور اس کے علاوہ باقی سب موصول ہیں جیسے :وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ سورۃ غافر میں فَاِمَّا تَثْقَفَنَّھُمْ سورۃ انفال اور وَاِمَّا تَخَافَنَّ دونوں جگہ وغیرہ۔

تیسرا کلمہ:

اَمَّا ھمزہ مفتوحہ اور میم مشدّدہ کے ساتھ یہ قرآن مجید میں بالاتفاق موصول ہے جیسے: اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ سورۃ انعام میں دو دفعہ اور اَمَّا يُشْرِكُوْنَ، اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ دونوں سورۃ نمل میں اسی طرح اما شرطیہ اور تفصلیہ بھی قرآن میں موصول ہے۔ جیسے:

فَأَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سورۃ والضحیٰ اور فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ سورۃ قارعہ وغیرہ میں

چوتھا کلمہ:

عَنْ مَا، عن جارہ اور ما موصولہ کے ساتھ صرف ایک جگہ پر بالاتفاق مقطوع ہے مثلاً: عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ سورۃ اعراف اور اس کے علاوہ باقی تمام مقامات پر موصول ہے مثلاً: عَمَّا يَعْمَلُوْنَ سورۃ بقرہ اور عَمَّا يَقُوْلُوْنَ سورۃ مائدہ اور عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سورۃ قصص اور عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا سورۃ اسراء۔

پانچواں کلمہ:

عَمَّ جو اصل میں عن اور ما استفہامیہ اور محذوفہ کے ساتھ یہ بھی صرف ایک جگہ قرآن مجید میں بالاتفاق موصول ہے۔ مثلاً عَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ

چھٹا کلمہ

مِنْ مَّا میں من جارہ اور ما موصولہ ہے اس کی تین اقسام ہیں۔(۱) بالاتفاق مقطوع (۲) بالاتفاق موصول (۳) مختلف فیہ۔

نمبر۱...... بالاتفاق مقطوع:

جیسے فَمِنْ مَّامَلَكَتْ پ۵، رکوع ۴ هَلْ لَّكُمْ مِنْ مَّا مَلَكَتْ سورۃ روم

نمبر۲...... بالاتفاق موصول:

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ پ۱، رکوع ۱ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ پ۱۳، رکوع ۵ مِمَّا مَلَكَتْ

اَیۡمَانُکُمۡ فَکَاتِبُوۡھُمۡ سورۃ نور پ ۱۸

نمبر۳......مختلف فیہ:

وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰکُمۡ سورۃ منافقون میں صرف ایک جگہ آیا ہے اکثر مصاحف میں مقطوع اور بعض میں موصول اور عمل قطع پر ہی ہے۔

ساتواں کلمہ

مِنۡ مَّالٍ میں مِنۡ اسم جارہ اسم ظاہر پر داخل ہوا ہے یہ بالاتفاق مقطوع ہے مثلاً مِنۡ مَّالٍ وَّ بَنِیۡنَ پ ۱۸، رکوع ۴ مِنۡ مَّالِ اللّٰہِ پ ۱۸ سورۃ نور مِنۡ مَّآءٍ فَمِنۡکُمۡ سورۃ نور مِنۡ مَّآءٍ مَّھِیۡنٍ سورۃ سجدہ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ جب من جارہ کے بعد ضمیر موصول ہو تو موصول لکھتے ہیں مِنۡہُ، مِنۡھُمۡ، مِنۡكَ مِنۡکُمۡ مِنِّیۡ، مِنَّا وغیرہ۔

آٹھواں کلمہ

ممن، مم کا رسم الخط جب من جارہ کے بعد من موصولہ یا ما استفہامیہ جو محذوف الالف ہو تو ہر جگہ موصول ہوں گے مثلاً: ومن اظلم ممن کتم سورۃ بقرہ مِمَّنۡ دَعَا اِلَی اللّٰہِ سور فصلت مِمَّنۡ مَّعَكَ سورۃ ھود مِمَّنِ افۡتَرٰی مِمَّنۡ کَذَّبَ اور من جارہ کے بعد ما استفہامیہ اور الف محذوفہ کی صرف ایک مثال ہے۔ مِمَّ خُلِقَ سورۃ طارق.

نواں کلمہ:

اَمۡ مَنۡ یہ اَمۡ اور مَنۡ استفہامیہ سے بنا ہے یہ بھی دو قسم پر ہے (۱) بالاتفاق مقطوع (۲) بالاتفاق موصول بالاتفاق مقطوع چار جگہ ہے اَمۡ مَّنۡ یَّکُوۡنُ (سورۃ نسآء) ام مَنۡ اَسَّسَ سورۃ توبہ اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا سورۃ صفت، اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا سورۃ فصلت.

بالاتفاق موصول

مذکورہ چار جگہ کے علاوہ باقی سب موصول ہے جیسے: اَمَّنۡ لَّا یَھِدِّیۡ سورۃ یونس، اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ، اَمَّنۡ جَعَلَ، اَمن یُجِیۡبُ، اَمَّنۡ یَّبۡدَؤُا، اَمَّنۡ ھٰذَا الَّذِیۡ وغیرہ۔

دسواں کلمہ

حیث ما بالاتفاق مقطوع ہے اور صرف دو جگہ قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴾ دو دفعہ سورۃ بقرہ میں۔

گیارہواں کلمہ

أَنْ لَّمْ جو ہمزہ مفتوح اور لم جازمہ سے ہے یہ ہر جگہ مقطوع ہے جیسے: أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ سورۃ انعام

أَنْ لَّمْ يَرَهُ سورۃ بلد، كَأَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ سورۃ نساء كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ اور كَأَنْ لَّمْ يَلْبَثُوا سورۃ یونس اور كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا سورۃ اعراف، كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا اِلَّا أَنْ ثَمُودَ اور كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلا بُعْدًا لِّثَمُودٍ دونوں سورۃ ھود۔

كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْراً، سورۃ لقمان اور كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ، سورۃ جاثیہ

بارھواں کلمہ

إِنَّ مَا ھمزہ مکسورۃ نون مشدّدہ کے بعد ما زائدہ ہو تو اس کا رسم الخط تین طرح پر ہے ا۔ اجماعاً مقطوع ۲۔ اجماعاً موصول ۳۔ مختلف فیہ۔

نمبر ۱:......

بالاتفاق مقطوع إِنَّ مَا تُوعَدُونَ سورۃ انعام صرف ایک جگہ قرآن میں واقع ہے۔

نمبر ۲:......

موصول مثلاً: إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ، سورۃ رعد إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ سورۃ نسآء، إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ، إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ بقرہ إِنَّمَا يُوحٰى سورۃ نسآء، إِنَّمَا تُوعَدُونَ مرسلات۔

نمبر ۳:......

مختلف فیہ بعض مصاحف میں مقطوع اور بعض میں موصول صرف ایک جگہ ہے: إِنَّمَا

عِنۡدَاللّٰهِ هُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ

تیرھواں کلمہ:

أَنَّ مَا ہمزہ مفتوحہ نون مشدّدہ کے بعد ما موصولہ اس کے رسم کی بھی تین صورتیں ہیں۔

نمبر ۱ :......

بالاتفاق مقطوع وَأَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَالۡبَاطِلَ سورة حج وَأَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الۡبَاطِلُ سورة لقمان

تیسری قسم:

بالاتفاق مقطوع یہ چھ جگہ قرآن میں آئے ہیں۔

① وَلَبِئۡسَ مَا اشَرَوۡا به انفسهم سورة بقره ②فَبِئۡسَ مَا يَشۡتَرُوۡنَ آل عمران اور باقی چار کلمات سورۃ مائدہ میں آئے ہیں: ③وَلَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا ④وَلَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ⑤لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ⑥لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ.

سولھواں کلمہ:

فی ما، فی جارہ اور ما موصولہ یہ تین اقسام پر ہے۔

نمبر ۱ :...... بالاتفاق صرف ایک جگہ پر مقطوع ہے۔ أَتُتۡرَكُوۡنَ فِيۡ مَا هٰهُنَا فِيۡمَنۡ (سورة شعرا) دوسری قسم مختلف فیہ اور یہ دس جگہ پر ہے ان میں قطع اولیٰ ہے۔

نمبر ۱ :......فِيۡ مَا فَعَلۡنَ فِيۡ اَنۡفُسِهِنَّ (سورة بقره)

نمبر ۲ :......قُلۡ لَا اَجِدُ فِيۡ مَا اُوۡحِيَ (سورة انعام)

نمبر ۳ :......فِيۡ مَا اشۡتَهَتۡ اَنۡفُسُهُمۡ (سورة انبياء)

نمبر ٤ :...... لِيَسۡئَلُوۡكُمۡ فِيۡ مَا اٰتٰكُمۡ (سورة مائده)

نمبر ٥ :......لِيَبۡلُوَكُمۡ فِيۡ مَا اٰتٰكُمۡ (سورة انعام)

نمبر ٦ :......فِيۡ مَا اَفَضۡتُمۡ (سورة نور)

نمبر ٧ :...... فِيۡ مَارَزَقۡنٰكُمۡ (سورة انعام)

نمبر ٨ :......فِيۡ مَاهُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ اور فِيۡ مَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ دونوں سورۃ زمر

ہیں۔

نمبر ۹:......وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ سورۃ واقعہ .

بالاتفاق موصول:

نمبر ۱:......فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ

نمبر ۲:...... فِيْمَاطَعِمُوْا (سورۃ مائدہ)فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ(سورۃ یونس)

فائدہ

جب فی جارہ ایسے ما استفہامیہ پر داخل ہو چکا الف محذوف ہوتو یہ تمام مصاحف میں موصول ہوگا جیسے:فِيْمَ كُنْتُمْ سورۃ نسآء اورفِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (سورۃ نازعات)

سترھواں کلمہ

أَيْنَ مَا کے رسم الخط کی تین صورتیں ہیں پہلی صورت اجماعا موصول ہے جیسے اَيْنَمَا یہ کلمہ دو جگہ ہے فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا (سورۃ بقرہ)

نمبر ۱:......اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ سورۃ نحل

دوسری مختلف فیہ یعنی مقطوع اور موصول یہ تین جگہ پر ہے۔

نمبر ۱:...... أَيْنَ مَاتَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ سورۃ نساء

نمبر ۲:......أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُفْتَنُوْنَ سورۃ شعراء

نمبر ۳:......أَيْنَ مَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا سورۃ احزاب .

بالاتفاق مقطوع:

نمبر ۱:...... اِلَّا هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كَانُوْا(سورۃ مجادلہ)علماء کے ہاں شعراء اور احزاب میں مقطوع اور موصول دونوں برابر ہیں اور نسآء میں قطع مشہور ہے اور اسی قول پر امام شاطبی کا عمل ہے۔

اٹھارھواں کلمہ:

اِنْ لَّمْ ان شرطیہ اور لام جازمہ کے ساتھ یہ دو قسم پر ہے پہلی قسم بالاتفاق مقطوع جیسے: فَأِنْ

لَّمْ تَفْعَلُوْا ،فَأِن لَمْ يَكُوْنَارَجُلَيْنِ(دونوں بقرہ) فَأَنْ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْالَكَ(سورۃ قصص) وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ اور وَاِنْ لَمْ يَنْتَهُوْا دونوں سورۃ مائدہ اور لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبَّنَاسورۃ اعراف اور لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ سورۃ احزاب لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا سورۃ علق اور اِنْ لَمْ يُؤْمِنُوْا سورۃ کھف وغیرہ۔اس کی دوسری قسم و س ہے

انیسواں کلمہ......ان لا:

ان شرطیہ اورلا نافیہ کے ساتھ یہ کلمہ بالاتفاق موصول ہے مثلا:اِلَّا تَفْعَلُوْهُ (سورۃ انفال) اِلَّا تَنْفِرُوْا اور اِلَّا تَنْصُرُوْهُ دونوں (سورۃ توبہ)وَاِلَّا تَغْفِرْلِيْ(سورۃ ھود)

بیسواں کلمہ......أن ،لن کا بیان:

ان مصدر یہ اورلن ناصبہ کے ساتھ تین قسم پر ہے۔

پہلی قسم بالاتفاق موصول:

أَلَّنْ یہ دوجگہ پرآیا ہے

نمبر ۱:......أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًاسورۃ کھف

نمبر ۲:...... أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهٗ (سورۃ قیامہ)

دوسری قسم مختلف فیہ:

یہ صرف ایک جگہ ہے:عَلِمَ أَلَّنْ تُحْصُوْهُ سورۃ مزمل اکثر مصاحف میں مقطوع مرسوم ہےاوربعض میں موصول لیکن مشہور مقطوع ہے۔

تیسری قسم بالاتفاق مقطوع:

جیسے:أَنْ لَّنْ يَّقْدِرَعَلَيْهِ اَحَدٌ سورۃ بلدأنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ (سورۃ جن) أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَعَلَيْهِ (سورۃ انبیاء)

اکیسواں کلمہ......کَی لا:

یعنی کَی ناصبہ اورلا نافیہ قرآن میں سات جگہ آیا ہے۔اس کی دوقسمیں ہیں:

بالاتفاق موصول:...... یہ چارجگہ پر ہے:

نمبر ۱:...... كَيْلَا تَحْزَنُوْا

نمبر ۲:...... لِكَيْلَا يَعْلَمَ سورة حج

نمبر۳:...... لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْهِ حَرَجٌ (سورۃ احزاب کا دوسرا)

نمبر۴:...... لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (سورة حديد)

بالاتفاق مقطوع:...... یہ تین جگہ پر ہے:

نمبر ۱:...... لِكَيْ لَا يَعْلَمَ سورة نحل

نمبر۲:...... لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ احزاب کا پہلا)

نمبر۳:...... لِكَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً (سورة حشر)

بائیسواں کلمہ:

عَنْ مَنْ عَنْ جارہ اور من موصولہ سے یہ کلمہ قرآن میں بالاتفاق مقطوع ہے صرف دو جگہ پر آیا ہے۔

نمبر ۱:...... فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى

نمبر۲:...... عَنْ مَنْ يَّشَاءُ

تیسواں کلمہ:

يَوْمَ هُمْ یعنی ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ یہ کلمہ قرآن میں بالاتفاق مقطوع ہے اور صرف دو جگہ پر آیا ہے۔

نمبر ۱:...... يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ (سورة غافر)

نمبر ۲:...... يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ (سورة الذاريات) اور جب ضمیر مجرور ہو تو تمام مصاحف موصول لکھتے ہیں۔

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ اور يَوْمَهُمُ الَّذِيْ

اور اس طرح تمام مصاحف وصل پر متفق ہیں جب میم اور ھاء مکسور ہوں جیسے: فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ (سورة الذاريات)

چوبیسواں کلمہ......(مالِ):

میں لام جارہ اپنے مجرور پر خلاف قیاس جدا لکھا ہوا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔:

پہلی قسم بالاتفاق مقطوع:......

نمبر ۱: ......فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ (سورة نساء)

نمبر ۲: ...... وَمَالِ هٰذَا الْكِتَابِ (سورة كهف)

نمبر ۳: ...... وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (سورة فرقان)

نمبر ٤: ...... فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (سورة معارج)

دوسری قسم بالاتفاق موصول:......

نمبر ۱: ......فَمَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (سورة يونس)

نمبر ۲: ......مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (سورة صافّات)

نمبر ۳: ......وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهٗ (سورة والليل)

مقطوع مقامات پر مالِ ... لام پر وقف صحیح ہوگا۔

پچیسواں کلمہ:

لَاتَ حِيْنَ ،یہ سورة صٓ میں آتا ہے قراء میں اس کی تاء کے بارے میں اختلاف ہے کہ تاء حین سے مقطوع ہے یا موصول ،تو مشہور اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ مقطوع ہے یعنی لات الگ کلمہ ہے اور حین الگ کلمہ ہے۔ اور قول غیر مشہور یہ ہے کہ ت حین کے ساتھ ہے یعنی تحین اور لا الگ ہے لیکن تمام قراء لات کی تاء پر وقف کرتے ہیں اور لات الگ کلمہ سمجھتے ہیں۔

چھبیسواں کلمہ:

كَانُوْهُمْ اَوْزَ نُوْهُمْ بالاتفاق موصول ہے یعنی واوَ جمع کے بعد الف فاصل نہیں ہے اس لئے کَا نُوْ اور اَوَّزَنُوْهُمْ پر وقف کرنا صحیح نہیں ہے۔

ستائیسواں کلمہ:

وَاِذَا مَاغَضِبُوْاهُمْ يَغْفِرُوْنَ میں کلمہ غَضِبُوْا مستقل کلمہ ہے اور هم ضمیر مرفوع متصل ہے جو

الگ کلمہ ہے۔

اٹھائیسواں کلمہ:

اَلْ تعریف جیسے اَلْاَرْضُ ،تمام مصاحف اس کے وصل پر متفق ہیں۔

انتیسواں کلمہ:

ھاء جوتنبیہ کے لئے جیسے ھٰأَنْتُمْ، ھٰٓؤُلَآءِ یہ بھی بالاتفاق موصول ہے۔

تیسواں کلمہ:

یاء جو نداء کے لئے ہے مثلاً یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ، یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ ،یٰمَرْیَمُ ،یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ تمام مصاحف عثمانیہ اس کے فصل پر متفق ہیں۔

فصل ثانی:

تائے تانیث کا بیان

قرآن مجید میں اسماء مفردہ کے ساتھ جہاں بھی تائے تانیث آئی وہ تائے مربوطہ کی شکل میں ہے لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں وہ تائے طویلہ یا تائے مجرورہ مفتوحہ کے ساتھ لکھی ہوئی ہے قاری کے لئے ان کو جاننا ضروری ہے تاکہ وقف کی صورت میں درست وقف کر سکے۔

پہلی قسم:

وہ کلمات کہ جن پر اتفاق ہے کہ یہ مفرد ہی پڑھے جائیں گے۔

دوسری قسم:

جن میں مفرد اور جمع کے مابین اختلاف ہے بعض قراء مفرد پڑھتے ہیں اور بعض جمع پہلی قسم میں تیرہ کلمات ہیں ان میں سے چھ ایسے ہیں جو کہ تکرار کے ساتھ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں اور سات ایسے ہیں جو کہ صرف ایک مرتبہ ہی قرآن میں آئے ہیں۔

کلمات مقررہ:

رَحْمَتُ، نِعْمَتُ، اِمْرَأَتُ، سُنَّتُ، لَعْنَتُ، مَعْصِيَتُ

کلمہ رَحْمَتُ:

کلمہ رحمت قرآن مجید میں سات مقامات پر آیا ہے۔

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ	سورة بقره
وَاِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ	سورة اعراف
وَرَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	سورة هود
وَذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ	سورة مريم
فَانْظُرْ اِلٰى آثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ	سورة روم

أَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ سورة زخرف

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ سورة زخرف

ان کلمات کے علاوہ باقی جمیع مقامات پر لفظ رحمت تائے مربوطہ کے ساتھ ہے۔ جیسے لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وغیرہ۔

کلمہ نِعْمَتُ:

یہ گیارہ مقامات پر تائے طویلہ کے ساتھ مکتوب ہے۔

۱	وَاذْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاأَنْزَلَ عَلَيْكُمْ	سورة بقره
۲	وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ	سورة آل عمران
۳	وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْهَمَّ	سورة مائده
۴	اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ	سورة ابراهيم
۵	وَاِنْ تَعُدُّوْ نِعْمَتَ اللّٰهِ	سورة ابراهيم
۶	وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ	سورة نحل
۷	وَيَعْرِفُوْنَ نِعْمَتِ اللّٰهِ	سورة نحل
۸	وَاسْتَكْبَرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ	سورة نحل
۹	وَفِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ	سورة لقمان
۱۰	نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	سورة فاطر
۱۱	فَذَكِّرْفَمَاأَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ	سورة طور

مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ جمیع مقامات پر تائے مربوطہ لکھی ہوئی ہے۔

کلمہ امرأت:

جب لفظ امرأت زوج کی طرف مضاف ہوگا اس وقت اس کی تاء طویلہ ہوگی یہ قرآن کریم میں سات مقامات پر ہے۔

۱	اِذْ قَالَتْ امْرَأَتُ عِمْرَانَ	سورة آل عمران
۲،۳	اِمْرَأَتِ الْعَزِيْزُ دو مرتبه	سورة يوسف

۴	اِمْرَأَتُ فِرْعَوْنَ	سورة قصص
۵	اِمْرَأَتُ نُوْحٍ	سورة تحريم
۶	اِمْرَأَتِ لُوْطٍ	سورة تحريم
	اِمْرَأَتُ فِرْعَوْنَ	سورة تحريم

کلمہ سُنَّتُ:

یہ تائے مجرورہ کے ساتھ پانچ مقامات پر وارد ہوا ہے

۱	فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ	سورة انفال
۲	وَاِلَّاسُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ	سورة فاطر
۳	فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا	سورة فاطر
۴	وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا	سورة فاطر
۵	وَسُنَّتُ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ	سورة مؤمن

کلمہ لَعْنَتُ:

یہ قرآن مجید میں دو مقامات پر آیا ہے

(۱) فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ — سورة آل عمران

(۲) وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ — سورة نور

کلمہ مَعْصِيَتُ:

یہ بھی تائے طویلہ کے ساتھ دو مقامات پر آیا ہے

(۱)(۲) مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ دو مرتبہ (سورۃ مجادلہ)

کلمات غیر مقررہ:

یہ سات ہیں: تَمَّتْ، قُرَّتْ، بَقِيَّتْ، فِطْرَتْ، شَجَرَتْ، جَنَّتْ، اِبْنَتْ

۱۔ کلمہ تَمَّتْ:

تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى — سورة اعراف

۲۔ کلمہ بَقِيَّتْ:

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ — سورة هود

۳۔کلمہ قُرَّتُ:

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ — سورۃ قصص

۴۔کلمہ فِطْرَتُ:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ — سورۃ روم

۵۔کلمہ شَجَرَتُ:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ — سورۃ دخان

۶۔کلمہ جنت:

وَجَنَّتُ نَعِيْمٍ — سورۃ واقعہ

۷۔کلمہ اِبْنَتُ:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ — سورۃ تحریم

دوسری قسم:

یعنی وہ کلمات کہ جن کے بارے میں اختلاف ہے بعض قراء نے مفرد پڑھا ہے اور بعض نے جمع ان کو بھی تائے طویلہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ بارہ مقامات ہیں۔

علامہ جزری کا شعر:

أَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُلَّ مَا اخْتُلَفَ : جَمْعاً وَفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّاءِ عُرِفَ

❀ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا اس کو کوفیوں (عاصم، حمزہ، کسائی، خلف، العاشر اور یعقوب نے مفرد پڑھا ہے اور باقی قراء نے جمع

❀ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا — انعام (۳)

❀ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ — یونس کا دوسرا

❀ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا — مؤمن

ان تینوں کلمات کو ابوعمرو بصری، یعقوب بصری، ابن کثیر مکی اور کوفیوں نے مفرد پڑھا ہے اور باقی قراء نے جمع۔

- آیَاتٌ لِلسَّائِلِیْنَ (سورۃ یوسف) ابن کثیر مفرد اور باقی قراء نے جمع کے ساتھ پڑھا ہے
- غِیَابَتِ الْجُبِّ (سورۃ یوسف) نافع اور ابوجعفر بالافراد اور باقون بالجمع پڑھتے ہیں۔
- آیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (سورۃ عنکبوت) مکی، شعبہ، حمزہ، کسائی، خلف مفرد اور باقی قراء نے جمع کے ساتھ پڑھا ہے۔
- فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (سورۃ سبا) امام حمزہ نے مفرد اور باقی قراء نے جمع پڑھا ہے۔
- فَھُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِنْہُ سورۃ فاطر مکی بصریان حفص، حمزہ، خلف مفرد باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔
- مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ اَکْمَامِھَا (سورۃ حم سجدہ) مدنیان ابن عامر حفص بالجمع باقی قراء بالافراد پڑھتے ہیں۔
- جِمَالَتٌ صُفْرٌ سورۃ مدثر حمزہ کسائی خلف، حفص مفرد باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

فائدہ

ان کلمات کے علاوہ چھ کلمے اور بھی ہیں جو کہ تائے مجرروۃ کے ساتھ لکھے گئے ہیں لیکن ان پر وقف میں اختلاف ہے وہ چھے یہ ہیں۔

❶ یَا اَبَتِ ❷ ھَیْھَاتَ ❸ مَرْضَاتٌ ❹ ذَاتَ بَھْجَۃٍ

❺ وَلَاتَ حِیْنَ ❻ وَاللّٰاتَ

لفظ یا اَبت جو کہ سورۃ یوسف، مریم، قصص، صافات میں ہے اس پر مکی ابن عامر، ابوجعفر یعقوب نے خلاف رسم ھا کے ساتھ وقف کیا ہے اور باقی قراء نے بالتاء اسی طرح لفظ ھیھات (جو کہ سورۃ مؤمنون میں دو جگہ آیا ہے) میں بصری کسائی اور قُنبُلؔ نے بالخلف ھاء کے ساتھ وقف کیا ہے اور باقی قراء تاء کے ساتھ وقف کریں گے۔

لفظ مَرْضَاتٌ (جو کہ بقرہ، نساء اور تحریم میں ہے) وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ سورۃ صٓ اور وَذَاتَ بَھْجَۃ سورۃ نمل اللّٰات سورۃ نجم میں کسائی نے بالھا وقف کیا ہے اور باقی قراء بالتا پڑھیں گے۔

فائدہ

ان جمیع کلمات پر حفص بالتاء وقف کریں گے۔

فصل ثالث

حذف واثبات کا بیان

اس میں یہ بیان کیا جائے گا کہ الف، واؤ، یاء کہاں حذف ہوتے ہیں اور کہاں ثابت رہتے ہیں۔

الف کا بیان:

❀ جاننا چاہیے کہ الف اگر وصلاً اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے تو رسماً وقفاً ثابت رہتا ہے جیسے ذَاقَا الشَّجَرَةَ، وَكِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ، قُلْنَا احْمِلْ وغیرہ (یاأیها) جہاں بھی آئے جیسے یَاأَيُّهَا النَّاسُ، یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ مگر تین مقامات ایسے ہیں جہاں أَيُّهَا کا الف رسماً حذف کیا گیا ہے اور وقف الف کی بجائے ھاء پر کیا گیا ہے جیسے أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورۃ نور) میں، یَاأَيُّهَ السَّاحِرُ (سورۃ زخرف) میں اور أَيُّهَ الثَّقَلَانِ (سورۃ رحمان) میں۔

❀ وہ مقامات جہاں وقفاً اثبات الف پر علماء تجوید نے اتفاق کیا ہے جیسے: اِهْبِطُوْا مِصْرًا (سورۃ بقرہ) وَلَيَكُوْنًا مِنَ الصَّاغِرِيْنَ (سورۃ یوسف) لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (سورۃ علق) اسی طرح لفظ اذاً یہ جہاں بھی واقع ہو۔ جیسے: فَاذاً لا یؤتون، واذاً لابتغوا وغیرہ ایسے ہی لٰكِنَّا کا الف (سورۃ کہف) اور لفظ أَنَا قرآن میں جہاں بھی آئے نیز أَلرَّسُوْلَا، أَلسَّبِيْلَا، اَلظُّنُوْنَا پہلا قَوَارِيْرَا سَلَاسِلَا لیکن لفظ سلاسل میں حذف الف کے ساتھ بھی وقف جائز ہے۔

❀ وہ کلمات جہاں الف وصلاً وقفاً دونوں حالتوں میں نہیں پڑھا جاتا البتہ رسماً ثابت رہے گا۔

أَوْ يَعْفُوَا	سورۃ بقرہ	رکوع ۳۱
اِتَّبِعُوْا	سورۃ مائدہ	رکوع ۵
لِتَتْلُوَا	سورۃ رعد	رکوع ۴
لَنْ تَدْعُوَا	سورۃ کہف	رکوع ۲
وَأَنْ أَتْلُوَا	سورۃ نمل	رکوع ۷

دوسرا قَوَارِیْرَ	سورۃ دھر	رکوع ۱

ایسے ہی لفظ نبای لِشَایْءٍ مِائَۃٌ أَنَا جہاں بھی آئے ان کا الف نہیں ہے۔

لِیَرْبُوْا	سورۃ روم	رکوع ۴
لِیَبْلُوْا	سورۃ محمد	رکوع ۱
نَتْلُوْا	سورۃ محمد	رکوع ۴

ممددأ چار جگہ (سورۃ ہود، فرقان، عنکبوت اور نجم)

قرآن مجید میں پانچ جگہ لا لکھا ہوا ہے لیکن یہ الف پڑھا نہ جائے گا بلکہ صرف لام پڑھیں گے۔

۱.	لَا اِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ	سورۃ آل عمران	پ۴
۲.	وَلَاأَوْضَعُوْا	سورۃ توبہ	پ۱۰
۳.	لَا اِلَی الْجَحِیْمِ	سورۃ صفت	پ۲۳
۴.	أَوْلَا أَذْبَحَنَّہٗ	سورۃ نمل	پ۱۹
۵.	لَا أَنْتُمْ اَشَدُّ	سورۃ حشر	پ۲۸

واؤ کا بیان:

ہر وہ واؤ جو مفرد یا جمع میں واقع ہو رہی ہو اور حالت وصل میں التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کردی گئی ہو۔ وہ وقفاً اور رسماً ثابت رہتی ہے جیسے: یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ، مُلَا قُو اللّٰہِ، مُرْسِلُو النَّاقَۃَ، وَکَاشِفُوا الْعَذَابِ، وَجَابُو الصَّخْرَۃِ لیکن چار افعال اور ایک اسم میں لفظاً و رسماً وقفاً وصلاً محذوف رہے گی۔ جیسے: یَدْعُ الْاِنْسَانُ (سورۃ اسراء) وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ (سورۃ شوری) یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ (سورۃ قمر) سَنَدْعُ الذَّبَانِیَۃَ (سورۃ علق) اور ایک اسم وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورۃ مریم)

یاء کا بیان:

❀ وہ یاء جو وصلاً التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتی ہیں وہ رسماً اور وقفاً ثابت رہیں گی۔

جیسے مُحِلِّی الصَّیْدِ (سورۃمائدہ) اَلْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ (سورۃ حج) حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (سورۃ بقرہ) غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ دو مرتبہ (سورۃ توبہ) میں ،اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْداً (سورۃ تحریم) وَمَا کُنَّا مُهْلِکِی الْقُرٰی

کسی نے آسانی کے لئے ان کلمات کو نظم بھی کیا ہے:

مُحِلِّی مُقِیْمِیْ حَاضِرِیْ مُعْجِزِیْ قِفَا
وَفِی مَرْیَمَ اٰتِی کَذَا مُهْلِکِیْ الْقُرٰی

❀ لیکن وہ یا جو رسماً محذوف ہے وہ وقفاً بھی محذوف ہو گی۔جیسے: وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰہِ (سورۃ نساء)وَاخْشَوْنِ الْیَوْمَ (سورۃ مائدہ) نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ(سورۃ یونس) بِالْوَادِ الاَیْمَنِ(سورۃ قصص) الجَوَارِ الْمُنْشَاٰتِ (سورۃ رحمن) اَلْجَوَارِ الْکُنَّسْ (سورۃ کورت) اَلْھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا(سورۃ حج) بِھَادِ الْعُمْیِ (سورۃ روم) صَالِ الْجَحِیْمِ (سورۃ صافات) تُغْنِ النُّذُرُ(سورۃ قمر) یُرِدْنِ الرَّحْمٰنِ ،یَا عِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پہلا سورۃ زمر،یُنَادِ الْمُنَادِ (سورۃ قاف)

فَمَا اٰتانِ اللّٰہِ میں اختلاف ہے اس میں وقفاً حذف اور اثبات دونوں جائز ہیں وہ یا جو رسماً ثابت ہے وہ وقف اور وصل میں پڑھی جائیگی لیکن شرط یہ ہے کہ ان کے بعد ساکن حرف نہ ہو جیسے: سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ (سورۃ ھود) وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ (سورۃ غافر) تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰالِحِیْنَ (سورۃ یوسف) وغیرھم

فائدہ

لیکن لفظ اَلْاَیْدِیْ جو کہ سورۃ صٓ میں دو جگہ واقع ہے: اُولِی الْاَیْدِی وَالْاَبْصَارِ ، ذَالْاَیْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ پہلے میں اجماعاً یاء ثابت رہے گی اور دوسرے میں اجماعاً رسماً وقفاً حذف ہو گی جیسے کہ شعر ہے:

وَیَااُولِی الْاَیْدِیْ بِاِثْبَاتٍ وُصِفْ
وَبِمَا ذَالْاَیْدِ لِکُلِّھِمْ حذِفْ

باب سادس عشر

بعض ضروری مسائل

فصل اوّل: ....بعض ضروری مسائل
فصل ثانی: ....سجدہ تلاوت کا بیان

فصل اوّل:

بعض ضروری مسائل

- سورۃ روم رکوع ۶ میں دو مرتبہ ضعف اور ایک مرتبہ ضعفا آیا ہے ان تینوں میں امام حفصؒ کے نزدیک ض کا فتحہ اور ضمہ دونوں جائز ہیں۔
- یَلْهَثْ ذٰلِكَ اور اِرْكَبْ مَّعَنَا میں اظہار اور ادغام دونوں جائز ہیں۔
- جو حروف تماثل فی الرسم کی وجہ سے نہیں لکھے جاتے وہ وقف اور وصل دونوں حالتوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ جیسے تلوٗ، یُحْیٖ
- لفظ لَا تَاْمَنَّا اصل میں لَا تَاْمَنُنَا یعنی دونونوں سے ہے اس میں نون پر پیش اور دوسرے پر زبر ہے قراء نے اس کو دونوں طرح سے پڑھا ہے یعنی ادغام سے اور اظہار سے

۱۔ ادغام سے:

پہلے نون کو دوسرے نون میں داخل کیا جائے جیسا کہ قرآن مجید میں لکھا ہے تو ادغام ہوگا لیکن اس کے لئے اشمام ضروری ہے یعنی غنہ کرتے ہوئے ہونٹوں کو گول کرنا اور ''نا'' پڑھنے سے پہلے گولائی کو ختم کر دینا۔

۲۔ اظہار سے:

اگر دونوں نونوں کو الگ الگ پڑھا جائے تو اظہار ہوگا اور اظہار کے لئے روم ضروری ہے خلاصہ یہ ہوا کہ ادغام کے لئے اشمام ضروری ہے اور اظہار کے ئے روم۔

س اور ص

مندرجہ ذیل الفاظ میں سین (س) اور صاد (ص) دونوں طرح ہی پڑھنا جائز ہے

یبصط	پ۲، ع۱۶	س پڑھیں گے
بصطة	پ۸، ع۱۶	س پڑھیں گے
المصیطرون	پ۲۷، ع۴	س اور ص دونوں جائز ہیں
بمصیطرٍ	پ۳۰، ع۱	ص پڑھیں گے۔

فصل ثانی:

سجدہ تلاوت کا بیان

قرآن کریم میں بعض ایسے مقامات ہیں جن پر آپ نے دوران تلاوت سجدہ کیا ہے یہ کل پندرہ مقامات ہیں ان کو سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے قاری کے لئے ان کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ دوران تلاوت ان کا بھی خیال رہے۔

❀ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ○ (اعراف ۲۰۶)

❀ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعاً وَّكَرْهاً وَّظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ(سورة الرعد ۱۵)

❀ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ○يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ○ (سورة النحل ۵۰)

❀ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعاً (سورة اسراء ۱۰۹)

❀ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا○(سورة مريم ۵۸)

❀ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ .... الآخر الآية اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (سورة الحج ۱۸)

❀ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(سورة الحج ۷۷)

❀ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا(سورة فرقان ۶۰)

❀ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ.........الآخر الاية رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○(سورة

النمل۲۶)

❀ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ.........الآخر الاية وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ(سورة السجده ۱۵)

❀ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ(ص ۲۴)

❀ ومن آياته الليل والنهار.........الى آخر آيه ان كنتم اياه تعبدون o (سورة فصلت ۳۷)

❀ فاسجدوا لله واعبدوo (سورة النجم ۶۲)

❀ واذاقرئ عليهم القرآن لا يسجدون (سورة الانشقاق ۲۱)

❀ واسجد واقترب (سورة العلق ۱۹)

فائدہ:

جب ایک مجلس میں ایک آیت کے سجدے کو بار بار پڑھا جائے تو آخر میں صرف ایک سجدہ کافی ہے اس کو تداخل فی السجدات بھی کہتے ہیں یعنی ایک آیت میں کئی سجدوں کا پایا جانا۔
اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلا جائے اور یہ ان دعاؤں میں سے ایک پڑھے۔

۱. سجد وجهي للذی خلقه و شق سمعه وبصره بحوله وقوته فتبارك الله احسن الخالقين.

۲. اللهم اكتب لی بها عندك اجراً و وضع عنی بها وزرا وجعلها لی ذخراً وتقبلها كما تقبلت من عبدك داؤد.

خاتمہ

فصل اوّل: ....حفاظت قرآن مجید

فصل ثانی: ....عظمت قرآن مجید

فصل ثالث: ....قراء کی فضیلت

فصل اوّل:

حفاظت قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کے لئے ہادی بنا کر مبعوث فرمایا، اور آپ کی نبوت کو تا قیامت جاری رکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو خاتم النبیین بنایا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ:

جیسے آپ کی نبوت عالمگیر ہے اور تا قیامت باقی رہنی ہے۔ اسی طرح آپ پر نازل کی جانے والی کتاب مبین کو بھی تا قیامت قائم و دائم رکھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ اور چونکہ حفاظت قرآنی انسانوں کے بس کی بات نہ تھی، اس لئے اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود اُٹھایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ﴾ [الحجر: ۹]

''بے شک ہم نے ہی قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

﴿ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْاٰنَهُ ﴾ [القیامہ: ۱۷]

''بے شک ہمارا ذمہ ہے اس کو جمع رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں اور پڑھانا آپ کی زبان سے''

قرآن مجید آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی اسی طرح محفوظ ہے جیسے اپنے زمانے میں اترا تھا۔ اور آج تک اس میں کوئی ایک نقطہ کی کمی یا زیادتی نہ کر سکا اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو محفوظ رکھنے کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں میں سے ہی چناؤ کیا ہے۔ چنانچہ! الفاظِ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری تو حفاظِ کرام کے ذمہ لگائی، جو قرآن مجید کو اول سے آخر تک حفظ کرتے رہے ہیں اور ہر زمانہ میں ہزاروں حفاظ موجود

رہے ہیں۔

اسی طرح ''قراءات متواترہ'' کی حفاظت اگرچہ ''الفاظ قرآن'' ہی کا ایک حصہ ہے، مگر یہ کام ''فن قراءات'' کے ماہرین قراءِ کرام سے لیا۔ قرآن کی وہ ''صحتِ اداء'' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھائی تھی وہ بھی آج تک قراءِ مجوّدین کرام کے ذریعے چلی آرہی ہے۔ قرآن کی کتابت کا وہ خاص انداز جسے ''عہد عثمانی'' میں اجماعِ صحابہ کے ساتھ اختیار کیا گیا تھا اس کی حفاظت بھی قراءِ کرام کے ذمہ لگائی۔ جبکہ! قرآن کے ''معانی کی حفاظت'' علماءِ ربانیین کے ذمہ ٹھہری۔

عہدِ نبویؐ میں قرآن حکیم کی حفاظت

عہدِ نبویؐ میں قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کچھ حصہ حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر آتے ۔تو سب سے پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اطہر میں محفوظ ہوتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْاٰنَهُ ﴾ [القیامہ: ١٧]

''کہ بے شک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا محفوظ کرنا آپ کے سینہ مبارک میں اور اس کی تلاوت کروانا آپ کی زبان مبارک سے۔''

اس کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو تعلیم دیتے اور صحابہ کرامؓ حفظ کے ساتھ ساتھ لکھ بھی لیتے۔ بعض صحابہ کرامؓ کو حضور کریمؐ نے وحی لکھنے پر مقرر فرمایا تھا، اور بالخصوص حضرت زیدؓ کو اس کام کے لئے مأمور فرمایا وہ کسی آیت کو کاغذ پر کسی آیت کو ہڈی پر اور بعض کو کھجور کی تختیوں پر یعنی اہم قسم کی مختلف چیزوں پر لکھ لیتے لیکن اصل دار ومدار حفظ پر تھا اس لئے زیادہ تر صحابہ کرامؓ زبانی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اس لحاظ سے حضورِ اکرمؐ کے زمانہ مبارک میں ہی اکثر صحابہ کرامؓ کے سینوں میں قرآن کریم محفوظ تھا اور کتابی صورت میں بھی لکھا ہوا تھا، لیکن اتنی بات تھی کہ کتابی شکل میں یا ایک جلد میں نہ تھا۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں قرآن حکیم کسی بھی وقت نازل ہوتا رہتا تھا اس لئے وہ ایک جلد میں محفوظ نہیں ہوسکتا تھا مگر یہ ضرور تھا کہ تمام قرآن ایک جگہ پر مجتمع تھا۔

عہد صدیقی میں قرآن حکیم کی حفاظت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ اُٹھا اور مسیلمہ کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تو اس کو کچلنے کیلئے صحابہ کرامؓ کو بہت سخت مقابلہ کرنا پڑا، جس میں پانچ یا سات سو کے قریب ایسے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے جو حافظِ قرآن تھے۔

اس پر سیدنا فاروقِ اعظم حضرت عمرؓ نے، حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کہ مجھے اندیشہ ہے کہ قراء کی شہادت کی وجہ سے کہیں قرآن مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے، اور ساتھ مشورہ دیا کہ قرآن پاک کو مختلف چیزوں سے نقل کر کے ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔

چنانچہ! صدیق اکبرؓ نے یہ مشورہ قبول فرمایا اور حضرت زید بن ثابتؓ کاتب وحی کو اس کام پر لگایا۔ طریقہ یہ اختیار کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جتنا قرآن مجید لکھا ہوا تھا وہ تمام جمع کر لیا اور صحابہ کرامؓ کے پاس جس قدر لکھا ہوا تھا منگوا لیا۔

پھر حفاظ صحابہ کرامؓ کی مدد سے کامل احتیاط کے ساتھ قرآن پاک کو اس کے تمام حروف وقراءات سمیت یکجا جمع کر دیا۔ قرآن کو اس مرتبہ تمام وجوہ قراءات کے ساتھ جمع کرنا تاریخی لحاظ سے نہایت مشہور بات ہے۔ لیکن اس بار بھی تمام قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہوا۔ بلکہ صحیفوں (چھوٹے چھوٹے) اجزاء) کی صورت میں محفوظ ہو گیا تھا لوگوں کو عام اجازت تھی جو چاہے نقل کرے اور جس کے پاس کوئی نسخہ ہو وہ اس سے مقابلہ کر کے تصحیح کرے۔

یہ صحیفے حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات تک ان کے پاس رہے پھر حضرت عمرؓ کی حفاظت میں آئے اور ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہؓ کے پاس رہے۔

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں حفاظتِ قرآن پاک

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دس سالہ عہدِ خلافت میں سب سے زیادہ توجہ قرآن کریم کی حفاظت کی طرف فرمائی۔ آپ نے لوگوں میں قرآن مجید کی تلاوت کا شوق پیدا کیا، خود بھی قراء

ت سے تلاوت فرماتے اور صحابہ کرام میں سے حفاظ قراء کی تلاوت بھی غور سے سنتے، نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تاکہ لوگ آپ کی قراءت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ تمام مفتوحہ علاقوں میں قرآن کریم کے مدارس قائم کیئے اور تمام پڑھانے والے اساتذہ کی معقول تنخواہیں مقرر فرمائیں۔

فوجیوں پر تعلیمِ قرآن کو لازم قرار دیا بلکہ افسروں سے فارغ التحصیل حفاظ کرام کی فہارس طلب کرتے تھے، چنانچہ حضرت سعدؓ نے اپنی فوج سے تین سو حفاظ کرام کے نام لکھ کر امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجے۔ اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے صوبہ بصرہ سے ایک سال میں دس ہزار حفاظ کرام کی فہرست بھیجی، جسے دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور حافظِ قرآن فوجیوں کے وظیفے مزید مقرر فرمائے۔

عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں حفاظتِ قرآنِ کریم

عہد صدیقیؓ میں اگرچہ قرآن کریم کی تدوین مکمل ہو چکی تھی مگر حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں بے شمار لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، ان نو مسلم عجمی لوگوں نے اپنے اپنے علاقوں میں مقرر کردہ قراء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ جب آزربائیجان اور آرمینیا کے جہاد کے موقع پر مختلف علاقوں کے لوگوں کا میل جول ہوا اور انہیں دیگر قراءات معلوم ہوئیں تو وہ باہم اختلاف کا شکار ہو گئے اور ایک دوسرے کی قراءت کا انکار کرنے لگے اور ہر ایک کہنے لگا کہ میری قراءت عمدہ تر ہے۔

اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے مقرّب صحابی حضرت حذیفہ بن یمانؓ بھی شریک تھے آپ نے قرآن میں اختلاف والی گفتگو سنی، تو آپ گھبرائے ہوئے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔

حضرت عثمانؓ نے معاملے کی نزاکت کو فوراً محسوس کیا اور حضرت حفصہؓ کے گھر سے صدیقی عہد کا لکھا ہوا قرآن مجید منگوایا اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اس کام پر لگایا اور حضرت زیدؓ کو ان سب کا سربراہ مقرر کیا۔

ان سب حضرات نے پورے قرآن کے کئی نسخے تیار کیے اور بڑے بڑے شہروں میں (بمع

ماہر قاری مجود بطور استاذ) بھجوائے یعنی کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، بحرین، یمن اور ایک نسخہ مدینہ والوں کو دیا اور ایک اپنی تلاوت کیلئے مخصوص فرمالیا جس کو ''مصحف امام'' کہتے ہیں۔

❀ تمام شہروں میں حکم بھیج دیا کہ ان مصاحف کے علاوہ باقی سب نسخے ختم کر دیئے جائیں اور ان ہی کے مطابق پڑھایا جائے۔

❀ ان مصاحف کو صحابہ نے نقطوں اور حرکتوں کے بغیر لکھا تھا تاکہ وہ تمام قراءتیں اس رسم سے نکالی جاسکیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کو پہنچی تھیں۔

❀ اس وقت سے یہ بات ضروری قرار دے دی گئی کہ اب جو بھی قرآن مجید لکھے رسم عثمانی کے موافق لکھے پھر حجاج بن یوسف کے زمانہ میں نقطے اور حرکتیں لگا دی گئیں۔

دورِ رسالت ﷺ، دور صدیقی اور دور عثمانی رضی اللہ عنہما کی جمع میں فرق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں چونکہ وحی الٰہی کا نزول ہوتا رہتا تھا لہذا قرآن کو ایک جلد میں مجتمع کرنا ممکن نہ تھا مگر یہ ضرور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں مکمل قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا یہ تحریر شدہ مواد چمڑے کے ٹکڑوں، پتھر کی باریک سلوں، اونٹ کے شانے کی ہڈیوں اور کھجور کے پتے کے چوڑائی والے حصوں پر مرقوم تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان متفرق اشیاء سے جمع کروا کر ایک مصحف میں محفوظ کرلیا جبکہ حضرت عثمانؓ نے نو مسلم لوگوں میں قراءات کا اختلاف دیکھ کر مصحف صدیقیؓ کی متعدد نقول کروائیں اور انہیں بلاد اسلامیہ کے بڑے مرکزی شہروں میں روانہ فرمادیا۔

ان تینوں ادوار کی جمع میں کوئی اختلاف یا فرق نہیں تھا ان تمام ادوار کی جمع میں قراءات متواترہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

فصل ثانی:

عظمت قرآنِ مجید

قرآن مجید کی عظمت ورفعت اور فضیلت کیلئے، اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ یہ اللہ ذوالجلال کا ایسا کلام ہے جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ ﴾ [الزمر: ۲۸]

ترجمہ: ''قرآن کریم عربی زبان میں ہے جو کجی اور خامی سے پاک ہے۔''

شروع سطر ہر صاحب ایمان کا قرآن مجید کے ساتھ تین طرح کا رابطہ ہے: پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ جہاں تک پڑھنے کا تعلق ہے خواہ سمجھ کر پڑھا جائے خواہ بغیر سمجھے، بہر حال تلاوت خود ایک عبادت ہے اس سے تعلق باللہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود تلاوت کا حکم دیا ہے۔ مثلاً:

❀ ﴿ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ﴾ [عنکبوت: ٤٥]

ترجمہ: ''آپ تلاوت کریں جو نازل کی گئی آپکی طرف کتاب اور نماز قائم کریں۔''

❀ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿29﴾ ﴾ [فاطر: ۲۹]

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں بیشک یہی لوگ ایک بڑی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پائیں گے۔''

❀ ((عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ سُلَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَا نَبِيٌّ وَلَا مَلَكٌ وَ لَا غَيْرُهٗ...... الخ))

ترجمہ: ''سعید بن سلیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی سفارش قیامت کے دن نہ ہوگی، نہ کسی نبی کی اور نہ فرشتے

کی۔''

❀ ((اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّهٗ فَلْیَقْرَأِ الْقُرْاٰنَ.))

ترجمہ: ''تم میں سے جب کوئی اپنے رب سے بات چیت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ قرآن مجید پڑھے۔'' [کنز العمال]

یعنی کلامِ پاک پڑھنا اپنے رب سے ہم کلام ہونا ہے۔

❀ ((اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ قَلْباً وَعَی الْقُرْاٰنَ))

ترجمہ: ''قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ ایسے دل کو عذاب نہیں دے گا جس نے قرآن پاک حفظ کرلیا۔'' [کنزا لعمال]

❀ ((اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ یَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَائُهَا قَالَ کَثْرَةُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ)) [البھیقی]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو پانی سے زنگ لگا جاتا ہے عرض کیا یارسول اللہ! پھر کس طرح صاف کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ موت کو زیادہ یاد کرو اور قرآن پاک کی تلاوت بہت کثرت سے کیا کرو!''

❀ ((أَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ))

ترجمہ: ''(فرمایا) میری امت کی افضل ترین عبادت تلاوت قرآن ہے۔''

❀ ((اُقْرَ واُالْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ یَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعاً لِاَصْحَابِهٖ))

ترجمہ: ''قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ قیامت کے روز قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔''

❀ ((عَنْ أَبِیْ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِه.))

ترجمہ: ''حضرت ابی شعبہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن نے میرے ذکر سے اور سوال کرنے سے

مشغول کرلیا (گویا ہر وقت قرآن پڑھتا پڑھتا رہتا ہے تو) اس کو مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا اور کلامِ الٰہی کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❀ ((اَلْقُرْآنُ غَنِيٌّ لَا فَقْرَ بَعْدَهٗ وَلَا غِنىً دُوْنَهٗ)) [مسند أبي يعلى]

یعنی: قرآن مجید ایسی مستغنی کردینے والی دولت ہے کہ جس کے بعد کوئی فقر بھوک وافلاس نہیں، اور قرآن کے بغیر کوئی مستغنی نہیں۔

فصل ثالث :

قراء کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام کو پڑھنے والوں کیلئے بہت سے انعامات کا اعلان فرمایا ہے، جو قرآن کو حفظ کرنے والوں کے جذبہ شوق کو مزید تقویت دیتا ہے۔ یہ انعامات قرآن اور حدیث دونوں میں وارد ہیں:

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وَ مِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ وَ مِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ﴾ [الفاطر: ۳۲]

''پھر کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (دنیا جہاں کے) بندوں میں سے پسند فرمایا، پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے ہیں یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے۔''

امام قرطبیؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

یہاں کتاب سے مراد قرآن حکیم ہے اور اس کے وارث آنحضرت ﷺ کے امتی ہیں جن کے تین درجات ہیں:

- ''ظالم'' جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔
- ''مقتصد'' جو اس کی تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔
- ''سابق'' جو قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔

امام ہذلیؒ اپنی کتاب ''الکامل'' میں فرماتے ہیں: کہ یہ آیت قراء اور حفاظ کی فضیلت پر دال ہے۔'' قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل احادیث میں بکثرت موجود ہیں، جن

میں سے چند منتخب احادیث یہ ہیں:

❀ ((عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ))

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کا ماہر بزرگ اور مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔''

❀ ((وَالَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهٗ اَجْرَانِ)) [متفق علیه]

ترجمہ: ''اور جو قرآن مجید کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے دشواری ہوتی ہے اس کو اللہ کریم دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔''

❀ ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا)) [الترمذی]

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے قاری سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور اونچے اونچے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھو جیسے دنیا میں تجوید کے ساتھ پڑھتا تھا تمہارا جنت میں آخری درجہ وہ ہوگا جہاں تم پڑھتے پڑھتے ٹھہر جاؤ گے۔''

❀ ((عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) [البخاری]

ترجمہ: ''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پاک کو سیکھے اور سکھائے۔''

فائدہ نمبرا

قرآن کریم کو سیکھنا اور سکھانا، معنی کے ساتھ ہو یا بغیر معنی کے، ایسا شخص اور ایسا عالم خیر الناس ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر۲

شیخ القراء ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ جو کہ امام عاصمؒ کے شیخ اور ایک مشہور تابعی ہیں کوفہ کی مسجد میں قرآن کا درس دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث ((یعنی خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) نے مجھے اس جگہ بٹھایا ہے حالانکہ امام موصوف کثیر العلم اور جلیل القدر تابعی تھے اور لوگ آپ کے علم کے محتاج تھے لیکن چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک جامع کوفہ میں بیٹھ کر قرآن مجید کا درس دیا ہے امام حسن بصریؒ اور امام حسینؓ نے بھی قرآن آپ رضی اللہ عنہ ہی سے پڑھا تھا۔ سلف صالحین کے نزدیک قرآن کی تعلیم و تعلم سے بڑھ کر کوئی عمل نہ تھا۔

(دیکھئے اعذار القرآن ص ۳۱،۳۲)

❀ ((عَنْ مَعَاذِنِ الْجُهَنِیُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْهِ اُلْبِسَ وَالِداه تَاجًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْکَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِهٰذَا))

[ابو داؤد، احمد، حاکم]

ترجمہ: ''حضرت معاذ جہنی سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی اگر آفتاب تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہو۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

❀ ((اِنَّ لِلّٰهِ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ، قَالَ هُمْ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ.)) [ابن ماجه، مسند احمد، مستدرك حاكم]

ترجمہ: ''یعنی انسانوں میں سے کچھ حضرات اللہ کے خاص بندے ہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اہل قرآن (حفاظ) ہیں جو اللہ کے اپنے اور خاص بندے ہیں۔''

❀ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ)) [طبرانی ،مجمع الزوائد]

''یعنی میری امت کے اشراف حاملین قرآن اور شب بیدار ہیں۔''

❀ ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَضْلُ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الَّذِیْ لَمْ یَحْمِلْهُ كَفَضْلِ الْخَالِقِ عَلَى الْمَخْلُوْقِ)) [كنز العمال]

یعنی حاملین قرآن کی فضیلت اس شخص پر جو حامل قرآن نہیں ایسی ہے جیسے خالق کی فضیلت مخلوق پر ہے۔

تقریظ

زیرِ نظر تصنیف مسمی تحفة القراء لطالب التجوید والعلماء شیخ العرب والعجم قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظ اللہ کی عظیم کاوش ہے۔ سولہ ابواب پر مشتمل قراءات وتجوید کے جملہ قواعد وضوابط کو آسان ترین انداز میں محیط مبتدی اور منتہی شائقین علم نبوی کے لیے نادر تحفہ ہے، بلکہ سعی جمیل اس لائق ہے کہ جامعات ومدارس کے مناہج میں بطورِ نصاب اس کو مقرر کیا جائے۔ ذمہ داران وفاق المدارس السّلفیہ کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ واللہ ولی التوفیق

کتبہ

ثناء اللہ بن عیسیٰ

خادم جامعۃ لاہور الاسلامیہ

ورئیس مرکز انصار السنہ لاہور

تحریر فی ۱٤۲٦/۲/۳ھ

الموافق ۲۰۰٥/۳/۱٤م

ہماری دیگر مطبوعات

ناشر

اسلامی اکادمی

۱۷ اردو بازار، لاہور پاکستان فون: 042-7357587